

GOVERNMENT OF INDIA
DEPARTMENT OF ARCHAEOLOGY
**CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY**

CALL NO. 954.26 *Arw*

D.G A. 79.



AD 1073

LIBRARY



27948

تاریخ و جغرافیہ

15426

1852

17. 2. 1900

18. 2. 1900

کلیں اسی زمانہ سے بنی ہوئی گلیاں کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے ناموں میں سے ایک ہے کہ جسے کہتے ہیں کہ

وہی ہے جس نے تمام صنوبر دار و کھن راہا تشرین

۱۔ سلطان برہان الملک کی پہلی بیوی کو کہ غلامیہ بیویں صوبہ داروں

لیکھو شاہ کے عہد حکومت میں عود غمار میں کیے گئے تھے۔ اور عرب و روم میں

رہنمائے حق تعالیٰ ہوئی حکمران محمد شاہ کے باطنی وزیر عبداللہ خان قطب الملک

ایں کاشتہ یک تھا۔ خانانہ کنش نے بھی اس نے کہ شہر فرخ آباد کی بنا ڈالی اور جسکا

ما تصرف من الدنہی وسیع و عظیم و اس میں عیسیٰ اسی زمانہ میں مجبور و گمراہ عروج حاصل کیا۔

اور اگرچہ آخر میں اس خانہ میں کارآمد نسبت گزری مگر ایک وقت ایسا تھا کہ اس خانہ میں

مصورتِ حال سے امید ہوئی تھی کہ اسکی شقی آئندہ اور راستوں کے وسیعے کم کر

کے لئے عزم و نیت دیا مگر تو اس وقت پہلے کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ محمد خان کے

یہ ہے علمدہ کرم و سوجا و سگی کوئی کہ شکا حاسنین بدید و نا عاقبت ایش اور

میں روایت و وصلہ و احادیث میں اس کا ملک بالکل غیر محفوظ تھا اور ان کے

کے راستے شمال و جنوب و مغرب سے برابر ہیں گناہہ تھیں ان سب وجوہات

۷۔ سیاست فرخ آباد باطل ناخیز و بے قید ہو گئی۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ

اور انہیں انگریزوں کی وجہ سے دانتیں دی ہو کسی جگہ ان کی تاریخ نہیں مل

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ نوایان سنگش شهر فرخ آباد

[illegible]

حصہ اول

۳۱۶ء میں غریغ سیر کو تختِ فیضیوار کے زمانے سے سلطنتِ مغلیہ کی عالیشان عمارت

گر چہ ضعیف العقل اور دارہ مزاج پر شاہوں کے ہاتھ میں جو خود غرض اور ممالاقت

ساجون سے گھرے رہتے تھے سلطنت کو بہت جلد زوال آگیا جون جون دباؤ

لم یوالیا صوبہ دارین نے صورتی کتابی پر حقیقت اپنا تصرف کر لیا اور اگلے عہدہ

حاشیہ: کہ منظرہ عربیہ اس کتاب میں درج ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے سوچا کہ میں نے کیا کیا ہے۔

یہ ہے ایسا کہ درجہ میں بہت ہی اور گھڑوں سے بالکل علی
 ہی اس کی کوئی اور نقل موجود نہیں معلوم ہوتی۔ خانہ انی حال صاحب
 اور چون سے جو اس کی کتاب کے آخر میں پچ رہے تھے دریافت ہو گا
 کہ وہ اسکا دادہ ہوا اس سے کہ اگر الیا کے ضلع بہت سلسلہ انہی
 سات میں پشکار رہا وہ کہ الیا میں رہتا تھا اور وہ ان اس کا ایک بچہ مکان
 خاتہ نو جو اس اسکا میا دوار کا دس سس تلاش روزگار شاہ جہان آباد گیا
 بیار گنج خرد میں سکونت گزین ہوا۔ وہاں وہ مسکو بند فیہ لالہ گلج سنگھ
 سے بھلاؤ سکا دوست تھا کوئی جگہ مل گئی۔ دوار کا داس دو بیٹے چھوٹے
 بڑے ہوا صاحب داسے۔ ذال چند نواب سعادت خان کے پاس تھا
 لی اصل کیا کرتا تھا اندر نواب کے حج کا حساب اس کے پاس رہتا تھا
 کہ اس کے بھائی سے تعلیم دلائی اور حج میرے کے عہد حکومت میں شروع
 نہ ہوا صاحب داسے نواب محمد خان کی سرکار میں عہدہ سکریٹری بنی ہوئی رہا
 جس میں کہ صاحب داسے نے کب وفات پائی صاحب داسے کے بڑے
 علی اور وہ نواب محمد علی کے زمانے میں شہادت ہو گیا
 جس کے بعد میں شہادت ہو گیا شہادت ہو گیا شہادت ہو گیا
 ای کی تاریخ بمال شہادت و عہدگی دوم درجہ کی ہو جسٹم الدین شاہ
 شاہ الدین کا صاحب اور نیر داماد تھا جسٹم الدین علی

کئے ہیں قلم انداز ہو گئے ہیں یا ان کا مرنے کے غلط طور پر روایت کی گئی ہو اس کتاب کی تالیف سے پہلی مدعا یہ ہے کہ اس شخص کی اصلاح ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ بظاہر مقام پہلے اول مرتبہ ہو کہ نوابان انگلش کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی گئی ہو۔

بیان اول کتابوں کا جس سے کہ تاریخ بذات الیف کی گئی

کہ اکثر کتابیں جن کا میں نے استعمال کیا ہے وہی میں اور اس ضلع کے حدود کے باہر کوئی آئے ہیں اور اس نام مناسب معلوم ہو کہ اول کتابوں اور ان کے مصنفوں کے حال سے

ناہین سے سب سے قدیم اور معتبر ایک مجموعہ خطوط ہیں جن میں خطوط

نواب خیر بنام محمد خان ہیں۔ یہ مکتوب شہی صاحب دانے نے سن ۱۱۵۰ھ

عالمی ۱۱۵۰ھ لغات جنوری ۱۱۵۰ھ جمع کیا تھا اور اس کا نام تاریخی خط نام

۱۱۵۰ھ خط مستجاب محمد خان اور بنام محمد خان میں ۱۱۵۰ھ اور ہر چند کہ اس کو

۱۱۵۰ھ کے سب سے بڑے آرمین کے خط ہیں مگر بالخصوص۔ بالخصوص

خان لغات الملک۔ خان دوران خان امیر الامراء اور روشن الدولہ کے

۱۱۵۰ھ کے میں۔ اور یہ خطوط بہت اکثر خطاطی سے لغات مستجاب

۱۱۵۰ھ کے میں۔ یہ مکتوب طول میں ۱۱۵۰ھ اور عرض میں ۱۱۵۰ھ انجیر اس میں

۱۱۵۰ھ کے میں۔ لیکن آخر میں دو متن درج کم ہیں۔ یہ کتاب صاحب

عن لوبیا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۲ تک۔ احمد خان احمد راجہ بین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح
 کر لینا اور فواب کے لڑکے کو اپنے ساتھ لکھنؤ کی طرف لیجا نا صفحہ ۲۶۲ سے ۲۱۳ تک۔
 احمد خان کا معہ سرداران روہیلہ کی بھراہ مورچوں پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا
 فرخ آباد آنا صفحہ ۲۱۲ سے نہایت ۳۴۰ مطفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۲۴۴ سے نہایت
 ۳۵۳۔ وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھانا صفحہ ۲۵۲ سے نہایت صفحہ ۳۶۲۔
 تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی دلی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہجری ۱۲۵۵ بمطابق جولائی ۱۲۵۵
 نہایت جون ۱۲۵۵ء کے قریب لکھی گئی ہے۔ سید دلی اللہ ولد سید احمد علی مقام سائڈی سرکار
 خیر آباد میں ۱۱ شوال ۱۲۵۵ ہجری کو مطابق ۲۶ گشت ۱۲۵۵ عید اہل ہونے تھے (اونکے پاپ
 سید احمد علی ۱۲۵۵ ہجری میں مطابق ۱۲۵۵ء کے اکیاون برس کی عمر میں مرے تھے۔ اس
 خاندان کی دس پشت سے سائڈی میں بود و باش تھی مقام سائڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل
 کے فاصلہ پر گنگا پار دکن پورب کے کونے میں واقع ہے۔ اور اس سے پیشتر اس خاندان کے
 لوگ دس پشت تک دانی پور میں رہے تھے جو کہ قنوج کی پورب میں گنگا کی متصل ہے لوگ
 کہتے ہیں کہ یہاں آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا۔ ولی احمد فو برس کی عمر میں
 اپنے والد کے ساتھ مرغ آباد میں آیا۔ اوسنے فرخ آباد قنوج اور بریلی میں تحصیل علم کی اور
 عبد الواسطہ غوجی سے تکمیل حاصل کی ۱۲۵۵ ہجری میں مطابق مارچ ۱۲۵۵ء نہایت
 فروری ۱۲۵۵ء، وہ مکہ کی راہ میں شہر حرم آباد دیکھنے کو گیا وہاں خواجہ رحمت اللہ
 سے اوس نے مسائل نقشبندیہ اور مسائل قادریہ میں تعلیم پائی ۱۲۵۵ ہجری میں مطابق

خان کے ہمدرین تھے۔ ابن ابی ابراہیم اور یونان بن خضر کو کیا سند خامرہ اور ابو اسود

لغایت پرین شمشاد اور محامرہ مکرہ بابا و اپریل و سنی لشکر اور جنگ رہ سلیکندہ و
اکثر شمشاد پرین شمشاد رنگ کے موقوفین پر موجود تھا۔ آخر میں وہ خیمہ گریست
شمارہ ۱۲۱ بحری بن درملاق و ملائی شمارہ ۱۲۲ لغایت جولائی شمارہ ۱۲۳ وفات پائی۔

یہ کتاب تو سر شمشاد کی لڑائی کے بیان تک جس میں کہ قائم خان تنویر بن کچھ عہد میں
کو کچھ اس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان شمارہ ۱۲۴ عین حالات بہت مفصل اور سب

ہیں۔ عہد بہت سلیس اور عمدہ تصاویر اور بہت عبارت لڑائی نہیں کی گئی ہی۔ میری
راے میں مصنف اس کتاب کا اس تہذیب کے لائق ہے جو کہ متقی دلی اندازے اس کی سبکی
کی ہی۔ یہ تہذیب قلمی پٹھے میر فضل علی نے متقی دلی اندازے کے درجہ کے کتب خانہ

سے مستعد دی تھی۔ اس کا طول ۵۰ انچہ اور عرض ۵۰ انچہ ہے اور ۳۹ صفحہ اور
ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں۔ حالات کی حسب ذیل پیشانیان ہیں۔ محمد خان اور قائم جنگ
کا حال صفحہ ۲ سے ۵ تک۔ امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان دیا

پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا قتل جانا صفحہ ۵۲ سے لغایت ۵۹
احمد خان کا حال پھر نول راے کی وفات وزیر کی شکست اور محامرہ الہ آباد
بیان صفحہ ۸۹ سے ۱۰۱ تک۔ وزیر کلبار دگر آنا اور احمد خان کا رہ سلیکندہ کو جانا صفحہ

۱۰۱ سے ۱۲۶ تک۔ احمد خان کا پھاڑوں پر بھاگ کر جانا اور المورہ کے راجہ سے مدد
مطلوبہ کرنا صفحہ ۲۲۹ سے لغایت ۲۴۹۔ وزیر کامرٹوں کے ساتھ آنا اور احمد خان کو

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

فردری مشنۃ اعلائیہ فردری مشنۃ اعلائیہ) آگست ۱۸۷۷ء میں مقامات سب سے لے کر ریڈن میں صرف
 کئے۔ اور آخر کار مشنۃ ہجری میں (مطابق دسمبر ۱۸۷۷ء) بمبئی مشنۃ اعلائیہ) ہندوستان
 واپس آیا اور پھر فرخ آباد میں سکونت اختیار کی۔ جو کچھ صرف سے پس انداز ہوا اس کو
 دلی اللہ نے جمع کر کے چند قطعہ مکانات خریدے اور اول سب کو ملا کر ایک مدرسہ تعمیر کرایا
 اور اس کا نام فخر المربع وربع المعاصر رکھا۔ اس نام سے ۱۸۷۷ء ہجری (مطابق فردری مشنۃ اعلائیہ)
 لغات مشنۃ اعلائیہ برآمد ہوتے ہیں۔ دلی اللہ کا کتب خانہ اعلیٰ مدرسہ میں موجود ہے لیکن اب کوئی
 طالب علم نہ وہاں کچھ تعلیم ہوتی ہے ۲۹۔ اگست ۱۸۷۷ء کو دلی اللہ مفتی شہر مقرر ہوئے اور
 یہ عہدہ اُن کے نام ۱۳ اکتوبر ۱۸۷۷ء تک اُن کے نام رہا۔ بعد اُن کے اُن کے رشتہ دار
 ولایت علی مفتی ہوئے مفتی دلی اللہ نے ۵ جمادی الثانی ۱۲۹۷ء ہجری کو مطابق ۱۸
 نومبر ۱۸۷۷ء کو وفات پائی۔ ذیل کی تاریخوں سے اُن کا سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

گنج معنی برت زیر زمین ۶۰ دفن کردند گنج علم بحاک

تاریخ اول سید بہادر علی کی کہی ہوئی ہے۔ اس تاریخ کی ایک جلد جو مجھے میر فضل علی نے
 مستعار دی تھی اصل میں دہلی انجمن اور عرض میں ساڑھے چھ انچہ ہے اس میں ۳۰ صفحہ ہیں
 نئی صفحہ سطروں کا شمار مختلف ہے۔ اس کتاب کے دو حصہ ہیں حصہ اول میں تاریخ فرخ آباد
 اور خاندان بنگلش کا حال ہے اور ۱۶۰ صفحہ ہیں جن میں ایک دیباچہ اور فصلیں ہیں حصہ اول
 میں ۵ باب ہیں۔ حصہ دوم میں پانچ فصلیں ہیں۔ فصل اول میں مشہور و معروف اشخاص
 کا حال ہے۔ فصل دوم میں شیخوں سیدوں اور فقرا کا بیان ہے فصل سوم میں علماء کا۔ اور فصل

تھام ہی ریاست و جاگیر وغیرہ سرفراز محل بوہ نامہ جنگ کے نام کر دی لیکن سرفراز محل
 سرفرازیان کو دو سو روپیہ سالانہ دینی زمین۔ منور علی خان نے میرزا قاسم عثمانی کے حکم پر
 ۲۴ اگست ۱۸۵۷ء کو وفات پائی میرزا علی چمبر امنو کے سید تھے چمبر امنو ایک
 چوٹا سا قصبہ ہے اور شہر فرخ آباد سے بمقامہ ایل اب شریک واقع ہے میرزا علی اپنے
 تین زمین العابدین خان کے فرزند اکبر کی نسل میں تھے بلکہ تاجی زمین العابدین مدینہ
 اکبر شریک زمین بے خاص اور کچھ لوگ اوسکی اولاد میں سے عرصہ دراز تک لاہور کے قریب باکو
 کرم آباد کے واقعہ روضہ پورج کی طرف بڑھتے آئے اور قصبہ چمبر امنو سرکاری قلعہ صوبہ اکبر آباد
 میں گرتے اس بات کو قریب پانچ سو برس کے عرصہ گذرا۔ لکھا ہے کہ ایک زمانہ میں شریک اسی
 ملک سیدوں کے گھر چمبر امنو میں موجود تھے اور زمین محلوں میں آباد تھے لیکن دو یا تین سو
 برس سے کوئی نہیں رہا اب صرف ایک محلہ میں پانچ سات گھر سادات کے ہیں۔ محلوں کے
 عہد حکومت میں ان گھرانوں کے مرد دہلی میں تلاش روٹکار کرتے تھے اور اکثر عہدوں پر
 مسلح قاضی۔ منشی۔ دیوان۔ محرر۔ تحصیلدار وغیرہ کے عہدہ تھے۔ اپنی تاریخ میں شجرہ
 خاندانی لکھتے ہیں کہ میرزا علی عہد دراجی۔ کیونکہ اس بدستظامی کے زمانہ میں بنی گوانا گری
 میں ایک مرتبہ سب لوگ وغیرہ کو مانت تاج کوٹے ہتھے تھے سب کو اندھنیں بہا دلی کے
 درگاہ کے حالات تھے ضائع ہو گئے۔ بافضل جو کتا میں اس کے پاس موجود ہیں اس نے
 محلوں کے ذریعہ سے خاندان کا چھوٹا ٹپٹ نکلتا چلتا ہے۔ بہادر علی کا باپ اور دادا کا
 نام میرزا کے سادات سید کمال کی اولاد میں ہیں۔ سید کمال لاہور سے آئے ہیں اور

تلاش کوئی دستیاب نہیں ہوئی۔ منہ علی لکھتا ہے کہ چونکہ مجھ کو زبان اردو میں بہت حد تک
 فہمی اور اندازہ اپنی کاروبار تھا لہذا میں نے اپنی تاریخ میرزا باقر علی کو دیدی تاکہ وہ
 ایک صورت قائم کروں۔ مسئلہ ہجری میں مطابق مارج مسئلہ اوقات مارج مسئلہ عصر
 میرزا باقر علی نے کتاب مذکور درست کر کے واپس کر دی اور کچھ حالات جو انہیں معلوم تھے
 وہ اس میں اضافہ کر دیے۔ اور اسکا نام عنوان خاندان گیش یا لوح تاریخ رکھا گیا۔ تاریخ
 ذیل سے مسئلہ ہجری برآمد ہوتے ہیں :-

کیا بنی میان یہ خوب کتاب

اس کتاب کے علاوہ دیباچہ کے آٹھ حصہ ہیں۔ حصہ اول میں نواب محمد خان خضر جنگ
 اور حصہ دوم میں نواب قاسم خان۔ اور حصہ سوم میں نواب محمد خان غالب جنگ۔ اور حصہ
 چہارم میں نواب دائر بہت خان خضر جنگ۔ اور حصہ پنجم میں نواب احمد حسین خان ناصر جنگ
 اور حصہ ششم میں نواب احمد حسین خان توک جنگ۔ اور حصہ ہفتم میں نواب گل خان
 خضر جنگ کے حالات ہیں۔ حصہ ہشتم کے دو باب ہیں۔ باب اول میں نور علی خان۔

باب دوم میں میرزا باقر علی نے اپنی تاریخ عمری تحریر کی ہے جو علیخان ولد نواز علیخان
 اشتریزی کارلانی عثمان شاہ میں پیدا ہوا تھا۔ منہ علی کے برادر ہستی خدا ولد
 دولت خاتون سے بنادی ہوئی تھی۔ یہ دولت خاتون نواب محمد خان خضر جنگ کی بیوی
 تھی۔ یہ حصہ نئے امور میں نور علی خان کے دار سے نئے فعلت عالی تو سر فراموش خان کے

جہان علی ششم ہجری میں مطابق ششم فروری ۱۲۳۱ء کو پیدا ہوئے۔
 بچپن کی عمر میں اوسکی آنکھیں جاتی رہیں لیکن اُسکی حیاتی قوت بدستور تھی اور مجتہد نہایت تیز
 تھی اور بہت حاضر جواب تھا اور اوسکی قوت لاسہ المسی تیز تھی کہ وہ روپیہ حیدر علی کا اولاد
 جلا دینا تھا اور کو نقشہ عمارت بنانے کی بہت عمدہ لیاقت تھی اور حکمت بھی کیا کرتا تھا
 اور یہ فن حکمت اوسنے اپنے والد قلام حسین سے سیکھا تھا۔ اوسکا حافظہ نہایت عمدہ تھا
 اور ہر شخص کے خاندانی حالات جو چھپر اٹو کے گرد فواح میں رہے اوس سے مفصل یاد تھے
 جہان علی نے ہمدرد رمضان ۱۲۳۱ء ہجری کو مطابق ششم فروری ۱۲۳۱ء وفات پائی۔
 بہادر علی کا نہال صونگام میں تھا یہ ایک قصبہ لب شرک ضلع میں پوری میں چھپر اٹو
 سے پچھان کی طرف بقا صلا پہل واقع ہے۔ بہادر علی کی والدہ شیخ خلیل الرحمن صاحب
 والد شیخ خیر احمد خان خاں صاحب کی دوسری بیٹی تھی۔ بہادر علی ۱۰ شوال ۱۲۹۵ء ہجری کو
 مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۲۳۱ء پیدا ہوئے۔ ششم ہجری میں مطابق ششم فروری ۱۲۳۱ء کا والد اوسکو
 شریع آباد میں لایا اور نواب دایم خان جلیہ کے چھٹک میں سکونت اختیار کی یہاں بہادر علی
 پچھ سال تعلیم پائی اور پھر اسی کناس میں مدرسہ کی پڑھنا تھا اور روزمرہ ایک سو وہ
 لکھ کر اپنے استاد سے اصلاح لیتا تھا یہ کچھ فقیر اوس سے خوشنویس سکھایے پڑھتا تھا
 بہادر علی نے کچھ علم یہ بدستور چھٹک میں صرف وہ تھا اور علم طب کی بھی پڑھی تھیں اور
 ان کا نام یہ تھا اور اوسکی طبیعت بھی کہ اور فساد کے خوشی اور دین لڑائی تھے چھٹک
 میں کچھ ہی دن کی خدمتیں کرتا تھا کہ ان کے ہاتھ بہت ہلکا تھا اور علم چھٹک میں

راہن کی ایک لڑکی ہے جس کا نام علی احمد تھا قصہ عجیب تو میں سب کو بتا دیا کی جس کی لڑکی
 مقامات میں گئے تا کہ امیر قنوج اور خاص تا لکھنؤ اور ساندی اور مارہرو اور کوٹہ
 میں بودا میں کوٹہ ہے۔ یہاں علی کے سب بزرگ بعض غلامیہ اور بعض شخصی
 طور پر شیعہ مذہب کے پیرو تھے۔ یہاں علی کا دادا غلام حسین شاہ سمجری میں مطابق اکثر مظاہر
 غایت تہذیب و ادب پیدا ہوا تھا لڑکی سمجری میں مطابق جنوری ۱۱۸۰ء وفات ہوئی
 سال ۱۱۸۰ء فوت ہوا۔ غلام حسین کے حضرت علی اور چراغ علی دو بیٹے تھے غلام حسین کی ایک
 فرماہ میں غلام خاں اور شجاع الدولہ کی سکاوت میں رہا پہلی جگہ سے ماہ ۱۵۰۰ اور دوسری
 جگہ سے شہزادہ ہمایوں کی پانا تھا۔ پھر چالیس برس تک اس نے فرماہ امیر خاں علی
 اور امیر خاں کی ملازمت کی اول شہزادہ ابی حویرہ ہمایوں فرماہ اور پھر شہزادہ
 حویرہ ہمایوں علی اور پھر میں روپیہ ہمایوں میں پانا تھا۔ آخر کو شہزادہ میں روپیہ ہمایوں
 جواب کے بیٹوں اور میری کے فرماہ پر مقرر ہوا۔ اپنی وفات کے قریب تک وہ شہزادہ
 فرخ آباد میں درام خارج کے مکان کے چھانک میں رہا۔ مرنے سے پانچ چھ سال پہلے جبکہ
 وہ بہت بیمار ہو گیا تھا اس کے بیٹے اور پوتے سمجھا کہ وہ بڑے چھبر اور ایکسٹوانان
 اور غلام حسین سمجری کو دہلی کے قلعہ انتقال کیا اور وہاں علی کو اپنے دادا کی لاشیت
 میں تھا کہ اسے محترمہ دہلی شہر میں ہی مدفون کرنا کہ اس کا دادا ایک شخص کو بھلا
 تھا تھا چاہے وہ کھانی دہلی اور اس سے کہنا کہ میری کافر سے گھاس اور کھیر کر اس کے
 پہنچا تھا کہ اس کی دہلی سے لایا گیا اور وہاں دفن کیا گیا۔ یہاں علی کی

برہمچاریہ جہان کے عہد میں فرخ مین ملازم رہا جب سرکار انگریزی نے شہر فرخ آباد کے
 تہہ بہا در علی شاہ بھری کے آخر میں اپنے گھر آیا اور بہت عرصہ تک معلی کے ذریعہ سے
 اپنی سر اوقات کی آخر کو وہ راجہ حسرت سنگہ بھیلہ ٹھاکر ثرواد کا معلم مقرر ہوا تو ضلع فرخ آباد
 میں جنوب اور مشرق کے کونے میں ہر یہاں اس کے آٹھ روپیہ ماہوار اور دوپٹا علاوہ نذر کے
 مقرر ہو گئے پھر راجہ کی سفارش سے اس کو چھبر انگو کی تھانہ داری مل گئی اور دو برس تک
 تھانہ دار رہا بعد ازیں جب درخواست راجہ مذکور کے بہادر علی اضلاع میں پوری بریلی اور
 شکرہ میں عدالت کے کلکٹری اور مال اور دیوانی اور نیز عدالت اپیل میں راجہ ترواد اور
 ادو کے بھائی کنوڑ پتیم سنگہ کی طرف سے وکیل رہا جب راجہ کے انتقال پر بہادر علی کی
 نوکری جاتی رہی تو وہ فرخ آباد آیا یہاں کئی برس وہ لالہ دلیر سنگہ کا بیٹہ سری بھتہ
 جھامنی والہ کے لڑکوں کو پڑھایا کیا اور آخر میں چند سال ریاضی چندی پرشاد کا بیٹہ سکینہ
 ساکن محلہ سدھوڑہ کے یہاں ملازم رہا دو برس تک وہ سٹارٹن تاجر نل کے پاس
 شمس آباد کی کوٹھی میں پندرہ روپیہ ماہوار کا پروانہ لیس اور پھر ڈیڑھ سال تک
 مائنٹ میسٹر پٹنڈہ پورہ ضلع اٹیہ کے کچھری میں منشی ظہور علی عباسی شیخ پوری کی سفارش
 سے میں روپیہ ماہوار کا ملازم رہا جب یہہ محکومت ہو گیا تو بہادر علی تین برس لکھنؤ میں
 حاکم داد پان وہ غور سے دن دریا باد کے تھانہ میں جو لکھنؤ سے ۴۳ میل کے فاصلہ پر
 مشرق میں واقع ہے پھر اور پھر کچھ عرصہ تک ایک سوداگر کے پاس حساب نویسی پر ملازم رہا
 بعد ازاں معلی کے ذریعہ سے سر اوقات کرتا رہا جب لکھنؤ سے فرخ آباد کو واپس آیا

قرآن کا اوسے پڑھایا تھا جب بہادر علی بارہ برس کا ہوا تو اوسکا چچا حشمت علی لکھنؤ سے آیا
 گھر آیا حشمت علی پندرہ برس تک لکھنؤ میں رہا تھا اور وہاں لالہ محسن سنگھ اور لالہ بدیع سنگھ
 کے یہاں لڑکوں کو پڑھانے پر مقرر تھا یہہ دونوں صاحب سارست برہمن تھے اور راجہ
 ایکسٹریسٹ نایب کے ملازم تھے شمسہ العجمی میں حشمت علی لکھنؤ کو دے گیا اور ہمارے
 کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا وہاں حشمت علی نے بہادر علی کو تعلیم کیو واسطے میر ساجد علی کے پاس
 ساجد علی حشمت علی کا بڑا دوست تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا بعد ایک سال کے بہادر علی کو
 کمال الدین شاہ جہانپوری کے پاس صرف دس روپے مقرر ہوئے کیواسطے بھیجا گیا شعر اسے راہ و رسم
 اور کیفیت پیدا کرنے کی غرض سے وہ اکثر مولوی پیر علی رسول پوری کے مکان پر جایا کرتا
 تھا اول کچھ تسلیل عرصہ تک بہادر علی مولوی غلام محمد فائق کاشاگرد رہا اور وہاں
 کرتا تھا لیکن جب شعر گوئی کا اوسکو بہت شوق برعادت اسنے اپنے چچا سے درخواست کی
 کہ میان غلام محمد انی مصحفی سے میری ملاقات کرادو میر چند سال تک اوس کے صحبت کی
 شاگردی کی اور گردش اوسدوستی تخلص کرتا رہا اوسی زمانہ میں اوسنے ایک دیوان فارسی
 جو اللہ عشق تصنیف کیا وہ سب شاعروں میں جو میان حرات انشا اللہ خان سب نفی
 میان مصحفی شہزادہ سلیمان شکوہ میان ظفر اور لڑکوں کے مکان پر پندرہ مہینے رہا
 کرتے تھے برابر شریک ہوتا تھا اور فارسی اور اردو میں غزلیں گردش اور مثنوی تخلص
 سے پڑھا کرتا تھا جب تک کہ بہادر علی لکھنؤ میں رہا جسے گیارہ برس شمسہ العجمی تک رہا
 وہاں چند جگہ معلم رہا اور یہی اوسکی معاش علی کچھ عرصہ تک وہ نواب وزیر کے یہاں

اور عظیم دیکھو اور اشعار کے پڑھنے اور کتابیں تصنیف کرنے میں صرف کیا کرتا تھا اور
 ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہر چہ ساتی مار بخت
 عین الطاف است ہا اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصوں کے تیرہ کتابیں تصنیف کی
 ہیں تیرہویں کتاب تلخ فتح آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان ننگش یا لوح تاریخ ہر سلسلہ ادب
 یا ۱۹۱۷ء کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاگیا میں بھی کچھ
 لکھا ہے اور اُسی میں نام دینے تخلص، منہی رکھا ہے بہادر علی نے لکھا ہے کہ میں نے کتابیں
 اس غرض سے تصنیف کی ہیں کہ بچائے اولاد کے بعد مرگ سیری باوجود کہ میں ان کتابوں
 کے لکھنے میں اُسکا وقت بہت خوشی سے کُٹاتا تھا وہ دعویٰ کرتا کہ جس دن سے میں نے
 کتابوں کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف میں کچھ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا
 انتظار کیا جب کبھی کوئی صاحبزادوں میں سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے
 انکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا میں دو باتیں ہیں قاعدہ یا فائدہ اور جس شخص کو دونوں
 میں سے کسی کی خواہش نہیں ہے وہ کیوں بڑے آدمی کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا
 کہ خدا مجھے باقی زندگی میں یہی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سلسلہ مجھ سے
 مطابق فروری سلسلہ اعز عنایت جنوری سلسلہ اعز، بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے
 قریب دارچی سالا گیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان میں گنجائش خراب
 دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو میگہ کے زمین باہر ارادہ خریدی
 کہ اُس میں ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنوائے اُسنے ایک چھوٹا مکان

[illegible]

سرس کے نوادرات اور کچھ اور اقباخرین کہ میں خلاصہ نگیش کا والد جو محمد خان
 بن لکھے گئے (جو بعد شروع مسئلہ ۷ سے لغات مسئلہ ۱۱ تک رہا لوح تالیف میں
 یا سوا و نہ خلاصہ نگیش سے اور نہ مجموعہ خطوط سے جنہیں صاحبزادے کے پوتے
 مستی و لہیت ماسی نے تالیف کیا ہے) تاریخ مسئلہ ۷ میں لکھا ہے مجھے کچھ بتا رہا ہے دیگر
 یا سے جو وہ لکھی وہ انہیں میں اس میں علی الخصوص سبہ الماخرین تاریخ مطفر
 انہ عامرہ عماد السعادت سوانح عمری حافظ رحمت خان فنگرہ نامہ کروڑوں کا ترجمہ
 موت نامہ مفتاح التواریخ (مطبوعہ مسئلہ ۷) سے مدد لی گئی ہے کتاب مائثر الامم میں باب
 دوم بعد النصور خان میں (جب قایم خان کے وفات کا ذکر ہے لکھا ہے کہ شرح احوال
 اسکے وفات کا اسکے والد محمد خان نگیش کے احوال کے شمول میں دیکھنا چاہئے مگر میں
 اس کتاب میں محمد خان کی سوانح عمری پائے حدیثاً الا قایم مصنفہ رضی حسین سے بھی
 نے کچھ انتخاب کیا ہے *

احوال نواب محمد خان نگیش غضنفر جنگ

صاحبزادان محمد خان کرانی کا غزنی زرقہ کا نگیش خاں ملک فیض عبدالرشید کی وجہ بچاؤں
 امجد خان کرانی کے تھے سرین میں گھر گشت دوسرے لڑکے نے سکنا نام شیخ حیات
 غازی لقب بوجہ صلح کاری اور پیر گامی کے حاصل کیا تھا کیونکہ ان کی زبان میں غلام
 حسین پاک بٹن کے تین لڑکے تھے، حاصل شیروں کا جین اور ایک لڑکی بھی تھی
 نام مشرما میں کو مشرمن

مگر وجہ افلاس کے وہ اسکو مستحکم کو نہ پہنچا سکا بہادر علی لکھنوی کہ مجھے اس پر کوئی کام نہ
 میں میری وفات کے تیار ہوا و گمانا کہ میری روح اس قبر میں آرام سے ہے بہادر علی
 مطابق اپنی دعوت کے ایک کچی قبر میں امام بارہ کے نذر دفن کیا گیا تھا بہادر علی
 نے ۱۰۸۷ھ میں (مطابق ۱۷۷۵ء) انتقال کیا ایک کتاب پر جو
 حلیات مغلیہ بہ افغانہ جس کی ایک جلد مولوی منظور احمد دہلی لکھنوی نے مجھے تاس
 کردی ہے انہیں صاحب کا میں شکوہ ہوں کہ انہوں نے مجھے لوح تاریخ پیشتر مسکوا دی تھی
 کتاب میں اکثر جگہ تو نظم پر اور باقی بھی اس قدر رنگین اور بالحد کی عبارت میں
 یہ قلمہ واقعات بہت کم رہ گیا ہے تاریخ اس نسخہ کی جنوری ۱۲۵۷ھ میں مگر نام مصنف اور
 تہذیب نامک کتاب کا بالکل محکوم میری رائے میں یہ کتاب تاریخ تذکرہ بالا سے بہ
 بل نصیب کی گئی ہے یاد گیر کتب سے اس میں مدد لی گئی ہے کیونکہ اس کتاب میں اکثر ایسے
 واقعات ہیں جو اور کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے میں یہ کتاب قلمی سوانحیہ طرز
 ۱۰۸۷ھ اور سواچہ انجہہ عرض میں پر اور کل (۱۰۱) اوراق میں اور فی صفحہ ۱۴ اسطور میں ہے
 ۱۱۰۱ھ اور اوراق ایک مجموعہ رپورٹ کے جسے ایک لکھنوی کے عامل نے شروع ۱۲۵۷ھ میں
 انہیں ۱۲۵۷ھ میں لکھے میں انتخاب کے ہیں انکو دیکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ
 یہ حالات خان خاں عالم فوجدار کوثرہ پر ان خطوط کے دیکھنے سے کچھ معلوم
 حاصل ہو سکے اور کچھ واقعات و صفحات اول واسے کے ہوئے دریافت ہو

وہ لوگوں کا غرض ہی کہلانے لگا لفظ نگیش کے لغوی معنی ہیں پہاڑی ملک کچھ عرصہ کے
 بعد اس کے معنی ہوئے باشندے پہاڑی ملک کے جو لوگ بلند پہاڑوں پر رہتے تھے بالانگیش
 کہلاتے تھے اور جو پہاڑوں کے نیچے کے ملک میں سکونت گزین تھے یعنی کوہاٹ میں پائین گیش
 مشہور تھے اب قوم نگیش کوہاٹ میں بہت کثرت سے ہے اور باقی لوگ اس کے جانب مغرب کم
 اور شوزام میں بودباش رکھتے ہیں نگیش کی وادی پہاڑیوں سے محیط ہے سب سے زیادہ دنیا کی
 مشرق سے جانب مغرب ہے اور مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق میں قوم خٹک خٹکالی
 پہاڑیوین پانی جاتی ہے شمال میں عرق زئی میں اور گوشہ جنوب و مغرب میں وزیر کی
 سرحد ہے اور جانب مغرب ملک کریم واقع ہے وہ نگیش جو کریم اور یواریں رہتی ہیں توہی کی
 زیر حکومت میں اور جو شوزام میں بودباش رکھتے ہیں خود مختار ہیں اور باشندگان
 کوہاٹ رعایا ہی سرکار گلشنید میں ان سب مقاموں میں نگیش قریب اٹھارہ ہزار گھر کے ہیں
 کسی سال بعد پہلے بودباش کے بہت سردانیوں نے بالانگیش کی سکونت ترک کر دی اور قسبت
 سے کاغذائی کہلانے لگے اور جو لوگ اپنے جاے قدیم مقیم رہے سردانی ہی کہلاتے رہے
 بعد ازاں ایک جماعت کرلانیوں کی کہ جس نے سردانی کاغذائی کے قرب میں بالانگیش
 میں سکون قرار کیا تھا کاغذائی کہلانے لگے ہر چند کہ وہ لوگ حقیقت نہ سردانی ہی تھے
 نہ کاغذائی نسل سے تھے قصہ کاغذائی کے دو اقسام ہیں (۱) کرلانی کاغذائی (۲)
 روانی کاغذائی عہد سلطنت اورنگزیب عالمگیر میں (من ابتدائے ۱۷۰۷ء تا ۱۷۳۷ء)
 (۱) ملک میں خان کرلانی کاغذائی اپنے وطن کو بلایا وہ ہندوستان جو شہر آباد کیا

خاوند شاہ حسین ولد معز الدین سے غزنوی لودھی اور سردانی کہلاتی تھیں جس کے بڑے
 بیٹے سرین کے ۲ لڑکے تھے اور ان میں سے بڑے بیٹے شرف الدین نامے کے پانچ بیٹے
 تھے جن میں سے سب سے چھوٹا امیر الدین تھا ایک روز جب امیر الدین شکار کھیلنے گیا تھا
 ایک بڑا اور پرتے ایک سینہ کے لڑکے کو پسند کیا اور اس کا کرلائی نام رکھا جب وہ لڑکا
 جوان ہوا اُس کی شادی اُسی فرقہ کی ایک عورت کے ساتھ ہوئی اور اُس کی نسل کرلائی کہلائی
 کرلانوں کے درمیان بھی چار فرقہ ہیں دلازا، آفریدی، خشک، ملک میری باعتبار صدقہ
 وایت مذکور کے قوم کرلائی اپنے زمین میں داخل کرتی ہے چونکہ کرلائی نے اور میر ولد امیر الدین
 نے یہاں پر روشن پانی اُس کے باشندین فرقہ سرین میں شمار کئے جاتے ہیں وجہ تسمیہ کاغذی
 فی الشرح ذیل ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شیخ حیات عرف بٹن نے اپنی لڑکی شوکی شادی
 شاہ حسین ولد معز الدین محمود کے ساتھ کرنا چاہی۔ معز الدین جمال الدین حسین کا لڑکا تھا
 جمال الدین سلطان بہرام کا جس نے اپنے ملک گور کو وجہ تباہی کے جو حملہ اول اہل
 موہنے تھے چھوڑ دیا تھا۔ بابر ان ایک شخص از قوم کاغذ اپنے مطرب گور میں جو دین
 حسین کا تھا بھیجا گیا تاکہ شاہ حسین کا سبب دریافت کرے وہیں آئے پر
 شاہ حسین کو دیکھا یا اور کہا کہ تم میری لڑکی سے شادی کر لو ورنہ میں شہور کر دوں گا
 بے شاہ حسین کے مالی خاندان ہونے میں شک ہے یہ شاہ حسین نے اس کی بیٹی ماما
 سے جو نیز سرد کہلاتی تھی نکاح کر لیا چونکہ اس لڑکے کی کوئی اولاد نہ ہوئی اُس
 کی موت شوکے ایک بیٹے کو متنی کا لڑکا نکاح سردانی رکھا وجہ میں تہ

کہ یہاں کی زمین میں ایسے جہاد اور مضبوط آدمی پیدا ہو گئے کہ ایسے نہیں ہونگے۔

بیان محمد خان کے ایام خور و سالی کا

خلن کی شاہی نوین ہوئی بعد مرگنا کے دو بیٹے ہمت خان سیزدہ سالہ اور
محمد خان یازدہ سالہ چونکہ محمد خان نے ماہ دسمبر ۱۶۱۵ء میں میر ہشتاد سالگی بحساب لکھا ہے
تو یہی وفات پائی اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۶۱۵ء میں تولد ہوا تھا روایت یہ کہ ایک دن
محمد خان اپنے بڑے بھائی کے گھر پر ہوا اور چونکہ گھر کے کندے دریا کے گنا خاں اور اس
نے پر گھڑا بالکل لپیٹے میں غرق تھا ہمت خان نے اس خوف سے کہ مبادا اس گھوڑے کو کسی دن
کہ خود بھی ضرور ہو کہ اسکو سخت سخت کہا محمد خلیں نا خوش ہو کر ایک فقیر کی
موتیری میں بھاگ گیا اس فقیر نے اس کی دلجوئی کے لئے پیشگوئی کی کہ تو ایک دن باون ہزار
ہو گا جس کے معنی میں سپہ سالار باون ہزار پر اس عرصہ میں اس کے بڑے بھائی ہمت خان نے
دکن میں نوکری کی اور وہیں وہ فوت ہو گیا اسکی لاش نوین شیر محمد خان کے باغ میں دفن
کی گئی جو عہد نواب شہید خلیں میں لگا یا گیا تھا ہمت خان ایک لڑکی مساقی بی بی خاتون خاں
تھا جو حیات علی خلیں انگلش کا عروسی سے منسوب ہوئی جب محمد خاں کا سن بیس برس
ہوئے قریب ۱۶۳۵ء کے اس نے بسین خلیں انگلش کی جو اسوقت میں خود کے خاں خاں
نامور سردار تھا نوکری کی ماہ اکتوبر میں ہر سال بسین خلیں چار ہجرت ہوا اور پادہ لیکر
سے چھٹا بار جایا کرتا تھا اس وقت ۱۶۳۵ء میں ہجرت ہوا اور جنگ و جدال

کی نوکری چھوڑ کر دوسرے راجہ کی خدمت اختیار کر گئے تھے اور اسی طرح سے کئی سال
 لوگوں کو تبدیل کشت میں رہتے رہتے گزر گئے تبدیل کشت کے معاملات علیحدہ
 کے ہند سے غایت درجہ ابتر تھے مین اس بات کو اور کتابوں سے یا بیہوش کو نہیں
 پہنچا سکتا ہوں صرف ایک یا دو روایات لکھنا کافی ہو جسے محمد خاں کی اوایل عمر کا
 حال جو تواریخی سرگزشت کے طور پر ظاہر ہوتا ہے ایک روایت یہ ہے کہ جب راجہ
 دتیا نے وفات پائی اُس کا بیٹا پریمی سنگھ اُس کا جانشین ہوا اُس شخص نے
 تخت پر بیٹھے ہی خود اپنے بھائی راجہ کو نکال دینے کا ارادہ کیا راجہ نے
 محمد خان کو باقرار اداس نقد کشیا اپنے ملک پر بلایا اور محمد خان کی معاونت سے
 پریمی سنگھ شکست کھا کر خاص محمد خان کے قاعدہ سے قتل ہوا چٹان لوگ منو میں
 ہنود پونچھ بھی نہیں پائے تھے کہ ایک سرگرم سپاہی مدد رسانی کا مدار شاہ والی
 سپہری اور جالون کی طرف سے پہنچا اُسے یہ خبر دی کہ محمد امین خان پچاس ہزار
 سوار پر فوج شاہی ہمراہ لیکر مجھے دبانے آیا ہے تب محمد خان نے سب فوج جمع کر کے
 بہت جلد راجہ کی امداد کو کوچ کیا مگر اُس کے پہنچنے سے کچھ پیشتر راجہ کو جھاگ جانے
 ہی میں اس معلوم ہوئی تاہم محمد خان اور محمد امین خان کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں
 آخر کار صلح ہو گئی معمولی قاعدہ اس لوٹ مار کا یہ تھا کہ افسر پانچ سو آدمی لے لیکر ہر
 دھڑوں تک اپنے اور دوسرے فرقہ کے رکھتا تھا محمد خان نے اپنی دلیری سے یہی قیادت

اس سے اس سپاہی آدمی کا رور گار دیں اور جب کوئی رو بہ بیلوئی سی اس سے
 سے مقابلہ کرنا ہوتا تھا حسین خان کی آمد سننا تھا تو اپنا وکیل بدین غرض اس کے پاس
 بھیجتا تھا کہ اس باغی کو سزا می اعمال دے شرط یہ یہ تھی کہ جو کچھ لوٹ میں مال دے سب
 آوے چارم اسکا حسین خان کو دیا جاوے جب اس شرط کے لکھنے کی نوبت پہونچے
 تو نصف روپیہ بطور اجوری یعنی پیشگی کے حسین خان نے طلب کیا یہ روپیہ کل فوج
 میں کیا سوار اور کیا پیادہ برابر تقسیم ہو گیا بعد ازاں کوچ کیا گیا ایک جگہ نامزد کی گئی اور
 پھر اسی جگہ کا محاصرہ کیا گیا اگر باشندہ وہاں کے لڑائی پر آمادہ ہوئے تو افواج کا خوب
 مقابلہ ہوا اگر عہد و پیمان کی خوشگاری ہوئی تو صلح ہو گئی جو کچھ روپیہ دستیاب ہوا وہ
 وضع کوئے مقدار مناسب کے راجہ کے پیش کیا گیا جو کچھ فوج کو ملا باقیم غنیمت ہو گیا اور
 سپاہی مقتول کا علیحدہ کر کے میز اسکی بوم کے پاس بھیجا گیا ایک ہفتہ تک یہ جنگ
 ہوتی رہی اور ماہ جون میں سب لوگ ٹوک لوٹے بوجہ مرتبہ خاندان حسین خان اور نیز بسبب شتر
 جو اس خاندان سے تھا حسین خان محمد خان سے بہت محبت رکھتا تھا حسین خان شتر
 شتر زائی بنگش تھا اور محمد خان کی والدہ کا رشتہ دار تھا ایک دور حسین خان راجہ کا
 محاصرہ کئے پڑا تھا جو سرحد و بیار واقع ہوا ایک گنوار نے بندوق چلا کر اسکو مار ڈالا تب
 پٹانوں نے محمد خان کے ماموں شادی خان بنگش ساکن موکو اپنا سر دار بنایا کچھ
 عرصہ کے بعد محمد خان اور شاد بنگش میں باہم تکرار ہوئی اور محمد خان نے معہ شتر جاتیں
 کے شادی خان کو چھوڑ کر اپنی سنے اور نوکری تلاش کر لی رفتہ رفتہ سب موکے

لکھنؤ سے بہت ترن جباری تھا جب اُس نے آدھا ڈھرتیت سے باہر نکال لیا تو
 راجہ کی مستورات نے جو بہت قریب اپنے اپنے کمروں میں تھیں موسل اور پیل کے ترن
 اُس پر چکر مارے اس ضرب سے محمد خان اور جی بے دم ہو گیا مگر عورتوں کو علیحدہ کر کے
 چھت پر سے درخت کی مدد سے دیوار کے نیچے کوڈپڑا اور پھر اُس جھیل کو تیر کے اپنے
 لشکر میں جو پنجادوسرے دن صبح کو زمینداروں نے قلعہ کو خالی کر دیا اور روپیہ
 داد کر دیا بلکہ نذر گزانی اور محمد خان کے قدم چھو کر یہ بات کہی (خان جیو تم تو مٹی نہیں
 دیو تا جو تمہارے سلطہ یعنی مقابلہ کے ہم نہیں ہیں نواب محمد خان پیرانہ سالہ میں یہ
 احوال لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ اگرچہ میں بارہا زخمی ہوا مگر کبھی مجھ کو ایسی تکلیف نہیں
 ہوئی جیسی کہ اُس چیت کے تختے کے اٹھاڑنے سے ہوئی یہاں تک کہ جب پردہ اٹھتی ہی
 نواب تک دروستا نامہ اس وقت تک یعنی پیتا لیش برس کے سن تک محمد خان
 قزاقی مکر مارا اور بہر صورت معلوم ہوتا تھا کہ غالباً باقی عمر جی وہ اسی پر بسر کرے گا مگر قسمت
 اس کو اعلیٰ درجہ کی عزت ملی جس کا احوال ہم آگے لکھتے ہیں +

محمد خان کا خدمت سلطانی میں متاثر ہونا

ماہ فروری ۱۱۷۷ھ میں (مطابق ماہ محرم ۱۱۷۷ھ) بہادر شاہ جانشین عالمگیر اور گنبد
 بصرہ کے سالہ کے جان بچو تسلیم ہوا اسکے لڑکوں کے درمیان نسبت مندرجہ ذیل کے
 لڑائی ہوئی گزائن میں سے معز الدین نقیاب ہو کر جون ۱۱۷۷ھ میں بہ لقب جہاد شاہ
 پسر پسر شاہ پسر شاہ ایک بھائی عظیم الشان تخت کے شہنشاہ اور شاہ سے ہو کر

حاصل کی یہ اس ملک سے عام راجہ کے لئے مہرا ہے۔ جب وہ مال بہا
 کو کافی طور سے محفوظ نہیں پاتا تھا اسکا فوجا محاصرہ کر کے وہاں کے افسر سے مذاکرہ کر لیا
 تھا اگر ایک یا دو ہزار روپیہ پیش کئے گئے تو غیر درجنہ اسکا پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیتا تھا
 بعض مرتبہ ایسے مواقع پر سخت لڑائی ہوتی تھی اور روایت ہے کہ ایک بار ۳۲ آدمی خاص محمد خان
 کے ہاتھ سے ایک قلعہ پر حملہ کرتے وقت قتل ہوئے کبھی چاند پانچ لاکھ روپیہ کا مال لوٹ
 میں اسکو ملتا تھا اور عرصہ میں ایک بار محمد خان نے تین سو سو روپیہ ایک راجہ کے کہنے سے
 کسی قلعہ پر دیر کش کیا پہلے بار حملہ میں قاصر رہ کر اسکا محاصرہ کر لیا مگر پھر عی کچھ نتیجہ نہ نکلا
 محصوران قلعہ نے خوب بہادر محی سے مقابلہ کیا قلعہ کے ایک طرف خوب عیت پانی
 بہا تھا جبکہ گوراجہ نے دین خیال غیر محفوظ چھوڑ دیا تھا کہ آدو حصے کوئی حملہ نہیں
 کر سکتا ہی ایک شب کو محمد خان نے آدمی رات کو اپنے ساتھ چند آدمی مسلح اور چپ و چالاک
 لیکر اس چشمہ کے اندر گیا اور اسکو عبور کر کے فضیل قلعہ کے نیچے پہنچ کر ایک درخت سے
 سہارے سے اوپر چڑھ کر قلعہ کے اندر کو پڑا راجہ دہین پر سورما تھا ان لوگوں کے
 ہی بیدار ہو کر بھاگا اور اپنے ساتھیوں کو اپنی امداد کے لئے بکارا راجہ اپنی جان بچا کر ایک
 کوٹھری میں بھاگا مگر محمد خان نے اسکا تعاقب کر کے اس کو ٹھری ہی میں اسکو تھام
 کیا اتنے ہی میں اس کثرت سے زمیندار جمع ہوئے کہ محمد خان کے سب بھائی قتل
 ہوئے اور دروازہ اس کمرہ کا بند کر دیا گیا تب محمد خان نے اپنے متین خدائے کے سپرد کر کے
 اپنی سپر کو تختہ میں جا کر ایک شہتیرا سپاہ لگا کر اکھاڑ لیا اب اسکو کچھ موالگی گروا ہے

۱۔ خطرات و جانب میں ستر طلب ملک مشہور اور عظیم الشان سرداروں کو
 بیچے گئے محمد ان کے ایک شاہی شتہ اور ایک خط سید بھائیوں کی طرف سے بنام محمد خان بھی
 جو ان دنوں میں گوٹہ کے علاقہ میں آٹھ یا نو ہزار آدمی لے پڑا تھا بھیجا گیا صاحبزادی کا ست
 ہفت لاکھ روپے مطابق ماہ اگست ۱۸۵۷ء تک لاکھ ۶۰ محمد خان کا میر منشی تھا
 میں غرض محمد خان کی طرف سے بھیجا گیا کہ معلوم کرے کہ کون سا فریق غالباً فتویٰ ہو گا مجھ
 پائے خبر مرسلہ صاحبزادی کے محمد خان نے کوچ کیا اور بارہ ہزار فوج سے کچھو امین فرخ سیر
 سے جا ملا آخر کار منوگر کے میدان میں جو پرگنہ فتح آباد میں نومیل مشرق طرف اگر وہ واقع ہو
 ان بادشاہوں کا باہم مقابلہ ہوا اسمقام پر آخر رائی چار دہم ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ مطابق یکم
 جنوری ۱۸۵۷ء ہوئی اگرچہ ذکر محمد خان کا کسی مستبر تواریخ سے مثل سیر المتاخرین وغیرہ کے
 نہیں پایا جاتا مگر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ محمد خان میدان جنگ میں بہادرانہ سب سے
 پیش قدم تھا اور یہ بات سید عبداللہ خان نے بحشم خود دیکھی ایک لغت شیعہ محمد خان نامی
 محمد خان کا جان بحق تسلیم ہوا جہاں دارشاہ نے قریب غروب آفتاب میدان چھوڑ دیا اور کچھ
 دیر کے بعد اسکا خاص معاون ذوالفقار خان بھی پس پا ہو گیا فتح و غلبہ فرخ سیر کے حصہ میں
 اسی تاریخ پندرہم ذی الحجہ یعنی جنگ کے دو برس بعد سید عبداللہ خان نے عبداللہ خان
 چین قلعہ خان اور محمد امین خان ان سب کو فرخ سیر کے نزدیک لا کر حاضر کیا اور سب کو قتل
 قبول کی عبداللہ خان اور لطیف اللہ خان مع دیگر ارکان دولت کے دہلی کو راہ درگاہ کے
 کے لئے روانہ کئے گئے بعد ایک مہینہ کے فرخ سیر بھی اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا بہت

اور شکست کھا کر بھاگا اور دریائے راوی میں غرق ہوا عظیم الشان جب اپنے کو
 بنگال سے روانہ ہوا تھا ایک لڑکا اسی مرزا جلال الدین فرخ سیراج محل میں
 آیا تھا اس لڑکے نے اپنے باپ کا عیوض لینا چاہا تو پہلے اپنے حسین علیخان صوبہ دار
 کو معاضت پر اپنے راضی کر لیا بعد ازاں عبداللہ خان بڑا بھائی حسین علی خان کا جو
 صوبہ الہ آباد پر قابض تھا اسکا شریک ہو گیا حسین علی خان اور فرخ سیراج محل
 عظیم آباد سے کوچ کر کے الہ آباد پہنچے نہیں پائے تھے کہ سید عبدالغفار خان گروہی
 نے جو بھانڈا شاہ کی طرف سے ہانسی دس بارہ ہزار سپاہی کے عیجا گیا تھا وہ
 خان پر لا آلود کے نزدیک حمل کیا عبداللہ خان قلعہ گیر ہوا اپنے ایک چھوٹے
 بھائی کو مقابلہ میں شہید جنگ میں بھجیا ناگاہ غل چاکر عبدالغفار خان مارا گیا یہ سننے
 ہی اُس کی فوج بھاگ اٹھی اس خبر کے سموع ہونے پر بھانڈا شاہ نے اپنے
 بیٹے عزیز الدین کو بھری پچاس ہزار فوج لے کر دگنی خواجہ احسان خان روانہ کیا عزیز الدین
 مقام اگرہ سے کوچ کر کے کھجوا تک پہنچ گیا مگر یہ سن کر کہ حسین علیخان اور فرخ
 عبداللہ خان متفق ہو گئے ہیں ٹھہر گیا اور درپردہ بندی کی فرخ سیراج محل
 کے آگے بڑھا اور صفیں آراستہ ہوئیں اور وقت غروب آفتاب سے رات کے تین
 بجے تک توپ چلتی رہی طلوع آفتاب سے کچھ قبل عزیز الدین اور اسکا کاندہا ٹھہر
 رہے یہ سالار بیل ہو کر بھاگے اور فوج بھی سرداروں کی علیحدگی سے پریشان
 ہو گئی بے سبب اور حساب وغیرہ فرخ سیراج کے ہاتھ لگا۔

میں استاد میں دس ہزار تین سو تیس تھی اور نیز سہاں جھیلی کا صدر مقام ہے اور فرخ آباد سے
 اکیس میل جانب شمال و مغرب کے واقع ہے اسی سال قلعہ و قصبہ محمد آباد کی بنیاد فرخ آباد
 سے ۴ میل جانب گوشہ جنوب و مغرب حصص پانچ دیہات یعنی گلپور کبیر پور
 روتھیلہ محمد پور نقی پور کی لیکر ڈالی گئی روایات سے وہ بہ پسند کرنے بجگہ کی پیشتر ذیل
 ہی پیشتر محلہ اول اہل اسلام کی ستائیں گانوں راجہ کھوری دکھور کو آب نشین آباد کئے ہیں
 کھور کا بیٹوں کو جو اس کے نوکر تھے دیدئے تھے محمد خان نے پیشتر اپنے زمانہ ترقی کے
 جبکہ وہ صرف سواروں میں نوکر تھا ہر پشاد قانون گو کو بہت ترغیب دی کہ مجھے بطور جاگیر
 ایک گانوں کے جو کالی ندی پر پٹنہ اعظم نگر ضلع ایٹھ میں واقع ہے درج کا قذات
 کر دی مگر اس قانون گو نے بحکم اپنے افسر اعلیٰ کے اسبات سے قطعی انکار کیا جب
 محمد خان ذی اقتدار ہوا اسکو یہ بات یاد آئی اور اسی کامیٹ کی زمین میں ایک پٹنہ
 بلند پر جو موسوم بہ کل کا کھیرا ہے قلعہ محمد آباد کا تعمیر کرایا ایک برج میں ۷ ہونوڑا ہی حساب
 کا برج کہلاتا ہے ہر پشاد قانون گو زندہ چن دیا گیا وہ قلعہ قدیم محمد پور اسکا اور نیز وہ جھیلی
 جو زیر قلعہ ہے ششہ نامک نواب رئیس کے قبضہ میں رہی محمد آباد قانگج نے چھوٹا ہی مگر
 تھانہ پولیس کا صدر مقام ہے اور فرخ آباد سے میں پوری جاتے ہوئے پہلا پڑاؤ ہی برہم
 صدر مقام برہم نگر کو جو ضلع فرخ آباد میں جانب چپ دریا کی گنگ کے واقع ہے
 بعض مرتبہ محمد گنج نام پر نواب محمد خان کے کہتے ہیں لیکن اسکی تاریخ بنیاد معلوم نہیں ہے

چہار دہم محمد حسن علی شاہ صاحب ۲۰ جنوری ۱۷۷۷ء بمقام بادشاہ پلاہ پل کے نزدیک تریب سہری کے
 قیام پذیر ہوا انعام و اکرام تقسیم ہوئی مغلہ اور دن کے محمد خان کو خلعت عنایت ہوا اور ایک
 ہاتھی ایک گھوڑا ایک پانکلی ایک سپر ایک تولد مرصع قبضہ کی ایک مرصع جگہ ایک جھنڈا سپر
 شکل مصلیٰ کی نو داغی نقاشی اور نشان علاوہ نقد روپیہ کے مرحمت ہوئے اور اس وقت
 چار ہزار فوج کا انسہ کیا گیا اور نواب علی دوسے دنسے کہلایا پرگنہ جات مقصد ذیل جو
 بنڈل کھنڈ میں ہیں محمد خان کو اپنی افواج کی پرورش کو واسطے بطور جاگیر دی گئی اس
 جہادیر کاہلی کوچ سیمانہ مودہ جا سپری جالون اشخاص ذیل برای انتظام محال
 مذکورہ صدر مقرر ہوئے۔ دلیر خان جیلہ کوچ اور موندھا اور سیانہ جا کو بھیجے گئے احمد خان
 دارک زئی کی اسب اور بھادیر سپر دہوی۔ پیر خان چچا بی بی صاحبہ زوجہ خاص نواب
 محمد خان کا کاہلی کی طرف اور جماعت خن غلزی سپری اور جالون کو روانہ کیا گیا +
نواب محمد خان کا قیام گنج محمد آباد فرخ آباد کی بنیاد ڈالنا
 سال ۱۱ میں محمد فرخ سیر کے محمد خان دو مہات پر مقابلہ راجہ انوب شہر اور راجہ میدا کے
 اسب گیا بخارا راجہ انوب شہر تو فوراً تاج فرمان ہوا مگر راجہ میدا مقید ہو کر بدست داؤد خان
 جیلہ بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ بعد ازاں محمد خان نے اپنے وطن جانے کے لئے رخصت
 کیا اور گھوڑے پر ایک قصبہ کی بنیاد نوے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اندر
 جیلوی محمد شید آباد خیر لوہ اور سجان پور کی دالی اور اس قصبہ کا نام اپنے فرزند اکبر خان
 کے نام پر رکھا گنج محمد آباد قصبہ بڑی تجدد کا مقام ہے باشندے یہاں کے باشندے

ہندوؤں نے بڑی بہادری سے اپنی حفاظت کی مگر آخر کار مغلوب ہو کر مقتول ہوئی قاسم خان
 جہاں ملا گیا۔ یہ مدفون ہوا اُس کی قبر کا ایک محراب وسط میں ایک حائط کے جوہار کے
 درخون سے محیط ہے اب تک قائم ہے ایک باغ آم کا اُس قبر کی مغرب طرف ڈالا گیا اور نام
 اُس گاون کا جمال پور سے تبدیل بہ اسم قاسم باغ ہوا اور یہی نام کاغذات مالگداری میں
 درج رہا جب تک وہ ٹھکڑہ کی چھاؤنی تک حدود کی اندر لایا گیا جو قاسم خان کے ساتھیوں
 میں سے زندہ بچے دوسرے دن نوین داخل ہوئے محمد خان اپنی بی بی کی دلجوئی کے
 لئے دہلی کو روانہ ہوا وہاں شہنشاہ فرخ سیر نے اُسکی بڑی خاطر تواضع کی اور بی بی صاحبہ
 کو بطور اُس کے باپ کے خونہا کے تمام وکال باؤن گاؤن بم ٹیلوں کی دیدے محمد خان
 کو خلعت پہنا بلکہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ وہ ناظم گوالیار مقرر کیا گیا مگر اس بیان کی صداقت
 میں نہایت شک ہے بادشاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ ایک شہر میرے نام سے آباد ہوتا چاہئے
 اُس موقع پر جہاں پر کہ قاسم خان ملا گیا اور کل باؤن گاؤن بم ٹیلوں کے اُسکے حدود کے
 اندر شامل ہیں۔ اس جگہ سے جو محمد خان نے پسند کی کوئی دوسری بہتر جگہ اس شہر کے
 لئے نہیں مل سکتے تھے یہ قطعہ زمین دست بہت کنارہ گنگا کے کپل سے قنوج تک نہایت
 درجہ آباد اور زرخیز کل شمالی ہندوستان میں ہے یہاں پانی کی بہت کثرت ہے اور چونکہ نیچے
 زمین سخت تھی اسوجہ سے کنوئیں مطابق مرضی کے ہر جگہ کھد سکے ہیں اور ہندوستانی
 کہات راست اور بلا مبالغہ ہے کہ فرخ آباد میں گھر گھر کنواں ہے روایت ہے کہ بیشتر اس شہر کی بنیاد
 پٹنہ کی نواب حب اتقاق اُس بلند پستہ پر جو جگہ چھوٹی ہوئی گاؤن کی ہے اور جس مقام پر

ہر فوج آباد

نواب محمد خان کا اب قصہ جدا گانہ طریق پر تھا اس نے ایک شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی جہاں
موجودہ تباہ حالت میں بھی شمالی ہندوستان کے صد مقامات سے ہزار کیا جاتا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ نواب کے پسند خاطر سکونت کوئی نہ تھی چنانچہ لوگ اسکو اندر لگی کوچن کی ماعتی
سوار نہیں ہونے دیتے تھے اسلئے کہ اُنکی مستورات کی بی پرہیزی ہوتی تھی انعام آفرین
طویا اور خانزادے کثیر الجماعت تھے مگر نگین لوگ قلیل المقدار تھے جب نواب گھر سے
باہر نکلتا تھا تو آفریدی لڑکے اسپرشی کے غیلے پھینکا کرتے تھے اسوجہ سے محمد خان
قصبہ کے باہر جا کر رحمت خان شہید کی قبر کے نزدیک ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اکثر
نواب بی بی صاحبہ سے چٹانوں کی بدسلوکی کی شکایت کیا کرتا تھا ۔

اب موقع حصول زمین کا واسطے ایک مقام کے باجارت بادشاہ محمد خان کے ہاتھ لگا
قاسم خان نگین والد بی بی صاحبہ کا جو محمد خان کی خاص زوجہ تھی ایک خوش تقدیر
سپاہی آدمی تھا جو دکن کے کسی راجہ کی خدمت میں تین سو آدمیوں پر انسپریٹ تھا
سلطنت میں (مطابق اجوزی سلطنت رعایت) ۱۱۰۰ ہجیر گشتہ ۱۱۰۰ قاسم خان موہ اپنے
کل مال و متاع کے اپنے وطن یعنی موکو جاتا تھا کہ اُس مقام پر جہاں کہ اب ہندوستانی
پیادوں کی لیں اور گورابارگ بنی ہوئی ہیں اور جیجگہہ پر اسوقت میں جنگل تھا ایک شاہکار
راجہ قوم جم شیلہ نے جسکے گاؤں محمد آباد کے راستہ میں تھے اسکو اگر گھیر لیا سیکڑن دی
طریق غارتگری میں کنارہ لگا اور ٹونک اس راجہ کے ہمراہ تھے قاسم خان اور اس کے

۱۲۶ھ حرین (مطابق ۶ جنوری ۱۸۸۷ء) غازیہ ۲۴ دسمبر ۱۸۸۷ء، بنیاد شہر فرخ آباد
 کی بنگرانی نیک نام خان ڈالی گئی اللہ تعالیٰ اُسکی تاریخِ ہجریہ الفاظ اُس خاندان میں
 عموماً شروع میں نوشت و خواند کے استعمال ہوتے تھے کل عمارت فرخ آباد یا محمد آباد کی
 آدم نامے ایک ہمار کی حسن تدبیر اور بنگرانی سے طیار ہوئیں جس کا نام قلعہ کی ایک دہلیز
 کے جواب منہدم ہو گئی ہر کتاب کے اوپر لکھا ہوا ہر ہکتو ایک خط بنام یعقوب خان سے حسین
 احوال سستی ادبی ایمانی ایک شخص محمد دانش کا لکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ اُن دنوں
 مزدوروں کے دو فلوس اور کاریگر معماروں کے پانچ فلوس اور کم ہوشیا معماروں کے
 چار فلوس روزانہ مقرر تھے اور ہر شخص کو ہر شب اُسکی محنت و دیبجانی تھی +
 ہم ٹیلوں نے اپنی ملکیت سابقہ کو بی جنگ و جدل بچھوڑا تعینہ شہر بنیاد کی دن میں ہوا کرتی
 تھی مگر ہم ٹیلے جو گرد و نواح میں رہتے تھے ہر شب کو کثیر الجماعت ہو کر آتے تھے اور
 دیوار گرجا جانے تھے اُن لوگوں نے قلعہ کے اندر بھی کچھ عمارت گرا دی اس خلش کے
 اندفاع کے واسطے جو تھا گردن کی طرف سے تھی محمد خان نے فوج شاہی کو جو شہر کے
 اطراف میں کچھ فاصلہ سے مقیم تھی طلب کیا تب ہم ٹیلے قریب کے دیہات میں سے
 نکال دیئے گئے اور گاؤں کے جس باشندے نے اُنکو مدد دی سزای اعمال کو پہنچا
 فرج شاہی مادہ تیکہ شہر بالکل طیار ہو گیا وہیں ہی پھر نواب کے نوکر اُس فوج کی ملک
 متعلق ہوئے +

ملک نیز خیر خواہ راجا دن سے لیگی لوگ کہتے ہیں کہ فلک سنگھ گودا جہر دی ملک

اب شہر کا قلعہ بنا ہوا ہے چڑھا اس زمانہ میں لنگا اب کی نسبت بہت غریب تھی اور ہر طرف
بفاصلہ چند میل بڑی بہار معلوم ہوتی تھی نواب نے یہ جگہ پسند کی اور کہا کہ اگر یہاں
رہنے کا امکان ہے تو بہت پر فضا ہو گا ترائی میں بھٹان لوگ مگر اور گوہ کا شکار کھیلا کرتے
تھے یہاں قازاؤں کا بہت تھے لوگ یہہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں کی لبنی کھانسی اور پیٹھوں
جیتے اکثر چھپ رہے ہیں اور کبھی کبھی آدمیوں کو ہلاک کرتے ہیں فی الحقیقت تمام مالک
مغربی کے کسی میدان میں ایسی کیفیت اور بہار نہیں مشاہدہ ہوتی جو جیسے کہ قلعہ فرخ آباد
سے ہر موسم میں نظر پڑتی ہو منصف کی کچہری کے بنگلہ اور عمارت تحصیل کی پشتہ سے آگے
بڑھ کر باغ میں جو بالائی قلعہ ہو لوگ جاتے ہیں اور کچھ توقف کرتے ہیں اور سڑکی آ کر
لنڈ سے کی کمیٹی گھر کی تعریف کرتے ہیں جانب شمال نظر کرنے سے سب سے پیشتر بائیں باغ
میں نواب کے عالیشان محل کے خرابہ پر نظر جاتی ہو اس سے آگے کر بلا کے بلند میدان
پر نگاہ کو تازگی حاصل ہوتی ہو اس کے بعد نواب کا رہنا چلا گیا ہے جس میں مہنوز کچھ درخت
کھینکے ہیں موجود ہیں سب کے بعد لنگا کی دھارشل چاندی کے کنارہ آسمان سے ملی ہوئی
معلوم ہوتی ہو دست رہت پر کچھ پھرنے سے شہر پر نگاہ جاتی ہو جو سایہ دار نیم کے درختوں کا
جنگل معلوم ہوتا ہو اور اون درختوں کے درمیان سے یہاں وہاں بعض صاحبزادوں اور
دولتمند رئیسوں کی دوسری حویلیاں دکھائی دیتی ہیں پیچھے پھر کر یعنی جانب مغرب
موج کرنے سے مقبرے نوابان ہسلت کے دیکھنے احمد خان کی قبر اندر چار دیواری بہت
باغ کے اور محمد خان اور نیز قایم خان کی قبر آگے بڑھ کر موڈ وازہ کے پاس مشاہدہ ہوتی ہیں

صدر ثرا دیوانخانہ کہلاتا تھا بڑا دیوانخانہ نواب مظفر جنگ نے جو شہادۃ اعلیٰ سے لغایت ۱۲۸۵ھ
نواب رہا، سمار کر دیا اور نواب ناصر جنگ نے جو شہادۃ اعلیٰ سے لغایت ۱۲۸۵ھ نواب رہا
ایک کوٹھی اسی جگہ پر بنوائی قلعہ کے اندر بہت دوکاتین چھوٹے چھوٹے سوداگروں
کی عینیں مگر اوایل میں کوئی دوسری عمارت سوائے عمارت متذکرہ بالا کرنے تھی بعد خدر نواب کا محل
بالکل مہندم ہو گیا اور بجز ایک مسجد کے جو شاید وہی ہو جسکا اوپر بیان ہو چکا کسی اور عمارت
کا نشان بھی خدر کے ایام میں نہ تھا +

شہر کے بارہ دروازے تھے قطب دروازہ پائین دروازہ جسکو حسینی دروازہ بھی کہتے
میں گنگا دروازہ امیٹھی دروازہ قادری دروازہ لال دروازہ مدار دروازہ دھلاول
دروازہ کھنڈیا دروازہ جسمی دروازہ ترانین دروازہ نو دروازہ پہلا اور آٹھواں اور
گیارہواں تینوں دروازے اب بند ہو گئے ہیں امیٹھی اور دھلاول اور جسمی یہ نام ان
دیہات کے ہیں جو ایک دوسرے کے متصل ہیں دیگر اسماء اپنی تشریح خود کرتے ہیں
سات دروازوں پر سرانین بنوائی گئی تھیں تاکہ جسطرف سے مسافر آوے عمدہ آرام
کی جگہ پاوے نو سرائے نو دروازے کے قریب بی بی صاحبہ زوجہ نواب نے طیار
کو دوائی تھی ایک سرائی جسمی دروازے کی نزدیک نصف طیار ہو کر گرامی گئی تب یہ
زمین نواب عظیم خان کے بیٹوں کے تصرف میں رہے مدار دروازہ ایک پختہ سرائی تھی
جہاں کہ اب مدار باڑی کھڑی ہے جسکو نواب مظفر جنگ نے بنوایا اور جس میں شہادۃ میں
خل پر محمد علی خان عرف بلاتی ولد ولد خان اور برادر زادہ نواب مظفر جنگ کا تھا

شیش آباد کا جو بفاصلہ دس یا گیارہ میل فتح آباد سے گوشہ جنوب مغرب میں واقع
 ہے جب خود بوجہ پیرانہ سالی کی نہ آسکا تو اُسے اپنے بیٹے اکبر شاہ کو (جو آخر میں چلیہ
 ہو کر پر دل خان کہلایا) جس کا سن پندرہ یا سولہ برس کا تھا بسر کردگی سات سو چوبیس
 اپنے ہی فرقہ کے روانہ کیا یہ لوگ مؤدد درازہ کے باہر جہان سے کہ ہم ٹیلوں کی بہت
 آمد رفت نہ کرتی تھی بھیجے گئے یہ لوگ ایک ہفتہ یا عشرہ دہان مقیم رہے تھے کہ
 ہم ٹیلے حسب دستور دیوانہ کے نقصان رسانی کے لئے آپہنچے اسمرتیہ ہم ٹیلے قطب
 دروازہ سے جو شہر کے شمالی رخ پر گھوم کر آئے اور اندر داخل ہوئے اکبر شاہ گور
 نے بھی صفت بندی کری اور خوب میدان کا ننگم رہا ہم ٹیلوں کی طرف تین سو
 سپاہی اور اکبر شاہ کے پانچ سو آدمی کام آئے محل شاہ اسمرتیہ ٹیلوں کا مخرج ہو کر
 مفید ہوا +

باوجود اس خلش کے نیکام خان چلیہ نے قلعہ طیار کر لیا اور اُس میں میں ہتھیار
 شمالی رخ پر قائم کئے تھے اُسے نیز ایک خندق قد آدم عمیق کھدوائی اور میں رُوح
 مٹی کے اٹھائے تھے اُن رُوح کا نشان ۱۳۵۷ ع تک کچھ معلوم ہوتا تھا اگرچہ
 اس وقت میں بھی وہ بے مرست پڑے ہوئے تھے اب ذرا عجیب نشان انکا باقی نہیں
 ہے اسی چلیہ نے ایک محل اور ایک مسجد اور ایک دیوان بنوایا تھا وہ محل بڑا محل کہلاتا تھا
 ۱۳۵۷ ع میں اُس محل کی بارہ دری چھوڑ کر باقی جگہ میں مختار محل ہو یہ نواب شوکت جنگ
 مرحوم نے خانہ باغ و ایلادہ مسجد بڑی مسجد کے نام سے مشہور تھی اور دیوان علم و کونہ

ناسواہی حصص متفرق دیہات کی شہر نپاہ کے اندر تھے اور ارادہ یہ تھا کہ ہر قسم کی تجارت
 کا ایک جدا گانہ بازار مونا چاہئے نابز ان قطعات شہر تجارت کے نام سے موسوم ہوئے۔
 کسریٹا کسیروں کے لئے + پسرٹا پساریوں کے لئے + صرافہ صرافوں کے لئے + لوہائی
 آہن فروشنوں کے لئے + نوہنائی نمک فروشوں کے لئے + کھنڈ یا ٹی شکر فروشوں کے لئے
 علی ہذا القیاس ہر محلہ علیحدہ قسم کی تجارت کیواسطے مقرر ہوا اور دیگر محلہ جات خاص خاص
 ذات کے لوگوں کیواسطے مخصوص کئے گئے۔ کھترانہ کھتریوں کیواسطے موحیانہ موحیوں کے
 واسطے کولیانہ کولیوں کے واسطے سدھواڑہ سادھون کیواسطے بھجن پوری برہمنوں کے واسطے
 جولاہ پوری جولاہوں کے واسطے مہاجن پورہ نگیش پورہ خشک پورہ سید پورہ اور
 علی ہذا القیاس یہ ترتیب زمانہ حال میں ابتر ہو گئی ہے اور اقوام باہم کم و بیش مل گئے ہیں ہندو
 کہیں کہیں وہ انتظام دیکھنے میں آتے ہیں کہ انہیں کچھ شک نہیں کہ کوئی سادھو یا ہر
 سدھواڑہ اور صاحب گنج محلہ کے جو ایک شاخ سدھواڑہ کی ہر نہیں رہتا ہے +

دو اوقات مسلمانوں سے لغاتِ مشائخ، فرخ سیر کے وقت میں نواب محمد خان (دربار میں بہت کم حاضر ہوا کرتا تھا) کو لکھا کہ اس کو فرخ آباد کی بنیاد ڈالنے کے سبب فرصت نہیں ہوتی تھی اسلئے صمدیہ میں دہلی میں بڑے بڑے واقعات نظر آئے تاریخِ نہم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری کو مطابق ۱۸ فروری ۱۷۱۸ء مسید بجاؤں نے بیٹے عبداللہ خان امجدین علیخان نوابِ شاہ فرخ سیر کو تخت سے اُتار کر قید کر دیا بعد حکومت دو لاکھ کون کے جو یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے ابو الفتح ناصر الدین بہ لقب محمد شاہ ملقب ہو کر تاریخِ پانزدہم ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ہجری

ایک سرای پختہ یعنی دروازہ انگریزی باغ کے مقابل تھی جسے نواب کے چاشنیوں نے
 کھدوا کر ملوہ اسکا فروخت کر ڈالا اور اب جیگہ پر لکڑی اور پولاد وغیرہ بکا کر تاہی ایک بہت
 مضبوط سرائی محل درخانی ہوئی تھی جسکو انگریزوں نے گردا گرد سرنو انگریزی وضع پر
 تعمیر کروایا ہر دروازے پر پانچ سو جوان مسلح متعین تھے اور دو توپیں دونوں طرف
 رہتی تھیں نواب کے لڑکے اور غلام یعنی خانہ زواجن کے پاس فوجیں تھیں انکو باہر
 شہر کے گرد رہنے کے لئے مکان دیدیئے گئے تھے نواب کا ارادہ تھا کہ صرف
 اور تجارت اور دستکار آدمی درمیان میں رہیں یہ کل جگہ کچی چار دیواری سے محیط تھی
 محمد خان نے اپنے بانیس لڑکوں میں سے ہر ایک کے لئے ایک پختہ قلعہ اور ستورات کے
 رہنے کے لئے مکان بنوا دیئے تھے اور ہر گھر میں ایک خانہ باغ لگا دیا تھا۔

شہر پناہ کے گرد ایک کھائی تھی جسکے کنارے ڈھالو اور ہموار تھے اور پندرہ گز وسیع
 اور تیس فیٹ عمیق تھی جن حیات محمد خان کے وہ کھائی ہر روز صاف کی جاتی تھی اور
 دروازوں پر پٹری محاطت رہتی تھی قلعہ کے گرد چیلون کو مکانات تھے جو اپنے کام پر پٹ
 مستعد رہتے تھے باغات بکثرت ڈالی گئی تھی اور زمین نو لکھہ اور بہار باغ قابل دید تھی
 جن میں اسنب کا درخت ایک بھی نہ تھا صرف آمردہ بیر شرفیہ اور نارنگی کے درخت
 تھے نواب کے بیٹوں اور چیلون کو اجازت تھی کہ شہر کے باہر جہاں مرضی ہو باغ لگائیں
 کی زمین آم کے حق میں بہت اچھی تھی اور آم یہاں بہت بڑا ہوتاہی ترور بھی یہاں
 بہت بڑا شیریں اور کثرت سے ہوتاہی۔ تمام دیکھال دو گاونہیں یعنی بیکم پورہ اور ڈیوٹھان

نوٹا شروع ہوا بعد اس کے چار روز کے بعد سلطان نے سلطان ابراہیم دلد فرج العتر
 وادہ بادشاہ کو سند شاہی پر بٹیا یا یہ واقعہ پانزدہم ذی الحجہ ۱۰۱۷ھ کو مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۶۰۸ء
 ظہور میں آیا جو کچھ شکر اس وقت جمع ہو سکا لیکر اذی کوہ سلاطین کو مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۶۰۸ء
 عبداللہ خان دہلی سوردانہ ہوا اس موقع پر محمد خان بعد بڑے غرور اور تامل اور مشورہ دوستان
 نے شجاعت خان غلزنئی اور دیگر احباب کے بادشاہ کا شریک حال ہوا اور تین ہزار
 سپاہ سے جا کر ملاوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ خان نے محمد خان کو لکھا تھا کہ میں نے تمہارے
 ساتھ بڑے سلوک کئے ہیں مجھے ایسے وقت نازک میں مدد دو اگر تمہارے ذریعہ سے ہم لوگ
 قیام ہوئے تو میں تم کو گل اپنے ظہور میں اعلیٰ ترین افسر بناؤں گا مگر ایک فرمان محمد شاہ
 کی طرف سے اور دوسرا اسکی ماقہ سیہ بگم کی جانب سے اور خطوط دیگر امرا اور اراکین کے
 اس وقت وصول ہوئے چونکہ کچھ اپنا فائدہ اور کچھ عزت بھی خاندان سلطانی کی مد نظر
 تھی اسوجہ سے محمد خان بادشاہ کا طرفدار ہوا +

جس وقت قطب الملک عبداللہ خان بفاصلہ تین کو س بادشاہ کے لشکر سے حسین پور پہنچا
 تو وہاں ٹھہر گیا اور تباہیخ دوازدہم محرم ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۶۰۸ء اپنی فوج کی صف
 بندی کی ۱۷ نومبر کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن اور تمام رات ہوتی یہی پانچویں
 کو عبداللہ خان ماعنی پر سے پیادہ ہارنے کے واسطے نیچے اترا اور پیشانی پر ایک تیر
 کا کڑخمی ہوا حیدر علی خان نے پہچان کر اسکو مہم جو کے بھائی نجم الدین علیخان کے مشیہ
 کر لیا اور پھر ماعنی پر سوار کر کے بادشاہ کے پاس لیگیا تا دیا نے پنج و نصرت کو بخیر لگے

مطابق ۱۰ ستمبر ۱۷۸۴ء تخت جلوس پر بٹھارے اور جو اس کی تاریخ سلطنت اسی دن سے شمار
کی جاتی جو حسن سے نفع سیر تخت سے انا را گیا بعد بعد و مجد اور تدا بیر کے جو واسطے گھٹانے
خاقت سیدوں کے محل میں آئیں یہہ فرار پایا کہ حسنیلیخان ہمراہ بادشاہ کر دکن کے مخدوم
صوبوں کو زیر کرنے کے لئے جاوے کوچ حسنیلیخان کا آخر سوال میں مطابق آخر گشت
۱۱ ستمبر ۱۷۸۴ء شروع ہوا انہم ذیقعد ۱۲۳۵ ہجری کو (مطابق ۱۲ ستمبر ۱۷۸۴ء) بادشاہ کا پہلا کوچ
اگرہ سے تین کوس پر پہر اسی عبداللہ خان ہوا بادشاہ نے چاہا کہ ۱۰ تا بیچ ملک جو روز
ساگرہ تخت جلوس کا تھا وہیں قیام کرے مگر حسین علیخان نے آگے بڑھنے کی ترغیب دی
۱۱ تا بیچ کوچ (مطابق ۱۲ ستمبر ۱۷۸۴ء) فرج نے فخر سیکری سے کچھ آگے کوچ کیا چار بیچ روضہ
کے بعد یہ لوگ جانب جنوب بڑے عبداللہ خان پیچھے رہ کر ۱۹ ذیقعد کو (مطابق ۱۹ ستمبر ۱۷۸۴ء)
دہلی کی جانب روانہ ہوا حال مفضلہ ذیل کتاب سیر المتاخرین میں پایا جاتا ہے محمد خان
کی بیگم امی میں دہبہ لگانا یہ وہ یہہ ہے کہ دہلی جاتے ہوئے محمد خان نگیش عبداللہ خان کی طاقت
کو آیا اور طاہر کیا کہ میں حملہ دکن میں حسنیلیخان کا شریک ہونگا اگر کوئی دہبہ مانع نہ ہوئی ہو بلکہ
خان نے اسکو بچا پس ہزار روپیہ دیا اور کئی لاکھ روپیہ حسنیلیخان نے محمد خان کو پہلے دیا تھا
اسفرض سے کہ محمد خان ۱۰ روپیہ پر آمادہ ہوتا محمد خان جھوٹ بولا جو بطاہر سچ معلوم ہوا
کہ میں بادشاہ کے لشکر میں جانا ہوں یہ کہہ کر مخلص ہوا اور عبداللہ خان دہلی کی طرف چلا
تاریخ ۱۱ ستمبر ۱۷۸۴ء کو (مطابق ۱۲ ستمبر ۱۷۸۴ء) جب فخر سیکری سے پنشنس کوس
آگے پہنچے دہان حسین علی خان بادشاہ کی رضا و رغبت سے مقول ہوا اب تمام لشکر کا قیام

نواب امین الدولہ اسکو اکثر سنگوڑا تھا اور غایت درجہ مولادی دیتا تھا جس دلاری
وہ لیکتے تھے +

۱۸ محرم ۱۲۳۸ مطابق ۶ نومبر ۱۸۲۲ء، بادشاہ محمد شاہ نے دہلی کی طرف عثمان
عزیزیت بھیری اور سبغت چلا ۱۹ کو (مطابق ۹ نومبر ۱۸۲۲ء) دہلی پہنچا اور وزیر تک
دہان نزدیک مینار خواجہ نظام الدین کے خیمہ زن رہا جس لوگوں نے کار نمایاں کئے
تھے وہ حاضر ہوئے اسوقت محمد خان جو محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت چہہ ہزار
فوج کا سردار کیا گیا تھا بدرجہ ہفت ہزاری یعنی بافسری سات ہزار سواری ممتاز ہوا
ایک خلعت بھی معہ سات لاکھ روپیہ نقد کے اسکو عنایت ہوا اور خطاب غصنفہر جنگ کا
جسکے معنی میں شیر لڑائی کا محمد خان کو عطا کیا اور پرگنہ جات بھوجپور شمش آباد جو
اب ضلع فرخ آباد میں شامل ہیں بطور جاگیر اسکو دی گئی تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان
دوبیان ۲۲ اکتوبر ۱۲۳۸ء اور ۱۱ اکتوبر ۱۲۳۸ء کے صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اسوقت
میں اسکے عامل یلانت حاکم اسطور پرتھے۔ الہ آباد کا حاکم بھورنجان چلیہ آج بھاندرا
اور کالپی کا حاکم دلیر خان چلیہ سپری اور جالون کا کمال خان بھوجپور کا سیکنام خان چلیہ
شمش آباد کا داؤد خان چلیہ بدایوں اور ہسوان، مہمہ دونوں مقام اب ضلع بدایوں
میں ہیں، اور محسّر آباد کا جواب تھا بھاپنور کے ضلع میں یہ حاکم شمش آباد
چلیہ تھا +

۱۲۳۸ء میں (مطابق یکم اکتوبر ۱۸۲۲ء لغایت ۴ ستمبر ۱۸۲۲ء) ص

محمد خان اس ٹرائی میں قلب سپاہ میں لڑ رہا تھا صاحبزادی کے کاغذات میں ایک لکڑی
محمد خان بنام راجہ جی سنگھ سوای جی جسمیں احوال اس جنگ کا مندرجہ مگر اس میں اس کا
ذاتی حال کوئی نہیں پایا جاتا محمد خان کو جلدوی ان خدمات کے چھ لاکھ روپیہ لگا کر
خزانہ آجلے پر دیئے کا وعدہ کیا گیا مگر روپیہ پھر دیا نہیں گیا +

اگر اس جنگ کی روایت پر یقین کیا جاوے تو محمد خان نے نسبت اُس کے جو تواریخ میں درج ہے
بہت زیادہ بہادرانہ طریق پر کار نمایاں کئے ہیں نقل ہے کہ محمد خان نے اپنے نکل سپاہ سے
عبد اللہ خان پر حملہ کیا نواب کے ہاتھی پر پیچھے مقیم خان اور داؤد خان چلے بیٹھے ہوئے تھے
جب نواب کا ہاتھی سید عبد اللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہنچا تو محمد خان نے کہا سلام علیکم
سید نے جواب دیا وعلیکم اور اپنا ہاتھ ہودے سے باہر نکال کر بڑھایا کہ محمد خان اُسے چومے
محمد خان نے اپنا ریشمی پٹکا ہاتھ پر ڈال دیا اور سید کو ہودے کے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے
میں عبد اللہ خان کی گٹھلی گر پڑی تب محمد خان نے ایک کشمیری شال اُس کے پاس
پھینک دیا کہ اپنے سر سے باندھ سید نے اُسکے لینے سے انکار کر کے محمد خان کی طرف
دیکھ کر غصہ کا اتنے میں مقیم خان اور داؤد خان کو دپڑے اور سید عبد اللہ خان کو مگر محمد خان
نے اُس کی سپر اور داؤد خان نے اُس کی تلوار چھین لی اُس کی رہائی کیواسے کوشش
اُسکے فرج کی بنیاد ظہور میں آئی قریب دو چھ نواب محمد خان اپنے لشکر مع اپنے قیدی
عبد اللہ خان کے پہنچا حبس الطلب بادشاہ کے سید کو بادشاہ کے حوالہ کر دیا وہ سب لکڑی
و لکڑی مقیم خان تازانہ نواب شوکت جنگ (جو لکڑی اعنایت کلکتہ اور نواب) رہا

کی غمی اور دو سو سو تک دس لاکھ سے لغایت لاکھ ہزار تگری کر کے خرچ لیا تھا محمد خان
پانچ ہزار سپاہ کا افسر ہو کر بھیجا گیا اور دو لاکھ روپیہ ماہواری بابت تنخواہ سپاہ
کے معین ہوئے محمد خان نے اکبر آباد میں روپیہ کے آنے کا انتظار کیا اور پھر اسکو حکم
ہوا کہ گوالیار کو جاوے وہاں محمد خان نے جا کر دس ہزار سوار رکھے اور سات ہینڈے تک
بیکار پرار ہا ہیم مسطور صدر سے واپسی کی وقت خان دوراٹھان نے جس کی جاگیر میں پرگنہ جات
بھونگام اور تالگرام تھے محمد خان سے درخواست کی کہ دو ہزار آدمیوں کو مہتیا سداوند کی
جگہ پر واسطے سرکوبی حبونت سنگہ زمیندار میں پوری کی بھیجے و روایت اسطور پر کہ چوہان
راجہ ولیپ سنگہ نے نواب کی تعظیم کرنے میں غفلت کی تھی بنا بران بھورنجان پانچ سو سواروں
سے اسکو حاضر کرنے کے واسطے بھیجا گیا تھا جب وہ راجہ نواب کے رو برد آیا تو اس نے
سلام کرنے میں وزنگ کی تب بھورنجان نے اپنے ہاتھ سے اس کی گردن بکڑ کر جھکانی
راجہ نے فوراً اپنے تئیں چھوڑا کر تلوار کھینچی وہیں نواب محمد خان نے ایک ایسا تیرا سکے
سر میں مارا کہ راجہ اسی جگہ پر نشانہ تیر قضا ہوا تب اسکا لڑکا حبونت سنگہ جانشین ہوا اور
نواب نے فرخ آباد کی راہ لی +

معاملات تبدیل کھنڈ

یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ جو جاگیریں محمد خان کو زمانہ فرخ سیر اور شروع حکومت محمد شاہ میں
طعن انکارا حصہ تبدیل کھنڈ میں تھا فرخ سیر نے ازمانہ سلطنت شاہی سے لغایت شاہی
پرگنہ جات سپہنہ اور مودھا جاگیر میں دیدے تھے یہ دونوں پرگنہ ولیخان چلیہ کے

نے صوبہ آگرہ راجہ جیسنگ موالی کو دلواد یا جی سنگھ کچھ دنوں بعد برای سرکوبی
 چوڑا من جاٹ روانہ ہوا اس قصور پر کہ اُس نے وزیر عبداللہ خان کی طرف فداوی
 کی تھی محکم سنگھ ولد چوڑا من سردار اپنی باپ کو بہت سزائش کی جب چوڑا من سے یہ
 حققت و بھرتی برواٹ نہ کی گئی تو اُس نے خود کشی کی بدن سنگھ براہ زادہ چوڑا من راجہ
 جی سنگھ کا مددگار ہو گیا قلعہ تہوں کا نیم نفر ۱۲۰ ام کو مطابق ۶ نومبر ۱۸۵۷ء قبضہ میں
 آگیا اور بدن سنگھ باپ سو جمل کا اسی ملک کا مالک ہوا اس مہم میں جی محمد خان شریک
 تھا پانچویں برس (جنوری ۱۸۵۷ء سے اگست ۱۸۵۷ء) محمد خان براہ فوج کی جو زیر
 حکم شرف الدولہ ارا و تمند خان اور راجہ جی سنگھ کے جو جیت سنگھ راٹور راجہ مارٹواری کی
 متنبہہ کو اسلئے بھیجے گئے تھے گیا تھا قبل اس کے کہ سپاہ اُس کے ملک میں پہنچے جب سنگھ
 بیٹے بخت سنگھ کے ہاتھ سے مارا گیا دھوئل سنگھ نے یہ لقب اچھائی سنگھ ولد حبیب سنگھ
 کا تھا برسات محمد خان فاضلہ طاعت بادشاہ دوش و لپر رکھا محمد خان مہا اچھائی سنگھ
 عرف دھوئل کے میر تھا انہیں پہنچنے پایا تھا کہ اتنے ہی میں محمد خان واپس بلا گیا کہ
 بندیل کھنڈ کو قبضہ پڑ سال ہی باہر نکلے چھ مہینے اس مہم پر بھی گزرنے تھے کہ بھڑ ستاع
 اس خبر کے کہ مبارز خان فوجدار برہانپور مار ڈالا گیا اُس کو حکم ملا کہ بندیل کھنڈ سے واپس
 واپس کو جادے اور پھر وہاں سے ابراہان کے رستہ سے بغرض مقابلہ مرہٹوں کے

روانہ ہو دے +

نے بوند کے شمال میں سر اٹھایا تھا اور گوردھر بہادر بادشاہی حاکم مالہ چوڑا من

بعدہ دلیر خان کی امداد کو طیار ہوا +

محمد خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سزای باغیان بدل منظور نہیں ہو تو فوج کا لوٹنا بہتر ہے
بادشاہ نے محمد خان کو تقویت و جرات دلائی اور لکھا کہ تم مستقل رہو مگر بسبب ان خطوط کے
جو اس کے دشمنوں نے ہندو راجگان کو بھیجے تھے محمد خان کا دل ٹوٹ گیا اور اس نے دلیر خان کو
مشاورت لکھا کہ دشمنوں کے قلعے اور گانوں وغیرہ جو کچھ کہ لیا ہو واپس کر دو کیونکہ زمانہ اب
نا اتفاقی ہے اور ضروری کہ میدان چھوڑ دیا جاوے برخلاف ان احکام کے دلیر خان اپنی
بہادری کے غرور میں اگر فوج صد کی قوت کو غور کر کے حملہ وغیرہ کرنے سے باز رہا +
مسئلہ ۱۸ مطابق ۱۲ مئی ۱۷۷۷ء چتر سال میں ہزار سوار اور ہتھیار توپ خانہ لیکر آگے بڑھا
دلیر خان چار ہزار سوار و پیادہ جو کچھ کہ اس کے پاس تھے لیکر حملہ کی واسطے طیار ہوا دلیر خان
نے معہ پانچ سو آدمیوں کے دشمن کی طرف باگ اٹھائی اور سپاہ غنیم کو گھبرا دیا چونکہ تقدیر
موافق نہ تھی سو ہی زخم کشید و نیزہ کے روگولیاں کھائیں ایک پیشانی پر دوسری سینہ پر
اور اسی جگہ جان بحق تسلیم ہوا اس کے پانچ سوار بعد طور عجیب و غریب مردانگی کے مارے گئے
بادشاہ نے دلیر خان کی موت کا حال سن کر محمد خان کو ازراہ دلجوئی ایک مرصع جگہ اور ایک
خلعت عطا کیا +

دلیر خان چلیڈات کا بندہ تھا کرتا شبہ شخص جو انفرادی میں شہرہ آفاق تھا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بہت عیاش اور فوضو خوج تھا اس نے اپنے مالک کا محال ایک سال کا سترہ ہزار سوار
طیار کر کے نہیں صرف کر دیا تھا اور انکو عمدہ درویشان اور ہتھیار دے تھے ایک تربیہ کا

سپرد ہوئے محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلی برس دفری سلسلہ سے لایت فروزی سلسلہ
 کالپی آج اور دیگر مقامات واقعہ بنیل کھنڈ تنخواہ میں محمد خان کو حیرت ہوئے اسی سال
 دینے سلسلہ سے لایت سلسلہ اہم یہ خبر آئی کہ بندلیوں نے کالپی کو لوٹ لیا اور
 پیر علیخان عامل محمد خان کو معہ اُسکے بیٹے کے قتل کیا ان لوگوں نے معزز مسلمانوں کی
 عورت اور بال بچوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ
 مسمار کر دیئے نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلوں کو مقابلہ حملہ اور ان بھیجا چاہئے
 مگر بادشاہ نے محمد خان کو ان کی تنبیہ کے لئے بھیجا کافی سمجھا دلیر خان چلیا ساتھ
 سپاہ مناسب کے بھیجا گیا اور اُسے بزودی روانہ ہو کر غنیم کے تہانوں کو پر گنہ کالپی اور
 جلال پور سے اُٹھا دیا تب باشندگان غارت شدہ قصبوں میں لوٹے اس عرصہ میں نواب
 امین الدین اعتماد الدولہ اس ملک فنا سے راہی ملک بقا ہوا بعضے دشمنوں کا خیال کہ
 کہ محمد خان پر دیر مرحوم کی نظر عنایت غمی انہیں دشمنوں نے خطوط را جگان چند بھی اور
 اور چچا اور دیگر زمینداروں کو لکھوائے تھے جن میں اشارہ تھا کہ تم لوگ مقابلہ کرو ہندوؤں
 کی جماعت کثیر قریب بس ہزار سواد کے جمع ہو گئے اور پیادے تو بیٹیا رتھے
 قایم خان دلہ نواب محمد خان جو ان دنوں میں سرکار گھوڑے کا فوجدار تھا سال بھر
 قصبہ ترہنواں سکھ پہاڑ سنگھ کو محاصرہ کئے پڑا تھا اس جگہ میں چاقے بہت مضبوط تھے
 خٹکے گرو جنگل اور عمین کھانیاں بھتین اور بڑے دشوار گزار راستہ درمیان پہاڑیوں کے تھے
 قایم خان کے پاس دس ہزار سوار تھے مگر اُسے جہد بلیغ کر کے اُستقام کو لے لیا بس

میں علائقہ سندھ میں ایک زخم گولی کا گھاٹا رہی ملک تھا ہوا تمام و کمال تین
سہاؤں کا ہی ہاں اسکے یہی حال ہوا دلیر خان کی فوج مجدد ہتھیار اس غصہ کے راجہ چتر سال
کے مقابلہ کیواسطے نکلے اور راجہ کو پس پا کر دیا دلیر خان موضع مودہ میں دفن کیا گیا اور
تمام باشندگان ہندیل گھنٹے اُسکے وفات پر کھٹ منوس ملی ہر خشنہ کو شیرینی اُس کی
قبر پر چڑھائی جاتی ہر سربندلیہ کا لڑکا جب ہر برس کے سن کو پہنچتا تو اُس کے والدین
اُسکو مودہ صالحاتے میں تلوار و سپر کو دلیر خان کی قبر پر رکھتے ہیں اور نذر گذراتے ہیں پھر لڑکا
تلوار کر سے ہاندھتا ہوا سپر ہاتھ میں لیتا ہوا سوخت والدین خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ یہ
لڑکا دلیر خان کے مثل بہادر ہو سکے ۔

نقادے برابر اُسکے دفن پر جا کرتے ہیں دلیر خان کی وفات پر بیسے مسئلہ لامرد مطابق اکثر
مشہور حکایت اکتوبر ۱۷۷۷ء، محمد جان الہ بادشاہ کا گورنر مقرر ہوا مصنفان لوح کا یہہ نقل ہے
کہ سیدہ الہ آباد کی امین الدولہ بیروا اب محمد خان کے پاس جو ۱۷۷۷ء سے لغات ۱۷۷۷ء
تاریخہ لکرتے تھے اور اسلام خان بخشی کے پاس اُس کی نقل رہتی تھی اب نہیں معلوم
کہ وہ مندر نقل کیا ہوئی بالگذا کر لوگ کہتے ہیں کہ بیانی لاکھ روپیہ کی حق ۱۷۷۷ء کے
آخر میں جب محمد خان معہ اجمانی سنگہ دلہ جیت سنگہ والی مار ہوا دے کے دربار جاتے ہوئے
میر تقی میر نے ایک زمانہ ایک حکم مہر علی امیر الامراء (خاندان افغان) کے وصول ہوا میں
محرر تھا کہ خبر سال نے علائقہ کشمیر و شاہی میں اپنا تصرف کر لیا ہوا یہ کہ بران الملک
اُسکے مقابلہ کیواسطے لبرعت تمام عیسا گیا یوم عی بنو دہی ہر چہ تا مہر وہیں جاؤ ۔

ساڈر کچر کہ محمد خان نے سخت احکام دلیر خان کو واسطے ادا کی مالگنداری کے لیے
 دلیر خان اپنی کل جمیوں کو لیکر آبا اور جہان پر اب پائین باغ زیر قلعہ سیوہان ٹھہرا اور
 دربار میں حاضر ہو کر اپنے ہر ایک آدمی سے ایک اشرفی نذر دلوائی اور پھر نواب
 کی پاپوش اٹھا کر سچے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں صرف آپ کی پاپوش برداری کے
 لائق ہوں آپ یہ جو کسی ایسے شخص کو جو آپ کو روپیہ کا انبار دیا کرتے دیدیوں میری مالگنداری
 یہ بہت بڑا ہزار آدمی ہیں جو آپ مجھ سے لے سکتے ہیں اس بات پر نواب کو قسم ہوا دلیر خان کو
 چھاتی سے لگایا اور اسی کے ضلع میں اسے وہیں مسجد یا دلیر خان تقرب کل لڑائیوں میں
 جو محمد خان لڑا شریک تھا چٹان اور بندیلے بسبب جو انگریزوں کے دلیر خان کو سوراخاں کہتے
 تھے جس کی علامت ہے کہ آدمی کے ہاتھ ہتھکڑی لہنے ہوں کہ جب سیدھا کھڑا ہو تو زانو تک
 پہنچیں یہ بات دلیر خان میں پائی جاتی تھی *

روایت دلیر خان کی موت کی اشع ذیل ہے۔ ایک دن دلیر خان ہمراہ تین سو سواروں کے
 لشکر کیلے گیا تھا ہاتھی فوج شکر گاہ میں تھی ایک جاسوس نے اس بات کی خبر راجہ پر
 کو دی اور راجہ بہت سا لشکر لیکر نکلا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی نواب دلیر خان
 کے ہمراہیوں نے کہا کہ لوٹ چلنا مناسب ہے مگر دلیر خان نے یہ بات نہ مانی اور کہا
 کہ ہر شخص کی موت لادہ ہے خواہ آج آدے یا کل جبکہ ہنگو دھائی آخریے دھانچہ پر حکم
 نکھڑے کی ہاک اٹھائی اور سپہ سالار راجہ کی فوج میں گھسکراہ میں آدھیں کو کاٹ
 چھانٹا دوسری طرف ہاک صاف نکل گیا ہندوؤں کی جماعت کثیر کام آئی پھر راجہ کے

صوبہ عظیم آباد تک سخت و تاراج کر دیا تھا اور الہ آباد میں اگر آتش فتنہ و شاد بشتقل کی
 عقی نوین سال جلوس سے (یعنی ۱۲۳۵ھ سے لغایت ۱۲۳۸ھ) محمد خان کے پاس ایک
 فرمان پہنچا جس میں حکم تھا کہ اپنے صوبہ الہ آباد کا انتظام جا کر درست کرو ان دنوں میں منڈل
 کھنڈ صوبہ الہ آباد کا ایک ماتحت حصہ تھا پہلے دو لاکھ روپیہ ماہواری محمد خان کا مقرروا
 بعد دروپ کے عوض میں کوڑے کا پچھل دیدیا گیا تھا۔

محمد خان نے آگے آباد پہنچے فرج جمع کی سوار کی تنخواہ سترہ روپیہ اور محمد خان کے بیس روپیہ ہزار
 کے علاوہ جادی الثانی ۱۲۳۸ھ کو (مطابق ۱۲ جنوری ۱۷۲۳ء) اکبر خان ذاب کے قریب سے
 لڑنے فرج ہر اول کا سردار مقرب حکم جہانگو عبور کیا محمد خان اپنی کوچ کے خیمے چھپا ہوا دیکھ کر
 خود بھی بہت جلد پشیدہ یا سولہ ہزار سوار اور اس قدر پیادے لیکر کھچے سے روانہ ہوا اس وقت
 بند یون نے بیس ہزار سولہ اور ایک لاکھ پیادوں سے کل بھاگھل کھنڈ میں پشیدہ تک
 اور ملک سنگرات اور نیز ماند میں (جسے اوصول بھی کہتے ہیں) ہادی تک داخل کر لیا
 صرف قلعہ بیوند جب کو شاہید بیاد بیوند کہتے ہیں) جس کا محاصرہ سردی شاہ اور ملک نے
 نے بیس ہزار سولہ اور پچاس ہزار پیادوں سے کیا تھا بچا مولہ با مقامہ اس زبردست پاش
 کے محمد خان نے وزیر سے درخواست کی کہ فوج امدادی اور دست سنگہ راجہ راجہ چھاورا چند
 والی و تیار دہری سنگہ و سینار سینڈا و درجن سنگہ و مینڈا چندیری و راجہ جی سنگہ والی
 و درجہ کمانڈی مرام نرواری و راجہ گربال سنگہ و ریاسے لینا چاہئے نیز بعض
 و درجہ و درجہ سے مہدی سید نجم الدین علیخان و ثابت خان و جان نثار خان و تیرہ ملک علی

بنت محمد خلیل اس حکم کے محمد خان ساتویں سال دواہ و میرٹھ لکھنؤ سے نجات دہندہ ہوئے اور
 دلا آباد کو مع اپنے کل سرکاروں کے حال میں اسکو عطا ہوا تھا روانہ ہوا البتہ مقابلہ میں اسکو
 محمد خان کے نائب بندیکندہ میں کامل طور سے قبضہ نہ کر سکے بعد قیام دواہ کے محمد خان الہ آباد
 میں پندرہ ہزار سواروں کے مع اپنے کچھ کناؤں سے بھاگنی پوری کی طرف آگے
 بڑھا قبل ازیں برہان الملک لوٹ آیا تھا اور اپنے صوبہ اودھ کو واپس گیا تھا +
 منواتر احکام اس شخص کے پہنچے کہ آگے بڑھنا چاہئے جناب ان چند سردار جناب
 بیسے گئے تب محمد خان نے جی دیا ہے جن کو عبور کیا چھ بیسے لڑکر محمد خان نے پرگٹہ
 سینڈھٹک جو باندے کے جنوب میں واقع ہے محل دخل کر لیا اسوقت فرمان اور احکام
 مرسلہ خان دورا نخان بندر لکھنؤ آیا محل بدھنمونی صادر ہوئی کہ چونکہ مبارز خان مقتول ہوا
 لہذا چڑھائی ہندوؤں پر ملتوی کی گئی اگرچہ دشمن مغلوب ہوتے آتے تھے مگر وہاں محمد خان
 مجبورانہ اس عمدہ موقع کو چھوڑ دینا پر دشمنوں نے بہت سخت قسمیں کھائیں کہ ہم کبھی محمد خان
 کی جاگیر کے اندر قدم نہ رکھیں گے اور فوج اسلامیہ سے بغاوت میں کوچ کر نہ کرے محمد خان
 اس ملک میں اپنے تھانے بٹھا کر لوٹ آیا چونکہ گوالیار پر مرہٹوں کے حملے کا دفعہ
 تھا جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اسلئے محمد خان انکو روکنے کے لئے وہاں بھیجا گیا اس کی
 عدم موجودگی کو بندیلوں نے مقتقات سے محمد کریم و جہد دیان کو شکست کر کے ایمانی
 کر کے باندہ میں اور وصول مالگنداری میں سدا رہا ہوئے +

اس عرصہ میں ہر دینار میں اور دیگر پیدان خبر سال نے تمام وکمال بحال گھنٹہ کو سرحد

ترہوان سے چودہ لاکھ روپیہ نقد آئے۔ قلعہ ترہوان میں جو صد مقام بہار سنگہ کا تھا
 تین کچے قلعے اور تین پختہ گڑیاں تھیں جنکے گرد ایک وسیع جنگل تھا برسوں تک کسی سلطان
 حاکم نے اُس پر حملہ نہیں کیا تھا کئی مہینوں تک ماہوں نے قلعہ کو خوب بچایا اہل قلعہ
 سبجانگہ سپہر دی نراہن دنیہ و ہر سال سکندر حکم تھے اور نیز ہر مہینے زمیندار برگڑہ نے
 معہ کچھ مرہون بچے برکی وغیرہ کی انکی امداد کی تھی تاریخ ۹ جمادی الاول ۱۰۸۰ء کو
 سلطان ۱۱ اور سبہر سنگہ ۶، بدعت لڑائی کے قائم خان نے ہاتھی سے چالاک توڑا کر باہر کے
 قلعہ میں داخل کر دیا ہندو لوگ کچھ جدوجہد کے بعد دوسرے قلعہ سے بھی نکال دئے گئے
 اور انکو مجبورانہ تیسرے قلعہ میں پناہ لینا پڑی قریب دو ہزار کے محصوران قلعہ تلف ہوئے
 چونکہ قلعہ کی فصلوں پر سے محصورین نے جلتی ہوئی اشیاء ڈالنا شروع کئے اور قرینچ
 گھنٹہ تک لڑائی برابر ہوتی رہی تین گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب باقی ماندہ لوگوں نے باراد
 گریز قلعہ سے خروج کیا اسوقت تین ہواؤمی ان میں کام آئے اور سیدر دریا میں غرق ہوئے
 تب قلعہ میں کامل طور سے دخل ہو گیا اس محاصرہ میں عرصہ پانچ یا چھ مہینے کا لگا بعض فتح
 غنیمت کے قائم خان نے واسطے قلعہ کلہان سنگہ (جو آٹھ کوس ترہوان سے ہے) اور محکم گڑہ
 کے جو اسی فلاح میں ہر کوچ کیا +

جس عرصہ میں قائم خان ترہوان اور اُس کے ملک شرقی پر رجوع تھا اُس زمانے میں
 محمد خان سینہ حاسے جلاتھا چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ایک مہینے اور اکیس دن برابر ہوتی رہیں
 غنیمت نے اپنے مورخ کی خوب مضبوطی کی تھی جن سے وہاں کی دھار اور گانوں کا قلعہ

و نائب و جدار جو نو دستے سردار خان کے ساتھ چاہی گزشتہ سال کے میں سے بجز
والی مودھا کے حکام دہلی کی تعمیل نہ کی ۔

پہلے بھیل کھنڈ کا شرقی حصہ دشمنوں سے پاک کر نیکی لئے کارروائی کی گئی قلعات لوگ
وچ کھنڈ سے دگڑہ لکریلے و مودھا قلعہ ملک سنگراٹ پر سنگ پور کے لئے گئے
نام مگر و قلعات کھتولی و صحرا و کلیان پور معہ سو کوس تک ملک متعلقہ ماند مودھا بندہ
کے قبضہ میں آگئے کچھ عرصہ تک افواج غنیمت پھاڑیوں پر نزدیک تر ہوا کے سرگردان
رحمنی مابعد قلعہ گیر پور میں خود چہتر سال نے بھاگنے میں سلامتی دیکھی محمد خان قایم خان کو چار
ترہواں کے لئے چھوڑ کر خود سینڈا سے بغاوت جاکر کوس چلا گیا مگر دشمن بھی فرار کر گئے و کچھ جاتا
بھنڈ و مودھا و پیلانی و اگوا سی و موٹی و گھاٹ پارا ترنے کے خس و خاشاک دشمنوں سے
پاک ہو گئے اس جنگ میں اول قبضہ ترہواں تک دس مہینے یا ایک سال کا قایم خان
نور مذکور گیارہاب محمد خان مودھا اپنے دوسرے بھائی ہادی داد خان کے بارہ ہزار سوار و بارہ ہزار
پہاؤں سے محاصرہ ترہواں کے لئے چھپے چھوڑا گیا اور بابو جتہ سنگ و لدرا جہ جتہ سنگ والی
مودھا مودھا پنجاہ و حلیم خان و محمد ذوالفقار خان و رای ہر پشا و اور دوز میندارون
سادو و ہرنس کے قایم خان کے زیر حکم تھا سنگرام راؤ و انندی داس نے بھی اپنی فوج
سے شریک ہونے کا قایم خان سے اقرار کیا تھا قایم خان کی صلاح یہ تھی کہ مقام ملک و
علاقہ کن برے لیوں اور پھر محمد خان سے معہ و چاند سیہ و باروت وغیرہ کی جوتیا
ترہواں و کلیان پور و مگروری میں ہاتھ لگے تھے جاتیں زمیندار لوگ خوش ہونے کیونکہ

میوں سے محیط می واقع تھا یہاں چتر سال کا منہ بھٹا تھا اور جس پہلو سو اور بس ہزار
 پہلو سے موجود تھے محمد خان نے دشمن کا تقاب کو کھارنا شروع کیا بعد کئی گفتہ کے بندیوں نے
 دریا کی طرف پھر کے رہنے سے جو بہ نسبت کھائیوں اور گرداب نئے بجا کر رکھائیوں میں
 آدھ کوں اپنے لشکر گاہ کے پیچھے پناہ لی یہاں بھی جیسے سلامت نہ کھیکر چتر سال معہ اپنے
 لوگوں اور رشتہ داروں اور متعلقوں کے گھوڑے پر سوار ہو کر بارہ کوں پر چنگلوں میں ڈال
 کر گیا تمام سامان لشکر کا بھیے اور تو بچا نہ وغیرہ غازیوں کے ہاتھ لگا دو کوں تک غازیوں
 کا تقاب کیا گیا پھر سلطان لوگ ٹھہر گئے اور غمیز زن ہوئے اب یہہ دریا ہوا کہ بندیلے
 سالٹ و دست و تہا نہ سپوارہ کی فوج میں چلے گئے ہیں ان مقامات میں بلو پھاریاں
 عمیق جھیلیں کھائی ان اور بڑے بڑے پر خاد چگل تھے یہاں پر بندیلے سرداروں نے رہتہ
 پر لٹنے کیواسے مورچہ بندی کی تھی خود چتر سال نے چند کوں حیت پور کے جنوب میں نزدیک
 سورج سو کے مورچہ لگایا تھا +

محمد خان نے نقصان اپنے فوج کا جنگ مذکور میں شمار کیا تو پانچ پھر (آدمی مقتول و مجروح
 پائے اور فوج غنیمت میں بارہ تیر و ہزار آدمی تلف ہوئے فوج اسلامیہ میں چودہ یا پندرہ ہزار
 سوار لگے اور پانی اور چارہ کی نہایت قلت تھی کسی راجہ یا فوجدار نے محمد خان کی حمایت
 نہیں کی تھی +

بندیوں کی فوج آدمی میں دینے والے ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے، فوجین راہ
 داتہ و گھلہ راہیچہ پورہ کھانڈی راؤنر واری و زمینداران مالوہ و تمام و کمال کشداندہ ملک

دو تون مظلوم مرتے تھے زوایت سے ظالم ہوتا ہے کہ وہ جگہ اچوتی ہے جہاں پر یہ جنگ معلوم
واقع ہوئی شاید اسی اچوتی سے غرض ہے جو باندہ سے گیارہ میل پر دریائے سبانی واقع
ہے اگرچہ یہ جگہ مقام جنگ سے قریب ہے مگر باقی حالات کی تفصیل یہاں نہیں ہوتی اور
نہ اس ضلع میں کچھ مسلمانوں کی لڑائی کا ذکر ہے *

حدیقہ الاقاہیم میں اس نام کو دینے اچوتی کی اچوتی یا اچوتی لکھا ہے اور یہی
تحریر ہے کہ یہ مقام برگنہ ہو یا میں جو تاریخ جنگ مسطورہ بالا کی ۱۲۰۰ھ میں دینے
۱۲۰۰ھ میں ۱۲۰۰ھ ہے *

دو گنٹہ بعد طلوع آفتاب کے پہلا مورچہ جہاں پر ہروی لڑا اور ہندو سنگہ چندیلہ میں ہزار
سوار اور چالیس ہزار پیادوں سے موجود تھے مسلمانوں نے جو نظام اور ہستنگی سے
آگے بڑھے تھے فتح کر لیا اس موقع پر بہر بخان و دلاور خان و امام خان و غلام محمد خان
و عبد الوہاب خان و محمد زمان خان کام آئے نیز اکبر خان سپہ نواب محمد خان کے بھی ایک
کرہ گولی کی گرگنگی سے ظفر حسین خان و الہ یار خان و گل خان بھوج ہوئے بندے ایک
اور قلعہ میں جہاں جگت راجہ و دوسرا بیٹا راجہ کا پناہ گیر تھا وہ ہندو ہزار سواروں کے چلے
گئے پھر مکر آمائی ہوئی اس میں احمد خان و ارادت خان و سردار خان و حسین خان متونل
اور رحمت خان و کچھ سواروں کے مجموعی ہوا *

آخر کار ہندو نے نہایت جنگ نہایت و فوجیں سنگہ سپہان چتر سال ۱۲۰۰ھ ہندو سنگہ چندیلہ کے
میسرے فوج میں بھاگ گئے یہ قلعہ نزدیک ایک گاؤں کے پچھلے دروازے کے گزرا

کے بلند تھے ایک بار گی مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ دو ہندو بیلے سواروں نے برجی ہاتھ میں لیکر
باگ اٹھائی جب یہ لوگ قریب لشکر اسلامیہ کے پہنچے تو کچھ مقابلہ کسی سے نہ کیا آدیوں
سے روکے جانے پر جواب دیا کہ ہم کچھ تمہارے نواب سے کہا چاہتے ہیں *

آخر کار نواب کے ہاتھی کے قریب پہنچ کر ٹھہر گئے ایک نے آئین سے اپنی کمرے بڑا نکال کر
تینا کو کھائی پھر برجی کو ہاتھ میں مضبوط پکڑ کر کپڑا کہ نگلش ہوشیار ہو میں آپہنچا یہ
کہہ کر اُسے کھوٹے کو ایسا دبا یا کہ اُسے اپنے دونوں اگلے پاؤں ہاتھی کی مستک پر
رکھ دیے ہندو بیلے نے برجہ مارا مگر نواب نے اُس ضرب کو بچا کر ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے
پر سے مڑ کر پڑا اُسکے کھوڑی کو بھی ہاتھی نے مار ڈالا دوسرے ہندو بیلے نے بھی پہلو
کی نقل کی مگر اسی طرح پریشانہ تیر قضا ہوا نواب نے منگل خان سینگری سے کہا کہ یہ
ہندو بیلے کیسے بہاؤ رہے مجھ سے خان چلیہ چند بہادر پٹھانوں کا سر گردہ ہو کر فوج اعلیٰ
میں ببارا وہ قتل حیرت سال گھس گیا مجھ پریشان کام آیا اور نواب کے بیٹے اکبر خان کے ایک
گولی کا زخم لگا مجھ پریشان کی وفات پر نواب نے اٹک حسرت پہائے اور عرصہ تک
بعد ٹرائی کے نارنجی رنگ کا لباس زیب تن کیا جو علامت رنج و ماتم کی ہے اور کہتا تھا
کہ مجھ پریشان جو کچھ مجھ سے کہنا تھا وہ صبح نکلا کہ میں تم سے پیشتر مر جاؤ گا غروب آفتاب
سے دو گھنٹہ قبل ہاتھی محمد خان اور راجہ حیرت سال کے مقابل ہوئے حیرت سال لوہی کی
عماری میں بیٹھا ہوا آخر حملہ کے لئے اپنی فوج کو ہمت دے رہا تھا نواب محمد خان نے فوجی
ساگب اُس عماری پر ایسے زور سے مارا کہ اُسکو توڑ کر ہاتھی پر ضرب پڑی حیرت سال کو بھی

کے ساتھ تمام گورادہ پر مار لوگوں کی جو گردنوں ملک میں رہتے تھے شامل تھیں ۔

ایک زمانے کی روایت سے اس لڑائی کا حال زیادہ عجیب طور پر ظاہر ہوتا ہے ایک روز قبل لڑائی کے محمد خان نے نوے ہزار روپیہ اپنے لشکر میں تقسیم کیا نقیب نے خبر دی کہ کل کا دن اخیر لڑائی کا مقرر ہوا ہے ہر ایک شخص سلاح آدمی رات سے طیارے سے دوسری طرف چتر سال سے طیارہ بان کی تھیں چتر سال کے پاس اسی وقت ایک لاکھ پیادے اور ستر سوار سوار تھے علاوہ ازیں چند دیگر راجگان بھی اسی کے شریک تھے صبح کی خانہ کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی ایک طرف محمد خان دوسری طرف سے چتر سال ہاتھیوں پر اسٹنگل کے ساتھ ایک دوسری طرف آگے بڑھا دونوں طرف سے کچھ سپاہی ٹھکر لڑنے لگے خلیفہ کہا کرتا تھا کہ ایک طرف کل تیر میرے ترکش کے خرچ ہو گئے اور اس قدر تیر چاروں طرف سے پڑے ہوئے تھے کہ میں زمین کو پکڑ کر جھک کر ایک مٹی میں اٹھارہ تیر اٹھائے قریب دو پہر نواب کا ہاتھی مغل خان مسنگری کے ہاتھی سے لڑ کر کچھ دیر تک اٹھکا تعاقب کرتا چلا گیا چتر سال کی فوج نے خیال کیا کہ محمد خان جاگتا ہے بندہ یوں نے ایک دل ہو کر جلا کر کہا کہ شگش بھاگے یہ شہر سنسکر محمد خان نے اپنا منہ پیچھے ہودی کی طرف پھیر کر آواز بلند کہا کہ بہا دو یہی وقت بہا دی کا ہے اور فیضان سے پوچھا کہ یہ کیسی لڑائی ہوتی ہے ایسی بات تو کبھی نہیں سنی تھی یہی تھی بہادت نے جواب دیا کہ چتر سال کے ہاتھی سے لڑنے کے لئے میں نے اپنا ہاتھی بھی بڑھا کر قرب ہاتھی محمد خان کا پھر مقابلہ دشمنان چھیرا گیا ۔

محمد خان سر سے پانوں تک لوہے میں خرق ہو کر دس میں کھڑا ہوا تھا جس کے کندھے پر

(مطابق ۹ جون ۱۹۴۷ء) محمد خان اپنی فوج کے آگے ہو کر بڑا پیشتر ان لوگوں کے پہنچنے
 کے جوت کہ یہہ کوس بھر کے فاصلہ پر تھے دشمنوں نے ہو با اور دیگر اطراف میں فراکیا
 جنہوں نے بھاگنے میں درنگ کی مقتول ہوئے قلعہات بازی گڈم مسکن خانجہان خواہر اور
 چترسال کا اور لاہوری جھوم دستہ ہائے فوج نے جو بھی گئی تھی لے لئے فوج اسلامیہ ہونا
 سے ایک کوس کے فاصلے پر خمیہ زن ہوئے مگر فوج عظیم سلہٹ کی پہاڑیوں میں روپوش
 ہو گئی افواج طرفین کے درمیان فاصلہ دو کوس کا تھا پھر وہ بہ کثرت بارش کے محمد خان
 کے فوج کو آگے بڑھنے میں دیر ہوئی کیونکہ وہاں کی زمین پر قدم رکھنا دشوار تھا +
 یہاں پر معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھ مہینہ کا وقفہ لگا اور فوج آگے نہ بڑھ سکی۔ اسے الٹانی
 ۱۱ نومبر ۱۹۴۷ء فوج اسلامیہ سلہٹ کے قریب پہنچی اسی دن ہر دو شاہ
 جگت رائے کی مدد پر آپہنچا دشمنوں نے جو دس وغیرہ پہاڑیوں پر بنائے تھے وہاں سے
 وہ ہندو تون کی بازہ سر کرنے لگے اور تیر مارے رہے دن بھر ہی ہوتا رہا اور عدد کی
 جانب ایک سو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی تھلے ہوئے
 غروب آفتاب پر فوج عظیم کے پاؤں اٹھ گئے جن میں سے جماعت کثیر توپوں کی بازہ
 سے ضائع ہو گئی ضعت جگم اور پہاڑی پر قبضہ ہو گیا تب مسلمانوں نے جنگل کے کاٹنے اور
 راستہ کی طیار کرنے میں جہد بلیغ کی +

اب اور دیر چار مہینے کی لگی محمد خان کی شکایت یہہ تھی کہ دشمن تمام ملک میں مانند
 مور و بلخ کے پھیلے ہوئے ہیں بغیر فوج کثیر کے یہاں کچھ نہیں ہو سکتا ہے صرف اسبقہ

بھی عیش آگیا چتر سال کے ہاتھی پر جو لگ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ہوا سے
 کہا کہ ہاتھی بڑا ذواب کل لڑائی ہوگی ہاتھی بھی کبھی میل تک بھاگا چلا گیا فوج چتر سال کی
 لوٹی اور آئی راؤ جو چتر سال کے بھائیوں میں تھا کام آیا مسلمان لوگ ادھر ادھر مفرور
 بندیلوں کو مارتے پھرتے تھے بہت رات گئے چتر سال کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا کہ کون
 جیسا اُسکے مصاحبین نے جواب دیا کہ فحیاب کوئی نہیں ہوا جسوقت ہم نے آپ کو بخودی
 کے عالم میں دیکھا تب ہم بفاصلہ آٹھ یا دس میل لوٹ آئے کل علی الصبح پھر لڑ گئے
 چتر سال یہ بات سنکر اپنے بھائیوں بھتیجیوں پر غایت درجہ ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں
 محمد خان کے سامنے سے کبھی پیچھے قدم نہ رکھوں گا تم مجھ کو گنیوں بیاں لے آئے یا تو میں
 اُسکے مقابلہ کے واسطے لوٹ جاؤں گا ورنہ اپنے تئیں ہلاک کروں گا اِن باتوں پر چتر سال
 کے کسی نے کچھ لحاظ نہ کیا +

بوجہ خوف واپسی بندیلوں کے محمد خان کی تمام سپاہ میدان جنگ میں تمام شب مسلح
 رہی ایک فرد بشر نے بھی روٹی پانے کے لئے چھٹی نہ لی اُس مقام پر ایک درخت بیر کا تھا
 جس میں تھوڑے سے کچے پھل لگے ہوئے تھے یہ پھل تھوڑے سے لوگوں نے کھائے
 اور ذواب کے فیلبان نے ہاتھی کو درخت کے پاس لا کر تھوڑے سے بیر توڑے اور
 ذواب کو بھی دئے +

تاریخ ۲۰ شوال ۱۱۸۵ھ مطابق ۶ جون ۱۷۸۱ء ستائیس دن بعد پہلی لڑائی کے فوج
 شاہی نے دھنوں کے مورچہ کی طرف کوچ کیا پھر قبل از طلوع آفتاب تبارج کریم و نقیہ

نے بہ ماتحتی اکبر خان ولد نواب کے سپاہ اعدا کو جلد باہر نکال دیا محمد خان بذات خاص اسکی ملک
پر وہاں آہو چا سیکر ڈون سر دشمنوں کے لشکر حاضر کئے گئے اور بہت گھوڑے و اونٹ بار بار دیکھ
کے مال و اسباب سے لدے ہوئے فوج اسلامیہ کی لوٹ میں آئے مسلمانوں نے کل
پہاڑ کے مقابل ڈیرے ڈالے بمقام سے جیت پور دست درہست پر اور کچھ حصہ سندھاری علیا
اسی طرف تھا پہاڑیاں پہاڑ کی چتر دشمن تھے دست چپ پر واقع تھیں جب محمد خان کی
فوج جنگل صاف کرتی جانی تھی تب لڑائیاں بند یوں سے ہوا کرتی تھیں +

اب فوج حدود پہاڑیوں پر اچھتر کے جو فاصلہ تین کوس جیت پور سے ہر اور سورج منو
میں جو اس قدر فاصلہ بمقام مذکور سے صحیح ہوئی مسلمانوں کا کیس پہاڑیوں پر جیت پور کے
اس طرف چلا گیا اور پھر خاص جیت پور کا محاصرہ چستی تمام کیا گیا بند یوں کو جانب مغرب
اچھتر تک پہنچا دینے میں عرصہ بیس مہینے کا لگا بیس مہینے ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۸۷ھ سے
۱۲ مئی ۱۰۸۷ھ (جوزی ۱۰۸۷ھ) جو تاج محل کے عبور کرنے کی و لغایت ماہ ستمبر ۱۰۸۷ھ (مطابق
۱۲ اکتوبر ۱۰۸۷ھ) ہوتے ہیں موسم بارش میں (جولائی سے اکتوبر تک ۱۰۸۷ھ میں) کارروائی
محاصرہ میں دنگ کے ساتھ چھوٹی بوجہ زیادتی نمی کے سرنگ بعد کھودے جانے کے فوراً
مٹی سے بھر جانی تھی قلعہ جیت پور کی ایک جانب بہت عیسائی جیل تھی جسکا پاٹ کوس بھر کا اور
نسبائی کمی کوس کی تھی یہ قلعہ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا اور دشمن اسپر توپ و ریکل لکیر
چڑھ گئے تھے چار مہینے یا کچھ زیادہ عرصہ کے بعد یہ مقام ہاتھ لگا منوقت یہ مقام لیا گیا اُس وقت
مذکور کے خلاف اس چرخائی کو عرصہ چوبیس مہینے سے زیادہ گزرا تھا دینے چلے گئے

فوج بر جسکو دولاکھ روپیہ ماہواری کفایت کرے باقی امد فوج بسر کردگی قائم خان محارمہ
 ترحوان میں مصروف ہو ۶ رمضان ۱۱۸۷ھ کو (مطابق ۵ - اپریل ۱۷۷۴ء) فوج محمد خان
 کی اپنے لشکر گاہ میں درمیان سبھٹ وکل پہاڑ کے پہنچی ۲۰ رمضان (یعنی ۱۹ اپریل ۱۷۷۴ء)
 کو حملہ کیا گیا کل پہاڑ سے ایک کوس کے فاصلے پر کثرت سے بلند پہاڑیاں ہیں جنہر
 بڑے پر خار جنگل ہیں اسی موقع پر بندیلوں نے سات سو بچے اور ان کے مقابل بہت
 مضبوط دو دھس بنائے تھے گرد اس پہاڑی کے فصیلین اور کھائیاں طیار کردی تھیں
 چوٹی پر پہاڑیوں کے بہترین حصہ فوج متعین تھا جنہوں نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی اپنے
 بارٹھ مارنا شروع کی پہلے دیوار میں گولوں سے توڑ کر حملہ کیا گیا بعد جب غنیم دوسرے
 دھس میں بھاگ گئے تو پھر لڑائی ہوئی غرض کہ فوج رفتہ بہاڑی اور کل مورچہ بندیلوں
 کے خس و خاشاک دشمنان سے صاف کر دئے گئے دوسرے دن قریب نصف شب کے
 ہر دسے زارین و جگت رات دھو میں سنگے نے شتون مارا اگر باوجود میں متفرق حملوں کے
 کچھ نتیجہ نہ پایا

۲۱ رمضان ۱۱۸۷ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۷۷۴ء محمد خان مقام مندھاری کو روانہ ہوا چنانچہ
 ایک قلعہ سنگین ایک پہاڑی پر جو وسیع جنگل سے محیط تھی بنا ہوا تھا باوصف گولہ بارانی
 ہل قلعہ کے محمد خان کی فوج نے چڑھ کر قلعہ پر قبضہ کر لیا پھر فوج دھان ڈیرے ڈال کر گئے
 رہنے کے لئے طیار ہوئی سرداران سپاہ اعلانے اپنی فوج پیادہ کو اس جنگل میں جکاوڑ
 وطل کو بٹھاتا لاکھ دھنوں کی پناہ سے تیر مارنا شروع کئے اور بار بار بندوق کی سرکی طار

تفصیل احکام مطورہ صدر کے بذریعہ امداد افواج بہہ وریا کی گئی *

یہ بات ملاحظہ ناظرین میں آچکی ہے کہ ترہوان پہلے قایم خان کی موجودگی میں جادی الاول
 ۱۲۸۵ھ مطابق دسمبر ۱۸۶۸ء سے لیا گیا تھا پھر قایم خان بنڈیل کھنڈ کی مشرق کی پہاڑیوں
 کو دشمنوں سے صاف کر کے سیدھا رت علیخان کو وہاں چھوڑ کر اپنے باپ سے مل گیا تھا اور
 سدوز میزار کو عارضی علیخان کی مدد پر کو دیدیا تھا اتنے میں خبر پہنچی کہ زمیزار برگڑ و ہندو سنگھ
 باغواے پسران چتر سال معہ پانچ ہزار سوار دوس ہزار پیادوں کے باغی ہو گئے قایم خان
 پانچ ہزار سوار و پانچ ہزار پیادوں سے واپس بھیجا گیا جسوقت قایم خان ترہوان سے بارہ کوس
 پر تھا تب اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ غنیم نے حال میں پہلا دس قلعہ کا پھر لے لیا *
 یکم رجب الاول ۱۲۸۵ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۸۶۸ء جلوس میں جب محمد خان اجمیر کے
 پہاڑیوں بندیلوں کا پیچھا کر رہا تھا اور محاصرہ جیت پور میں مصروف تھا اسوقت قایم خان
 نے دوسری مرتبہ ترہوان پر حملہ کیا اس مرتبہ بیرونی قلعہ صرف قبضہ میں آیا ایک مہینے سے
 کچھ زیادہ عرصہ کے بعد یعنی ۹ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ کو مطابق یکم نومبر ۱۸۶۸ء اس جلوس
 میں آخر حملہ کیا گیا ایک سڑک بھی ایک برج کے اندھ لگا کر باروت سے بھردی گئی تھی
 سڑک کے اڑنے ہی حملہ ہوا چھ سو آدمی حملہ آوروں میں سے اور اس سے بھی زیادہ
 محصورین میں سے راہی ملک قباہوئے باقی ماندہ ترہٹ کی طرف فرار کر گئے فوج
 اسلامیہ نے انکا تعاقب کیا مظفر و منصور ہو کر قلعہ ترہوان میں داخل کر لیا قایم خان برابر
 تعاقب ہوتا گیا اور میدان جنگ میں پانچ چھ مرتبہ ہر غمت فوج اعدا کو دیکر اسکو برگڑ میں

سنہ ۱۱۸۶ھ سے لغایت جمادی الاول ۱۱۸۷ھ مطابق جنوری ۱۷۷۴ء سے لغایت دسمبر ۱۷۷۴ء
 اس عرصہ میں محمد خان دہیار کے طریق بدسلوکی کا نہایت شاک تھا اسکا قول ہو کہ میں نے
 شب و روز لڑکرات آٹھ آدمیوں کا کام انجام دیا مگر کچھ غرت و توقیر میری لڑکوں اور
 رشتہ داروں کی نہ ہوئی اور نہ مقتولان جنگ کے لڑکے بالوں کی پینشن مقرر ہوئی بالخصوص
 انعام دینے کے جاگیریں میری ضبط کر لی گئیں محمد خان کو اب بتایا گیا کہ پرگنہ شاہ پور
 محکو ایک فصل کی واسطے عنایت کیا گیا تھا مگر درحقیقت بات یہ تھی کہ پرگنہ مذکور بالخصوص
 اداری دو لاکھ دام کے محمد خان کو دیا گیا تھا اجیت سنگہ دالئی ماہوار کے معاملات میں تو
 لاکھوں روپیہ دیئے گئے تھے مگر محمد خان تو ایک پرگنہ کی دالسی چاہتا تھا *
 چھ مہینے سے دشمنوں نے پرگنہ پوٹاری میں مفدہ برپا کر رکھا تھا درک سنگہ نامی
 چتر سال کے ایک رفیق نے دو ہزار سولہ و پانچ ہزار پیادوں سے قلعہ سینڈی میں جگہ
 پکڑی تھی یہ قلعہ کنارے پر ایک دریا کے تھا جسکا عبور نہایت درجہ دشوار تھا محمد شاہ
 حاکم راٹھہ کو حکم دیا گیا کہ درک سنگہ کی سرکوبی کر کے اُس کے قلعہ کو لے لیوے اس
 شخص میں سرگرمی اور جرات بہت کم پائی گئی کیونکہ انہی عرصہ تک ضلع اولیٰ میں بحیلہ
 تالیف قلوب سپاہ قیام کیا پھر حلال پور میں درنگ کی جب بہت تیرا حکام بدعین
 پہونچے کہ اولیٰ پور اچھند کے حوالہ کر دو تب بشارت محمد خان نے پرگنہ راٹھہ کو دشمنوں
 سے صاف کیا نیز سردار خان مہہ کو نور پم سنگہ کے اس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ راور اچھند
 کی فوج کو طعنت و تعانہ حیات واقعہ ملک راجہ پر تھی سنگہ کے محاصرہ سے ہٹا دے

کر دین عرصہ دراز تک کوئی معاملہ بند یوں کے ساتھ چلے نہ ہوا جب محمد خان نے درخواست
 کی کہ ہماری جاگیریں بکھو واپس کر دو جو تم نے لے لی ہیں تب انہوں نے جواب دیا کہ
 ہمارے پاس سوائے ہماری فوج کے اور کچھ نہیں بڑا خرکار وہ لوگ حکومت سلطانی کے
 مطیع ہوئے۔ اور زمین جو بندوں میں پاک سمجھی جاتی ہیں کھائیں کہ اب کبھی دائرہ احاطہ
 سے قدم باہر نہ کھینکے بلکہ اس بات پر راضی ہوئے کہ ہم سے کل مقامات منضبطہ واپس
 لے لئے جا دیں اور ہمارے ملک میں سلطانی تھانے و چوکیاں بھجادی جا دیں +
 دہلی سے کچھ جواب نہ مرحمت ہوا اور عرصہ تین مہینے کا گزر گیا اس وقفہ کو بند یوں
 نے فوراً عظیم جانکر قاصدوں کو پیغام دیکر برہان الملک کے پاس روانہ کیا برہان الملک نے
 ان کی خاطر تواضع کی دربار سے خاکی خطوط بنام چتر سال آئے جس میں اغوا تھا
 کہ کارروائی مخالفانہ پھر شروع کر دو بندیلے اب تک یہہ سمجھتے تھے کہ محمد خان کے طرفدار
 دربار میں بہت ہیں مگر ان خطوط سے ایکبارگی حرات پا کر انہوں نے مقابلہ پر کمر بستہ چست
 باندھی جب اس طرح پر تین مہینے گزرے تو ہمارے مولیٰ کا آپہنچا چتر سال کو اسکے بیٹے مالکی
 میں محمد خان کے پاس لائے اور بیان کیا کہ بوجھ پیرانہ سالی و کمزوری و قید کے ہمارا باپ
 سخت علیل ہے اگر یہ شکر میں مر گیا تو لوگ یہی کہیں گے کہ کسی نے اسکو مار ڈالا غرض کہ ان
 حیلوں سے انہوں نے اجازت لیکر بوڑھے راجہ کو سورج مو بفاصلہ تین گوس شکر اسلامپور
 سے پہنچا دیا مسلمان اس وقت پہاڑیوں پر کچھ فاصلہ پر چیت پور کے جنوب میں پڑے ہوئے
 تھے جگت دای اور اسکے بھائیوں کو اجازت ملی کہ مولیٰ کا تو ہمارے چاچا میں دفوری۔ مارچ ۱۸۵۷ء

ایسا دبا یا کہ دسے لوگ بطبع فرمان بخوشی ہو گئے ان کار و ایمنوں میں ضروری جیسے عرصہ
 لگا ہو گا کیونکہ قایم خان کو حکم تھا کہ اپنے باپ سے فوراً مل جاوے اور قایم خان اجمعی تک مل سکا
 تھا یہاں تک کہ مریشون نے ۱۲ مارچ ۱۸۵۷ء کو خروج کیا تاکہ محمد خان سلسلہ فتح و نصرت میں
 خلل افراز ہو کہ شکست پر شکست دیوں +

جب جیت پور محاصرہ میں تھا محمد خان نے پہاڑیوں کی طرف بڑھ کر متواتر آٹیاں افواج چلا
 دہر دسے نراین و جگت رامی سے ٹرین آخر کار ہر دی شاہ و جگت داسے و موہن سنگہ پھین سنگ
 اور آوہ بیٹے و پوتے معہ قبائل کے حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد چتر سال نے بدلت
 خود دس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ سے بڑھ کر اپنی رانی اور پوتوں کو حاضر کیا تین یا چار
 ہفتے تک (یعنی دسمبر ۱۸۵۷ء) سے لغایت جنوری و فروری ۱۸۵۸ء) بندیلوں نے نور
 محمد خان کی رپورٹ کی جواب کا انتظار کیا یہ پتہ چلا کہ محمد خان نے بادشاہ کو بھیجی تھی
 جسمیں تحریر تھا کہ اگر اجارت ہو تو میں اسیران جنگ کو لیکر دربار میں حاضر ہوں +

باوجود جواب نہ آنے کے پیغام صلح جا نہیں سے جاری رہے علی الخصوص دیوان ہر روز
 شاہ محمد خان سے بہت انسیت رکھتا تھا اکثر اوقات محمد خان دہر دسے شاہ میر کرنے
 اور شکار کھیلنے جایا کرتے تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے کہ کہیں چل کر ملک گیری کریں صرف
 سواری کی غایت درجہ ضرورت تھی اسلئے محمد خان نے قایم خان سے درخواست کی تھی
 کہ یا قوت خان کو روپیہ اخراجات کے لئے اور سواری واسطے پندرہ ہزار سواروں کے دیگر
 روانہ کرو قایم خان اور اُس کی فوج کے آدمیوں نے سوار یاں دستیاب کر کے روانہ

سیدہ اور ایک نذر امن باروت اور دو بڑی توپیں اور پچاس رکھلے بھیجنے کے لئے درخواست کی تھی
 فوج مرہٹا پر حکم باجی راؤ دیوان راجہ ساہو و پھلیا جادون و دیگر سرداران کے بھی
 جو کلہم بارہ سردار تھے وقت روانگی سرداران مذکور کے فوج کی کچھ تعداد نہیں معلوم ہو سکتی
 تھی مگر رستہ میں جماعت کثیر تیریداران شریو معندہ انگیز کی بارادہ غارتگری و بربادی
 علاقہ سلطانی کے اُنسے ملگنی تھی ان لوگوں کے ملجانے پر فوج مرہٹوں میں ستر ہزار آدمی
 ماضو اسقہ تعداد بند یوں کے ہو گئے بروز چہار شنبہ تباخ ۲۲ شعبان ۱۱۸۷ھ ہجری
 مطابق ۱۲ مارچ ۱۸۷۲ء سنہ گیارہ جلوسی میں مرہٹوں نے ایک دستہ فوج اچھتر کی
 پہاڑیوں پر بھیجا جسے محمد خان کے خیموں سے بفاصلہ ایک کوس پنچکر اُس موقع کی گرداوری
 کی یہ لوگ لشکریوں کے چو پاؤں پر گر پڑے مگر مسلمانوں نے اُنکو ہٹا دیا اور تین آدمیوں
 کے سر کاٹ کر اور کچھ گھوڑے لے آئے دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مرہٹوں نے
 دہنے بائیں جانب سے فوج اسلامیہ کے پیچھے کے حصہ کی طرف بڑھ کر اوٹوں اور دیگر
 جانور ان بار برداری کو جو گھاس کی واسطے گئے تھے روک رکھا تب مسلمانوں کی طرف سے واسطے
 رہائی جانور ان کے کچھ فوج بھیجی گئی اور دو پختہ میدان کارزار گرم رہا ۲۴ شعبان کو
 مطابق ۱۴ مارچ ۱۸۷۲ء پھر وہی جنگی کارروائی دشمنوں کی طرف سے عمل میں آئی مگر پھر
 ہزیمت ہوئی اور سب سر دشمنوں کے لشکر حاضر کئے گئے ۲۵ شعبان مطابق ۱۵ مارچ ۱۸۷۲ء
 محمد خان نے حملہ کیا اور تمام دن دشمن پہاڑیوں میں چھپے رہے فریب غروب آفتاب مرہٹے
 یکایک نکل کر آئے اور ہرے مگر پس پا کر دیئے گئے اور پانچ آدمی و چار گھوڑے اُنکے مارے گئے

چونکہ محمد خان کے رفیقوں کو ہر طرح سے امید تھی کہ یہہ چرخانی جلد ختم ہو جائیگی اسوجہ سے
 اپنے اپنے گھر واپس گئے تھے بہت سیاسی رہنما پر گئے ہوئے تھے یا الہ آباد کو لوٹ آئے
 تھے اور کچھہ جا بجا تھانوں میں جو محمد خان نے بیٹھائے تھے متعین تھے کلام قریب چار ہزار
 سواروں کے محمد خان کے پاس موجود تھے اتنے میں انواہ ہوئی کہ مرہٹے جنہوں نے
 گردھر ہار نظام مالوہ کو شکست دیکر قتل کیا تھا بندیلوں نے غلبہ کئے ہیں مگر محمد خان
 نے بندیلوں کے عہد و پیمان کو معتبر سمجھ کر ان اخبار کو بالکل جھوٹ خیال کیا اسی وجہہ
 سے اُس نے نہ ضروری اشیاء نہ رسد کا کچھہ اتمام کیا تھا جب مرہٹے محمد خان کے لشکر گاہ
 سے گیارہ کوس کے فاصلے کے اندر پہنچے تب محمد خان کو یقین کئی اُنکی آمد کا ہوا محمد خان نے
 محنت شاقہ کر کے نو بادس ہزار سوار اور اُسقدر پیادے جمع کر کے اپنے لشکر گاہ کے گرد
 ایک کھائی بنانے کی طیارگی کی دیوان ہر دے شاہ فرزند اکبر و ولعید چتر سال فدا داری
 پر کمر بستہ تھے بائد حکمران حملہ میں بذات خاص شریک ہوا لیکن باقی بہت عرصہ میں متفق
 ہو گئے محمد خان کا رفیق صرف راجہ جی سنگھ والی مودھا تھا لیکن وہ بھی دلکشستہ
 کیونکہ اُس نے ایک ہزار آدمی میں سے جو اُس کے زیر حکم تھے بہت سے موقوف کر دئے تھے
 اور اپنے پاس سو سوار اور سو پیادوں سے زیادہ نہ رکھے تھے کنور لچھمن سنگھ برادر راجہ
 کچھہ روز تک پانچ سو آدمیوں سے شامل رہا مگر جلد وہ بھی کسی جلیہ سے دست بردار ہو گیا
 محمد خان کو بوجہ عدم موجودگی روپیہ کے سخت تکلیف تھی کیونکہ مالگنداری چکلہ کوڑا کی وصول
 نہ ہوتی تھی نیز باروت و دیگر اشیاء کی بھی ضرورت تھی محمد خان نے بادشاہ سے ایک ہزار

سمجھ کر حیات کو راہی ہوئے نواب کے پاس اکبر آزاد آدمی سے زیادہ فرہی بندیلوں نے فوج
 کے لوٹ جانے کا حالی سن کر اچھتریکی پہاڑیوں سے خروج کیا محمد خان اُنکے مقابلہ کے واسطے
 سوار ہو کر آگے بڑھا اور ایک فرد شتر کو بھی پیچھے لشکر گاہ میں بھیج دیا شام سے غروب آفتاب
 کے دو گھنٹہ کے بعد تک برجھی و تلواریں و نیز و بندوق کی لڑائی ہوتی ہی آخر کار غنیم اچھتری
 کی پہاڑیوں کی طرف سے پیادہ دیئے گئے محمد خان تین گھنٹہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور اُس کے
 سردار مفروز دین کے جمع کرنے کے لئے روانہ ہوئے بیشتر پہونچے سرداران مذکور کے مقام
 حیات پور میں آدمی محمد خان کی کُل اطراف و جانب میں منتشر ہو گئے تھے اُس کے ساتھیوں
 نے صلاح دی کہ لوٹ چلنا بہتر ہے اب تک محمد خان ثابت قدم رہا اور اُسے ارادہ مصمم کیا
 تھا کہ اپنے سپاہیانہ نام کو قائم رکھے مگر سب کچھ عزتیں اُس کو حاصل ہو چکی تھیں اب اُس نے
 چاہا کہ فوج مفروز کے جمع کرنے کے واسطے کوچ کرے محمد خان چاہتا تھا کہ موت سے اپنے نجات
 پاؤں مگر چونکہ سپاہیہ حیات مستحار ہونے لبریز نہ ہوا تھا محمد خان آدمی رات تک ایسا لڑا کہ
 کوئی کا فر اُس کے چپ و رہت نظر نہیں آتا تھا حیات پور پہنچ کر محمد خان نے مورچوں کا
 استحکام کیا مگر سلمان رسد کچھ بھی موجود نہ تھا نہ سنگدانے کا وقت تھا مگر ہٹے قائم خان کو
 دیکر جلد لوٹے اور قصبہ حیات پور اوس کے قلعہ کو بھی جس میں محمد خان نے موہ اپنی فوج کے
 سپاہ گیر ہو کر بھاگ بند کرنے غے محاصرہ میں کر لیا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی
 اکبر خان ولد نواب نے جو طاقت میں شہر و آفاق تھا بڑے بھاری پیچھے قلعہ پر سے نیچے
 دھماکا کر بہت سے مرنے لگے اے جب محاصرہ گیر دن نے جانے نہ کر کے حملہ سے لینا دشوار

پھرات گئے جسوقت خوب تاریکی چھائی ہوئی تھی بازوی دست پر لڑائی ہونے لگی اور ایسی
برستی تھی جیسے پتے درختوں سے گرتے ہیں چار سپاہی فوج اعدا کے کام آئے اور کچھ
گھوڑے اور اونٹ گرفتار کر لئے گئے اسوقت یہ خبر دی گئی کہ باجی راؤ نے اپنے بھائی
کو جو ان دنوں گوناوہ بوندی کی جوانب کو لوٹ مار کر رہا تھا طلب کیا ہے۔

مرہٹوں نے بتدریج مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پچھے فوج کے ناکہ قایم کر کے
وہاں سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ اُنکے نگران ہے ہر طرف سے اُنکے رستہ بند کر دیئے
ترخ غلہ گران ہو گیا منڈ و اجودانی قسم کا اناج ہر بس روپیہ کا سیر بھرتا تھا اور دوسرے
قسم کا اناج بالکل دستیاب نہیں ہو سکتا تھا فوج اسلامیہ میں سب امیر و غریب (ہ اناج سے
لجائیت ۵ امنی ۱۰) تکالیف سخت گوارا کر کے گھوڑے و اونٹ و گائے کے گوشت پر
بس کرتے رہے کسیوقت دن و رات میں اُنکو آرام نہیں ملتا تھا دن بھر میں اُنکو پانچ یا چھ
مرتبہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جس طرح پرستارے طلوع آفتاب کے پیشتر نہان ہو جاتے ہیں
اسی طرح ہر روز دشمن کھائیوں اور جوف میں پہاڑیوں کے بھاگ جاتے تھے محمد خان کے
پاس اسقدر فوج تھی کہ کسیقدر سپاہ کو خون کی محافظت کے لئے چھوڑ کر باقی آدمیوں نے
دشمنوں کی جائے پناہ پر حملہ آور ہوئے یا یہ کہ دشمنوں کے بھاگنے پر اُنکا تعاقب کرے۔

جب مرہٹوں نے سنا کہ قایم خان میا نواب کا مقام سو پامیں چھ کوس حدت پورہ کے دوسرے طرف
معدہ سامان رسد و سپاہ امدادی کے آپہنچا تو اُس کے مقابلہ کے واسطے اودھر چلے محمد خان
کی فوج چونکہ بوجہ گرائی غلہ و عدم وصول تنخواہ کے عاجز آگئی تھی اس موقع کو غنیمت

سرکاری قصبہ واپس کر دو اور جاگیریں میں دست اندازی کرنے سے باز رہو ایک اور بھی
 وعدہ تھا جسکا ایقانہ ہوا تھا وہ یہ تھا کہ جب تک رائی کے گائے سننے آٹھ لاکھ روپیہ مالگزار
 سینڈاکی ادا کرینگے محمد خان ہردے ساہ کو یاد دلاتا ہے کہ وہ جاگیریں پیاس یا ساٹھ لاکھ
 روپیہ سالانہ آمدنی کی ہیں میں کبھی اپنے دعوے نہ بھولو گا وہ عہد صرف مصلحت وقت
 دیکھ کر کیا گیا تھا اب میں بددعا اپنے حق کا دعویٰ کر دنگا جو اگر اپنے تین تجھ دست بناتے
 ہو وہ جاگیریں اور دن کی دست برد میں جانے دو گئے تو اس بات کے جواب دہ ہو گے
 اسی خط میں محمد خان لکھتا ہے کہ میں خوش ہوں کہ تم نے برگنہ جات اولیٰ دکھاؤ ورنہ میری
 کو بیخ و غیرہ چھین سکتے تھے میں اور مجھے امید ہے کہ تم کالپی و جلال پور و سینڈا و
 موندھا کو بھی لے لو گے یہ سب کل احکام بطور دہلی کے سمجھے گئے جسکی تعمیل کبھی ممکن نہ تھی
 محمد خان کو اب حکم ہوا کہ صرف پانچ سو آدمی لیکر قائم خان کو باقی ماندہ فوج کا افسر کر کے
 دربار میں حاضر ہو محمد خان نے جواب لکھا کہ میں گھر کو جاتے ہوئے جلال پور تک پہنچا
 ہوں مگر میری فوج نے آمادہ فساد ہو کر مجھے روک رکھا ہے کیونکہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ
 انکو واجب الادا ہے جب لڑائی ہوتی تھی تب فوج کو سولے جنگ و جمل و مقابلہ کے کچھ
 دوسری فکر نہ تھی مگر جب سے کہ تلو و مالہ میں آنا ہوا ہے اور قائم خان شریک ہوا ہے
 دس فوج نے خواہ و خوراک کے نقصان میں بہت زیادتی کی ہے یہ لوگ صبح و شام
 اور ذراست قضا کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نجد کو کھانا و سونا حرام ہو گیا ہے حقیقت میں محمد خان
 کی عقل پریشان تھی اور اس زندگی سے اسکو موت بہتر معلوم ہوتی تھی محمد خان بادشاہ

سمجھا تو آمادہ ہوئے کہ محصوران قلعہ کو بھوکوں مار ڈالیں محاصرہ جب پور کسی پہنچے ملک ہما
 یہاں تک کہ غلہ کھانیکے واسطے بالکل فرات سیاہیوں نے گھوڑے و بیل فوج کرنا شروع کئے آٹا
 سور و پیہ سیر می نہیں دستیاب ہوتا تھا بعض مرہٹے شب کو آٹا لاتے تھے جہین بھف آرد
 استخوان ملا ہوتا تھا قلعہ کے اندر کے لوگ رسی کے ذریعہ سے روپیہ نیچے اتار دیتے تھے اور
 آٹا سور و پیہ سیر کے نرخ سے لیکر اسے ہتی سے اوپر کھینچ لیتے تھے بہت سپاہی فاقہ کشی
 کر کے مر گئے اور بہت سے نواب کو چھوڑ کر قلعہ سے بھاگ نکلے باجی راؤ نے گار کو حکم
 دے رکھا تھا کہ جو کوئی آدمی محمد خان کا ہتھیار حوالے کر دے اُسی پر قانع رہو محمد خان
 یہہ معلوم تھا کہ میرا بیٹا سیری مدد پر آتا ہے جب محمد خان جب پور سے کئی کوچ نکل آیا تب قایم خان
 اسکو ملا اور اُس نے یہہ صلاح دی کہ لوٹ کر پھر لڑنا چاہئے مگر محمد خان نے عہد شکنی کرنے سے
 انکار کیا مصنف سیر المتاخرین میں باوصف اسکے کہ بڑا نا آشنا مزاج اور قایم خان کے
 خلاف ہی ایسے وقت نازک پر قایم خان کی اس عہدہ کا دروائی کی تعریف مجبورانہ کرنا ہے
 محاصرہ جب پور تین مہینے اور دس روز تک مداد یعنی نصف مئی سے آخر اگست ۱۷۲۹ء تک
 مطابق ماہ شوال ۱۱۴۸ھ سے لغایت سفر ۱۱۴۹ھ محاصرہ اٹھنے پر محمد خان کا تعلق اُس حصہ
 ملک سے نہ رہا اپنے حین جیات بادشاہ اور اس کے نارضا مند وزیر کو اپنے نقصانات و
 دعوی جتانارہ احد و تبدیل کھنڈ میں جو جاگیرین برائے نام اب بھی اُس کی حق میں تھیں
 نہ اسکا کچھ خستیار نہ اُنکی مالگذاری اسکو وصول ہوئی ایک مرتبہ صرف جب محمد خان
 مالوہ میں تھا اُس نے اپنے جعلی دوست ہر دے شاہ کو لکھا کہ موافق عہد نامہ مقام کرلیہ کے

بعض آدمیوں نے بھوک کی وجہ سے ہتیار دیکر چلا جانا پسند کیا صرف قریب ایک ہزار
یا بارہ سو آدمیوں کے نواب کے ساتھ رہ گئے ۔

جس وقت مرہٹے محمد خان کو گھیرے پڑے تھے اُس وقت قائم خان بہت دور پر
ترہوان کے قریب تھا حسبِ احکام اپنے باپ کے قائم خان اُس کی مدد کو بڑھا جب قائم
سویار چند میل کے فاصلہ پر رحبت پور سے پہنچا تو وہاں مرہٹوں سے مقابلہ ہوا چونکہ
قائم خان کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے اس وجہ سے شکست کھائی بہت آدمی
کام آنے اور رسد وغیرہ بھی جو ہمراہ تھی سب برباد ہو گئی اب قلعہ والوں کی امید
جلد نجات پانے کی بالکل منقطع ہو گئی صرف محمد خان کا بادشاہ و دیگر اُمرا اور چاکران
سے ایسے وقت نازک میں اپنی رہائی کی واسطے مدد چاہنا باقی رہ گیا مگر یہ کوشش بھی
سود نہ ہوئی باوصف اسکے کہ اطراف و جوانب میں مدد رسانی کے لئے ہستہ
کی مگر ایک فرد بشر بھی دستگیری پر آمادہ نہ ہوا جب ایسی مصیبت میں کوئی فکر کا نہ آئی
تو محمد خان نے اپنے بیٹے قائم خان کو لکھا کہ سعادت خان یرمان الملک بہادر جنگ
اور عبدالمصور خان کے پاس جا کر مدد طلب کرو محمد خان نے حکم دیا تھا کہ اُس فوج
امدادی کو خود اپنی کان میں لیکر مجھے مرہٹوں کے جال سے خلاصی دو قائم خان
فیض آباد کو پاس سعادت خان و عبدالمصور خان کے گیا سعادت خان کی بلرکی کے
ساتھ عبدالمصور خان نے شاہی کرلی تھی اور نہروہ سعادت خان کا بھانجا تھا ۔
اس لئے مذکور نے کچھ فوج قائم خان کو دینا نہ چاہی بلکہ اسے بھی شش و پنج میں

سے ہندو عالمی غمی کہ جو دو لاکھ ماہواری کا وعدہ قبل عبور جہان کے کیا گیا تھا اُس میں سے کچھ فوج کی رضا مندی کے واسطے مرحمت ہو +

یہ کہ ایک فرمان الہ آباد پر اُنکو عطا ہو دے تاکہ اُنکی تنخواہ اُن محال سے جو دشمنان سے تبدیل کئے گئے ہیں واپس لے گئے ہیں دیجاوے ایک سنبھام قائم خان واسطے سرکار رگھوڑے کے دستور ۱۲۷۷ء سے جبکہ سید عبداللہ خان پر چڑھائی ہوئی غمی اور جس زمانہ میں دلیر خان کی زوجہ است پر حکم عطا ہی سرکار مذکور لکھا گیا تھا دیجاوے اور نیز ایک سنبھام اکبر خان واسطے فوجداری پر گنہ ارج کے مرحمت ہو دے +

اب محمد خان نے بادشاہ کو خبر بھیجی کہ میری کل فوج نے بٹوا کو عبور کیا اور سرعت کا پلہ پہنچ کر جہان کو عبور کر لگی جہاں پر سب چھوٹی بڑی سولہ کشتیاں موجود تھیں اس عرصہ میں محمد خان پھر مسلسل شکایت جاری کرتا ہی رہا کہ وہ لکھنؤ کی درباریوں نے مجھ کو بیوفا اور باغی مشہور کیا ہے اور باوجود احسن خدمات کے وہ ۲ لاکھ روپیہ ماہواری عینی بندھے گئے ہیں +

قائم خان نے حال میں بہت فوج اکٹھا کی غمی بادشاہ نے یہ سمجھا کہ روپیہ کہانے آدھا کیا بادشاہ یہ سمجھتا تھا کہ قائم خان کو علم کمیا گری پر یازمین سے دفتہ نکال سکتا ہے اگر اور کسی شخص نے ایسے وقت مصیبت میں اس قدر سپاہ کشیر جمع کی ہوتی تو بڑا انعام پایا ہوتا اس وقت نواب کے سپاہیوں کو معلوم ہوا کہ جو تنخواہ سکھو فرخ سیر کے زمانہ میں ملا کرتی تھی وہ اب بند ہو گئی یہ بہ بات بڑی بی انصافی کی ہوئی اُسکو بلا تہہ چلا جائے دو

کے حالات مان نے ایک سرور کو واسطے لائے قائم خان کے بھیجا مگر نواب کے اس
 حکم کا کچھ لحاظ نہ کر کے قائم خان نے شاہجہانپور کی طرف راہ لی وہاں آدم لوگ بھی اس کے
 شریک ہو گئے پھر وہاں سے مقام سنگ گدہ میں وعلیم خان روہیلہ کا مسکن تھا پہونچکر اور ایک
 عامل کی موہونچے رہت ہی نگر دٹ اس کے نوکر ہو گئے اب فوج قریب ہزار کے جمع ہو گئی چونکہ
 ہر شخص کی تنخواہ سو روپیہ ماہوار سی مقرر تھی اس وجہ سے صرف کثیر تھا قائم خان نے پہلے
 کل مال اسباب نواب کا اور بہت روپیہ ان سے قرض لیکر ان لوگوں کو دیادیا تھا اب ان لوگوں
 نے اپنا نام لکھا یا تھا اب آگے بڑھکر جن کو عبور کر کے تبدیل کھنڈ میں گذر ہوا جب
 بندوبست کے ساتھ قائم خان فوج عظیم لیکر آیا تو محمد خان سے جلد عہد و بیان کر لیا
 انہوں نے محمد خان سے تحریری اقرار کر لیا کہ اب کبھی ہم پر چڑھائی نہ کرو بلکہ جو حصہ
 خراج قدیم سے مقرر ہے محمد خان بادشاہ کو لکھتا ہی کہ اگر آپ عنایات قدیم کو دوبالا
 کریں تو میں خدمت میں سب خوشیم حاضر ہوں ورنہ میں لباس فقیری پہنکر دنیوی امور سے
 کو چھوڑ دوں گا برضامی خباب زیارت مکہ کے واسطے چلا جاؤں گا محمد خان غایت درجہ
 متروک تھا کچھ اپنے لکھا فوج کی خاطر جمع کے واسطے تھا جس کو سب خطوط دکھائی گئے
 تھے اگرچہ ان لوگوں کی تنخواہ اس قدر باقی تھی مگر وجہ لحاظ معنوی کے انہوں نے
 محمد خان کو دربارہ جانے سے ترو کا جب محمد خان نے سنا کہ وہ بارہن یہہ جہر شہر
 پہونچ کر محمد خان حاضر نہیں ہوا چاہتا ہی تو بہت متاثر ہوا اور دعا مانگی کہ خدا کا تہر و غضب
 اس شخص پر نازل ہو جس نے یہہ بے بنیاد بات اڑائی پھر ایک حکم تازہ مشرقی

وال نکھا ایک دن سعادت خان کی قوج کے ایک رسالدار قوم آفریدی نے جو بارہ سو چار
 افسر تھا قائم خان سے کہا کہ تمہیں نہ یہاں سے فوج ملیگی نہ تم خود یہاں سے جانے پاؤ گے
 اب تم کوئی اور تدبیر کرو قائم خان کی مان بی بی بی صاحبہ نے جب دعا بازی کا حال سنا
 تو نیکنام خان چلیہ کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص نے وہاں پہنچے ہی رسالدار کو
 کے پاس جا کر اسکو مواسسے پٹھانوں کے جو نو و فرخ آباد و شاہجہانپور و نانولہ کے
 رہنما تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کر ادینی کی نسبت تمہارے حق میں
 یہ بہترین ہو گا کہ اُس کی خلاصی کر او نیکنام خان نے اُن لوگوں سے کہہ رکھا تھا کہ حقیت
 تمہارے میرے لشکر میں بھین بسوقت ب لوگ جمع ہو جاؤ اسیدن قائم خان و نیکنام خان
 عبدالمصنوع خان کی ملاقات کو گئے اور روانگی کے لئے رخصت چاہی عبدالمصنوع خان نے
 جواب دیا کہ میں نے فوج طلب کی ہر وہ چند روز میں پہنچنے والی ہو اُسکا انتظار لاؤ ہم ہی
 نیکنام خان نے محمد خان کو زبردستی سے اٹھایا اور سعادت خان کی طرف اشارہ کر کے
 قائم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو اُنکے دیوبند سے رہائی نہیں دلا سکتے ہو یہ کہہ کر
 حالت غضبانی میں قائم خان کو باہر دیوان عام کے ساتھ پکڑ کر نکال لایا امرے مذکور
 کے ساتھ ساتھ چٹان زرد بکتر پہنے ہوئے موجود تھے جنکو یہ حکم تھا کہ اگر کوئی چلے
 طرف انگلی چھونے کے واسطے اٹھلے تو اُسکو مار ڈالو جب قائم خان و نیکنام خان
 لشکر میں پہنچے تو قمارے کوچ کے بجائے اُن کی آواز سننے ہی بارہ سو چٹان جو
 عبدالمصنوع خان کے نوکر تھے اُسکو چھوڑ کر قائم خان کے پیچھے ہٹے و اجتماع اس

دستابق ۱۹ ستمبر ۱۷۷۷ء) سلاہ جیوسی میں ملی صوبہ الہ آباد کی علیحدگی نسبت بخش
کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مقام مالوہ میں ہوئی ظہور میں آئی جہاں کہ
محمد خان اسوقت موجود تھا *

ایک نفل جس سے حال اسوقت کی کارروائی کا ظاہر ہوتا ہے شریف عثمانی میں درج ہے
کہ جب محمد خان بدیل کھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو
قائم خان کی فوج میں بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے
ایک قاضی مسیحی محمد احسان کو لایا جسکی جاگیریں برہان الملک نے ضبط کر لی تھیں
نواب نے اس سے وعدہ کیا کہ میں بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا وہ قاضی
محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا۔ اسوقت میں سلطنت کا سارہ اوج پر تھا اور
یہ کہ کہات درست تھی کہ ہندوستان کا بادشاہ شل خدا کے زمین پر رہتا ہے *

دہلی پہونچنے پر محمد خان نے پہلے صورت سے صوبہ الہ آباد مانگا مگر بادشاہ نے یہ
حکم کیا کہ اب اسکا دینا مصلحت نہیں ہے بجز استماع اس جواب کے محمد خان نے
ہاتھ بڑھا کر خاص بادشاہ کے پانڈان سے پان لئے اور جہان کھڑا تھا وہیں ٹھہر گیا
صمصام الدولہ خان دوراخان اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ نواب غرضم خاں
اس کے کیا معنی محمد خان نے جواب دیا کہ جب تک میں نوکر تھا کھڑا رہا اب میں خدمت
سلطانی سے مستعفی ہوا ہوں پھر کیوں کھڑا ہوں بادشاہ نے محمد خان کو ٹھنڈا
کرنا چاہا مگر کچھ سو مند ہوا اسی دن بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کی فوج کی تحواہ

دہلی کے وصول ہونے پر محمد خان حالاتِ صحرہ صدر کو پھر دوہرا تاہر +

تاریخ الاربیع الاول ۱۰۲۹ھ کو (مطابق ۲۳ ستمبر ۱۶۲۰ء) واپس آنے پر

کا عبور ہوا اور یاہیت علیانی پر تھا اور فوج کشتیوں پر اترنے کو بھی محمد خان کے اعلیٰ
افسروں کے پاس گھوڑے نہ تھے کیلئے کہ وہ بڑی چڑھائی سے توڑے تھے اور جو

گھوڑے خریدے تھے وہ ابھی تک نہ پہنچے تھے اسوجہ سے یہ لوگ سواری
سے محروم تھے دربار پہنچنے پر محمد خان کو اسید علی کہ روشن الدولہ میر اکفیل ہو گا اور

مجھے اسناد واسطے زمینداری و فوجداری سرکار گھورہ کے بنام قایم خان دلاوا دیا
پیر علیخان جوہر بار میں محمد خان کا گماشتہ تھا اوس کے پاس وہ حکم تھا جس سے کہ

بادشاہ نے زمینداری و فوجداری سرکار گھورہ کے دلیر خان کو دیہی علی نہ کچھ جواب
درخواست عطاے فوجداری اُرج پر مرحمت ہوا تھا القصد محمد خان دربار پہنچا پہنچنے

کے بعد گیارہ مہینے تک (اکتوبر ۱۶۲۰ء سے دسمبر ۱۶۲۰ء) محمد خان اُن بد کوئی
جواز کے ساتھ کی گئی تھیں بیان کرتا رہا مصنف سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ بذیل کمنڈ

مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا تھا یہ بات
بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر کتاب تبصیرۃ الناصرین معتبر سمجھی جاوے تو اُس سے پایا

جاتا ہے کہ صوبہ الہ آباد میں محمد خان مبارز الملک کو ۱۰۲۷ھ تک (مطابق جولائی ۱۶۲۸ء
سے نہایت جون ۱۶۲۹ء) عطا نہ ہوا تھا قبل اسکے محمد خان پر پھر نظر الطاف و کرم بندہ

ہو گئی تھی اور اسے ایک سند واسطے نظامت مالوہ کے ۱۰ ربیع الاول ۱۰۲۸ھ کو

جو بخار علاقہ تھا اسکو نہ ملا صرف صوبہ مالوہ پر جسے مرہٹوں نے تخت و تاج کیا تھا اور
 جیسے اب بھی ہر وقت ان کی حملہ آور سی کا وعدہ تھا قناعت کی سند تقرری مالوہ کی
 رقم زدہ، اربع الاول سنہ جلوسی ہجری مطابق ۱۱۷۷ھ - ۱۹ ستمبر ۱۷۶۳ء الفاظ سند
 کے یہ ہیں بشرط بدستور معمول حسب الضمن *

روشن الدولہ کے وزیر سے یہ صوبہ حاصل ہوا تھا اور ایک لاکھ روپیہ جو خزانہ سے
 ملا تھا روشن الدولہ نے اپنے تصرف میں کیا دو ہزار روپیہ اس میں سے بطور رشوت
 نیکانہ کے نوکر دن کو دیا گیا تاکہ ان سے چار ہائی آسانی ملجاوین باقی روپیہ
 روشن الدولہ نے اپنے تصرف میں کر لیا ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کو کہہ جو
 سے کیا گیا تاکہ دعوی جاگیرت کا جلد تر تصفیہ ہو جاوے خزانہ شاہی سے پہلے تو
 ساٹھ لاکھ جعدہ پچاس لاکھ روپیہ مقرر ہوا تھا مگر تدریج تعداد انعام کی بہت اختیار لگنی
 حالانکہ راجہ سینگہ سوائی کو دو مہینے کی مہم کی بابت بیس لاکھ روپیہ عنایت ہوا
 جس وقت محمد خان دہلی سے روانہ ہوا تب امیر الامرا خاندان خان وراثت روشن الدولہ نے
 یہ اقرار محمد خان سے کیا تھا کہ تمہارے منہزایا اکیڑا دو سو بیس چھ پر دستوں کی واسطے
 جاگیرین اور سند واسطے فوجدار سی گوالیار کے تلو دی جاوے گی محمد خان گوالیار پہنچ گیا
 مگر ابھی تک کچھ انعام و اکرام نہ آیا مگر خان بوجہ نہ ایسا ہونے ان وعدوں کے
 دربار میں ابھی تک ٹھہرا ہوا تھا مگر خان کی جاگیرین پر گنہ جات مورا نوہ و سیر سدا
 دہلی کی اور سیر معافی نیم کمال کی روشن الدولہ نے بہت عرصہ سے اپنے قبضہ میں

میں باقی کر دو نواب محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان بابت بجایا ایک لاکھ روپے
کے جو روح الامین خان سے واجب الادائے اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا
ہوا قاضی مذکور کا مددگار حقیقت گیا اور محمد خان نے فرخ آباد کی راہ لی ۛ

انشاء یا محمد میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اس وقت میں اکبر خان نواب کامیاب آباد میں بطور
مہمانیت کے محمد خان کا کام کرتا تھا اپنے سوانح عمری کی طویل بیان میں یا محمد نے یہ
بھی لکھا ہے کہ میں عسکرت رائے کو چھوڑ کر بارادہ لینے ایک قلعہ کے نول سنگہ سے متفق
ہو گیا تھا جب یہ دونوں اپنے مقصد میں ناکامیاب رہے تو پھر وہ آباد کو نول سنگہ
اکبر خان کا نوکر ہو گیا اور یا محمد نے بھی اپنے ساتھیوں کو موقوف کر کے ایک عمارت
مسمیٰ خوب اندک کے مکان میں پناہ لی اکبر خان نے ایک حصار دار اس کے لائیکے
دھاسے پیجا مگر چونکہ یا محمد کا لڑکا نہ پہنچے گا اسی دن مر گیا اس وجہ سے اس نے
جیلنس سے انکار کیا اس بات پر فساد ہوا اکبر خان نے زیادتی کرنا چاہی مگر چٹانوں نے
کہا کہ ہم عارف کے مکان پر بھی حملہ نہ کریں گے وجہ اکبر خان کے دخل دینے کی یہ تمہاری
سعادت خان بہان الملک نے استدعا کی تھی کہ یا محمد فراری کو گرفتار کر کے سجدہ
فرض کرے اکبر خان اسکو گرفتار نہ کر سکا بعد ایک ہفتہ کے ایک سندھ سر بلند خان صاحب
حال کھڑے آئے جس میں تحریر تھا کہ روشن خان خراسانی میرزا مہر مقرر ہوا ۛ

مہم مالوہ

۱۱۱۱ء کے آخر میں دہلی پر ہو چکر محمد خان نے عرصہ دراز تک پیغام رسانی کی صورت سے آباد

لیکن اس نے شکستہ اور ناقص توپیں چالے کی جن میں صرف تین فلوں کے
 وزن کی گولی جاسکتی ہو اور انکا پتہ بھی بہت کم دوسری انکی عوض میں خزانہ لے لو گا
 ان میں نہ گاڑی نہ بیل وغیرہ تھے اور محمد خان کو مجبورانہ جیسی کہ وہ تھیں لے لینا پڑا
 محمد خان کے گامشتہ سے کہا گیا کہ میرا لش کا حکم نسبت سیرگی ان توپ کو جن میں
 ایک سو سے تین سو تک وزن کا گولہ پڑ سکے حاصل کرو محمد خان کا ارادہ ہوا کہ جب قدر
 توپ جیتا ہو سکین لیکر روانہ ہو دے چونکہ وہ بڑی توپ جو بادشاہ نے دی تھی اسکا
 پیالہ خراب ہو گیا تھا اور دوسری جو پیشتر خجابت علیخان کے پاس تھی دربار کو
 واپس کر دی گئی تھی لہذا ایک بڑی توپ کے واسطے جس میں چودہ سو سے پندرہ سو
 تک کا گولہ پڑ سکے اور نیز دو سیقدر چھوٹی توپوں کو واسطے اسدھاک کی گئی یہ توپیں جات
 اکبر آباد گوالیار سے جہان پوری بڑی توپیں سلج خانہ میں موجود تھیں مل سکتی تھیں +
 اکبر آباد میں تین چار سو سواروں نے ہر روز اپنے گھوڑے و خوائے کے لئے حاضر کے
 حاضری پر پندرہ سو کم کی تنخواہ اور کچھ واسطے ضروریات کے ہر فرد کو پیشگی دیا گیا
 محمد خان نے آٹھ ہزار دو سو سوار اور دو ہزار پانچ سو پیادے جمع کئے یہ فوج بطریق
 ذیل جمع ہوئی تھی +

پانچ سو سوار اور ایک ہزار پیادے زیر حکم مقیم خان کے تھے۔ چار سو سوار اور سات سو پیادے
 لاؤد خان کے زیر کمان تھے۔ چھ سو سوار اور چھ سو پیادے ماتحتی میں سعادت خان
 کے۔ دو سو پیادے بختاورد خان کی کمان میں۔ الدیار خان اور دو مولپور بارے کے

کرلی عین اس دعوی کے قصہ کے لئے سگل خان نے امر کیا تاکہ جاگیر دار اپنی
 طیاری کا سامان مہیا کر سکے دیگر جاگیرات مطلوبہ محمد خان جب ذیل میں +
 دس لاکھ دام واسطے سگل خان کے اُس کے وطن قصار کی مالگداری سے۔ دس لاکھ
 دام واسطے عبدالغنی خان کے پرگنہ اونٹ سے جو اُس کے قبضہ میں بطور جاگیر
 رہا تھا۔ دس لاکھ دام واسطے شیخ بچی کے پرگنہ جات شیرگڑھ و تھانہ کی آمدنی سے جو اس کی
 خانہ دان کی جاگیر تھی۔ پانچ لاکھ دام واسطے سید شرف علیاں کے اُس کے وطن قنوج
 کی آمدنی سے۔ پندرہ لاکھ دام واسطے سید فضل علیاں کے اُس کے وطن قنوج کی آمدنی
 سے۔ پندرہ لاکھ دام واسطے سید جعفر حسین خان کی مالگداری شاہ پور سے۔ دس لاکھ
 دام واسطے کالینجان و شجاعت خان کے بدایون سے۔ پانچ لاکھ دام واسطے دلاور علی
 خان اور رنگ آبادی کے مالگداری کرناں سے جو قدیم الایام میں اُس کے آبا و اجداد
 کی جاگیر میں تھا۔ پانچ لاکھ دام واسطے مصطفیٰ خان کے مصطفیٰ آباد سے پانچ لاکھ
 جوہی سے اور پانچ لاکھ چائل سے واسطے صداقت خان کے۔ پانچ لاکھ دام
 واسطے حیدر علی خان کے پرگنہ اکبر آباد سے۔ نواب کے کارندوں کو ہدایت ہوئی
 تھی کہ ان معافی کے روپیوں کا سیاہ نہ لبوین اگر وہ مشروط بہ پائی باقی نہیں
 تاریخ پنجم جمادی الاول سنہ ۱۱۷۵ جلوس کو مطابق سنہ ۱۱۷۵۔ ۵ نومبر ۱۱۷۵ محمد خان
 نے آگرو سے لکھا کہ منجملہ ان ساٹھ توپوں کے جنکی سپردگی کا حکم ہوا تھا قلعہ دار نے
 صرف اونٹیس ضرب توپ حوالے کی ہیں با اینہم کہ دو ہزار توپ سلخانہ میں ہیں

مرجع سے ملے دو اور سے محمد قلی سے برپا کیے قیام کیا تیم خان و دو اور خان
 و سعادت خان نے معہ توپ خانہ کے عبور کیا مگر انھوں کو اتنی فوج دریا سے چیلنے
 پار نہ ہو سکی کیونکہ اسوقت بن دیا ایسا نہ تھا اور کشتیاں بھی چھوٹی اور تعداد میں کم تھیں
 یونہی کہ محمد خان بھی پار نہ اور لشکر بھی اس کے پیچھے نہ نہ مواد مان سے ایک رات
 بچ کر کے یہ لوگ گوا ایسا داخل ہوئے محمد خان نے گوا ایسا پر ہنجر کر در خواست واسطے
 جو جہاز گوا ایسا کے کی کہ یہ کہ بغیر اسے و ماہ کے راجگان و دیگر افسران زیر کان
 محمد خان سے دلی مدد کی کچھ امید نہیں ہو سکتی تھی محمد خان کے وہلی جھوٹے کے بہتر
 درانے فوجدار سے کادہ کیا تھا مگر جب اسے وہلی سے کمال پایا تو چھڑا سکی
 غرض کہ کچھ تو جھنکی خبر سنگ والی شہزادی و کلہا سس نے یہ سنگ کہ سندھ واسطے لایا
 کے نہیں ہو بھی فوج جمع کر کے کینڈی رام سے جسے کہ اس نے قلعہ بھور سے نکال دیا تھا
 جنگ شروع کر دی کہ اس کی فوج کو اپنے گھروں کے پاس نوکران ملگئیں اور جا کر تھوڑے
 کے شریک ہو گئے اگر راجگان و فوج نہ آ سنا کو یہ معلوم ہو جاتا کہ محمد خان جو جہاز لایا
 دیا تو کبھی اسے رات اپنے ملک کے اور کبھی نوکری کی تلاش نہیں کرنے
 ہو سکتی سنگ والی آجیالہ اس کے بیٹے کو چاہیہ و راؤ و محمد راجہ و دیا و جیر سنگ
 حکم شہزادی و کلہا سس و محمد و راجہ و جیر سنگ راجہ چندری و وغیرہ کے لئے وہلی
 سے احکام آئے کہ جو جب حکم محمد خان کے کارروائی کو سدھ نہایت علی خان جو جہاز راج
 کے حکم و راہی آجیالہ و راجہ و راہی سنگ والی و راہی و راہی سنگ و راہی سنگ و راہی سنگ

دلا زائد و ہزار سوار تھے زیادہ لاکھ تھے پانچ سو سوار زیر حکم شایستہ خان و مصری خان
 و خدا داد خان و محمد خان و دیگر سرداروں کے جو کلام سات ہزار و فیروز آباد و مشکوہ آباد
 کے تھے فتح خان یوسف زئی و عبرت خان و دیگر سردار و دو سو سواروں کے ساتھ آئے
 تھے اور اسبقہ سوار بھی بہر پرشاد و عامل راہ جب تک سوائی نے بھی زیر حکم نہ کر کے چوں
 کے روانہ کئے تھے ماسوائے ان افواج کے مود شاہ جہا پور و شاہ آباد و کٹر سے قریب
 و ہزار سوار کے آئے تھے نیز کچھ سپاہ شاہ جہاں آباد سے آکر مل گئی تھی نواب
 روشن الدلہ نے بھی پانچ سو سوار و ایک ہزار پادے و دیوین و عرب و جہنم میں سے جو اسکے
 کو کہتے دینے کا وعدہ کیا تھا عمر خان و دلیر خان چار محمد خان و ولد دوست محمد خان و دیگر
 اعلیٰ سپاہیان و جہنم و مرد و سپہر بھیجے خبر دی کہ ہم لوگوں کے پاس بیس ہزار
 سے زیادہ سپاہ طیار ہے حکم ہوا کہ ہم سے محکم تر وادہ کا لایع میں ملجاؤ اگر یہ لوگ
 گواہیاں کو طلب کئے جائے تو دو ہینے کی تنخواہ پیشگی ملگئی اور دوسرے انعام کا فرما
 سلطان سے پیشتر گواہیاں چھوڑنے کے بعد ہو جانا محمد خان نے کوشش بھیجی کہ
 دوسرے تا پہنچے اوچین کے لینے دو ماہ آئندہ تک کفایت کرتے

القصہ تبارخ ۴ جمادی الاول ۱۱۸۸ مطابق ۶ نومبر ۱۷۷۳ء فوج کا کچھ ہوا الیکٹر
 کو چھوڑ کر اس سے اوٹیں مل کے فاصلہ پر جانب جنوب مقام / جاجو خور یا سے بان
 یا وٹنگن پر واقع غنیمت زن پوئی دوسری صبح کو لینے ، راہ و ان کو سلطان غنیمت زن پوئی

(مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء) سازنگ پور میں جو فیصلہ پچاس میل اور چین سے دراصل
 ہوا اسکے آد کا حال سنگر محارمہ لکرنے چوبیس ہزار آدمیوں سے گردواج سازنگ کو
 تباہ کر دیا تھا اپنا سب اسباب و اسلحہ وغیرہ نزدک کے پار بھیج دیا اور ہلکے سامان سے
 شاہجہانپور کا محاصرہ کرتا رہا جو سازنگ پور سے قریب گیارہ میل کے جانب گوشہ جنوب
 و مغرب کے اور اوچین سے قریب لکھنؤ میل کے جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع ہر
 میدان سلمان سازنگ پور کے قریب پہنچے اور فوج اعلیٰ کچ کرتی چلی آتی تھی کہ ایک
 گشتہ قبل از غروب آفتاب یکایک شملوں نے ٹھکرے مقابلہ کیا محمد خان عمارتی تھیں
 پر سے طلحہ دکر واکر بالکی میں ہوا رہا اور کچھ فوج اپنی کان میں لیس کر کے بڑھا فوج
 اعدا حسب دستہ پھیل کر چاروں طرف سے حملہ آور ہوئی مگر بہت جلد مثل کو دونوں کے
 غلبہ کے دیکھنے پر گریز کر گئے چھ آدمی غنیمت کے فائدہ ورنہ ان کے سر حاضر کئے گئے اور ان کے
 گھوڑے بھی گرفتار ہو گئے چونکہ رات آگئی تھی اس وجہ سے مغرورین کا تعاقب نہ کیا گیا
 تاریخ ۱۹ رجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء فوج اسلامیہ سازنگ پور سے
 شاہجہانپور پہنچے دوسرے دن قریب وہیہ تلوی کے مقام کیا سہ پھر کوجب دشمنوں
 نے صورت دکھائی توجہ دستہ اے سپاہ ان کے مقابلہ کی اسلئے آگے بڑھی محمد خان کے
 بڑے پر مخالفوں کے پاؤں اٹھ گئے قین کو سن تک اٹکا چھا کیا گیا شتر آدمی تلوار و
 برجمی سے مارے گئے مقتولین کے سر اور گھوڑے معہ چھ یا سات قیدیوں کے حاضر
 کئے گئے پھر رات گزرنے پر تعاقب موقوف کیا گیا اور فوج اسلامیہ شکر گاہ کو واپس آئی

مذہب کے مبارک آدے پورے خبر دی کہ مینی راو کراج و حبالی کو معہ فوج
و پنجانہ کے منڈیشوار کی جانب بھیجا یا ہو۔

جبکہ محمد خان گوالیار ہی میں تھا ایک تانیدی خط مرسلہ خانہ درانخان بدین ضمون
وصول ہوا کہ چونکہ ~~مرد~~ مردوں نے دریائے نرہ کو عبور کرنے کا ارادہ کیا ہے لہذا ضروری کہ تم
بید رنگ و تامل کوچ کر کے بغیر قیام کر نیکیے شروع میں آگے بڑھو اور بوقت عبور دریا
و شمنون سے مقابلہ کرو اس عرصہ تک چار ہفتے ضائع ہو چکے تھے مجھ و صدور احکام
تذکرہ کے مقیم خان آگے روانہ کر دیا گیا اور بعد کچھ مقابلہ اور مجاہدہ کے شروع تک بارام تمام
پہنچ گیا سلوٹ خان منڈیشوار کو اور داؤد خان سازنگ پور کو بھیج گیا جب محمد خان تمام
سندھ و ہندوستان جو اٹھارہ میل طرف جنوب کے سرے نوے کے اُس طرف اوجین کی جانب
واقع ہے پہنچا تب ایک خط قزاقہ جہادی اثنانی مسکندہ امر مطابق دسمبر ۱۲۷۶ء مرسلہ
آصف جاہ نظام الملک وصول ہوا اس امیر نے محمد خان کی تفریق کی مبارکباد دیکر یہ
تحریر کیا تھا کہ دریائے نرہ پر ہم تم ملین تاکہ مخالفان الی اسلام کے خلاف کارروائی
رہے کا مشورہ کیا جاوے نظام الملک نے نزدیک خروان پور کے عبور کیا تاکہ آہستہ و سلا
مقام غلاما کو ذکر کرے کیونکہ اس نے خیال کیا کہ ایسا موقع غیر کسی مجھے نہ ملے گا سو جہ سے کہ
نصہ صوبہ میں بہت کم جایا کرتا ہوں محمد خان نے نظام الملک کی اس بات سے کہ
پسند کیا اور سمجھا کہ چونکہ مرہٹوں نے ہاخواے ہندوان ارادہ خاندگری مالوہ کیا ہے تو
نظام الملک حامی دین اسلام ہو کر انکو نرہ پر بروک دیکھا تاریخ ۱۲۷۶ء مرسلہ

ازادہ ہوئے پچھتے بات کہ مرہٹوں نے چند تجار کو قصبہ اندر کے قزوینک لکھنؤ نذر مسل
سدری میں گونا غلط تھے

اسرہ میں محمد خان مقام و حار پر ۱۰ شہنشاہی لکھنؤ کو مطابق ۱۲ فروری ۱۸۳۱ء
بہنچ گیا تھا۔ ۲۲ ماہ رواں کو دینے ۹ فروری ۱۸۳۱ء علی الصباح مرہٹے دہار کے
قرب وجوار میں نمودار ہوئے مسلمانوں نے چند کو قتل کر کے ان کے سر کاٹ کر مہمان کے
گھوڑوں کے حاضر کئے سپہر کر اٹائی بند ہوئی دو سرے دن بوقت صبح ہلکے مہ فوج
کے روبرو آکر سلیمان خان بروج تین ہزار سوار و کھانستہ تھاپلا حملہ کیا لیکن سپہر بیکر دیا گیا
سرم خان کھنڈر سوار کمان میں بیکر دست راست پر اور محمد عمر خان فوجدار ٹانڈو دست چپ پر
برہتہ آگے بڑھے محمد خان پرودی آگے بڑھ کر فوج ختم کو ہر میت دی ماسوا اور جون کے
چند سوار پچاس ترکسوار میدان جنگ میں چھوڑ دیے گئے مسلمانوں کی طرف بارہ آدمی
کے سے دو کس تک دشمنوں کا تعاقب کیا گیا بعد ہر رات آنے کے غازی اپنے
حیون کی طرف واپس آئے دس روز تک بنے آخر ماہ شعبان تک مطابق ۲۱ فروری
۱۸۳۱ء عریزا بیدال وقت سال گرم رہا

کچھ عرصہ تک کوئی غیر نظام الملک کے روانگی کی برہان پور سے ملنے میں نہیں آئی
آخر کار ۱۰ شہنشاہی لکھنؤ کو مطابق ۲۰ فروری ۱۸۳۱ء کو ایک خط آیا اور محمد خان نے
تصدد روانگی لبوی فرما کیا اس سے پیشتر کچھ دن تک بوجہ عدم سیدگی دیر خان کے
لوہیں آئی غی دیر خان نے محمد خان کو اب لکھا کہ بار محمد سپہر کی کچھ فوج و چند درویشوں

باب اول ان ملک و دولت دہے کہ مرہے صرف ایک تنگ نور ایک لہر باکا و غیر
خارج جمع کرنے کیواسطے چھوڑ گئے تھے بعد محمد خان کی آمد اور اپنی شکست کے پیش نظر
کے اس طرف بخشی چلے گئے اور جب سکندراعظم مطابق ۲۰ جنوری ۱۳۲۵ء اور جس نے
دار الفتح میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا

چار سو سو سے خیر دای کہ مرہے اپنا اسباب نزل کے اس طرف چھوڑ کر بارادہ غازی
تصہ جات و دیہات مالوہ پارا ترے میں اور یہ بھی اطلاع دی کہ انہوں نے قصبہ بھائی
کا محاصرہ کر لیا جو بنابر ان بتایاں بازو ہم شعبان ۱۳۲۵ء مطابق ۸ فروری ۱۳۲۵ء محمد خان
نے اپنے خیمے نصب کر کے محاصرہ کی طرف بڑھ کر میدان کراکلی افواج امدادی میں سے کون
بہادر والی ارجھا کی لگی فوج پہنچی تھی

جب محمد خان و عمار کی طرف گیا تو اسنے اپنے بیٹے احمد خان کو متعین خان یا محمد خان
وہ دہر خاں کی بسر کردہ گئی بارہ ہزار سوار و پیادوں کے جانب سازنگ پور
و شاہ جہاں پور مقابلہ لہر روانہ کیا مخالفین بعد تادم کرنے پر گنہ بولائے کے مندرجہ لکھتے
میں پاکوٹے گئے یا محمد نے ملہار ملکر سے خفیہ دوستی پیدا کر لی اور دونوں سرداروں نے
دوایاں تبدیلی کیں جیسا یا محمد نے فوج کو بعد پر کی طرف بڑھا با اس نکلنا م یعنی یا محمد نے
ملکر سے کہا کہ ملک اوچین غیر محفوظ رہا اسکو لوٹو اگر ناکامیاب ہو تو وہاں سے محمد خان پر دعاء
کی طرف چلا کرو ملہار نے تحریک یا محمد اوچین چکر کا بگنچ میں دو یا تین مکانات میں ٹکڑا
اناب دہیم خاں اقبالہ مریشان نکلا اور بعد کچھ جنگ و جدل کے مرہے محمد خان کی طرف

دی تھی کہ اُنکے پیغام قبول کر کے اُنکو اپنی جانب متفق کر لو ۛ

۲۰۔ رجب (مطابق ۱۸ جنوری ۱۷۷۷ء) کو نظام الملک نے پھر تمام گالانہ سے محمد خان کو لکھا کہ، ارجب یعنی ۱۸ جنوری ۱۷۷۷ء کو مجھ کو دیکھنے تمہارے خط کے میں برہانپور روانہ ہوا۔ نظام الملک کو یقین تھا کہ محمد خان بالکل تساہل کر گیا اور ہم دونوں ملکر نسبت مذاہیر کے گفتگو کرینگے بقول شخصیکہ دولت ہم از اتفاق خبر و پھر ایک نامہ محمد خان کو اطلاع دیا کہ راجہ ابھائی سنگہ باجی راؤ سے صلح کیا جاتا ہے سیلا کا شکیو اور کینٹہ باندو او داجی ہزار و اندراو لی نظام الملک کے ساتھ عقد دوستی مستحکم باندھا تھا اور ترنیک راویہ پارتیہ جو حال میں اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا ان لوگوں کے ساتھ کارروائی کر رہا تھا ان رقبائی فرج قریب بیس ہزار سوار کے ہو گئے جنہاں راویہ باجی راؤ کے پاس نو ہزار سوار تھے اور وہ مانا بادی کی کھائی سے جو گجرات کی طرف سے بڑھا چاہتا تھا باجی راؤ کی کان میں قین یا چار ہزار سوار تھے بلکہ قین ہزار سپاہ لیکر مالوہ کی جانب گیا تھا روز جمعہ تاریخ یکم شعبان ۱۱۷۷ھ (مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۷ء) نظام الملک نے جو قریب دھامن گاؤں کے تھا محمد خان کے خط کا ہمیں اُسے لکھا تھا کہ میں تمام سدھوڑے میں پہنچا جواب لکھا چونکہ دھامن گاؤں برہانپور سے قین کوں پر تھا کیا جاتا تھا اسوجہ سے نظام الملک کو جلد تر بار پہنچنے کی نصیحت تھی ۛ

نظام الملک نے بہت عجلت نہ کی کیونکہ وہ بروز یکشنبہ یعنی ۱۸ شعبان ۱۱۷۷ھ

اسے کہہ چلا گیا اور میرا بھی ارادہ شریک ہونے کا ہی آپ میرا انتظار کریں عرض کیا ۲۰
 کو دیر خان آپہنچا اور ۲۹ شعبان مطابق ۲۶ فروری ۱۸۵۷ء کو دونوں سرداروں نے
 دہلی کوچ کرتے ہوئے زبہ کی طرف راہ لی دیگر اسباب تاخیر کی شاید یہ تھی کہ محمد خان
 بغیر امداد کے کوچ کرنے کے قابل نہ تھا یا یہ کہ بوجہ اپنی شان کے اُس نے چاہا کہ ملاقات
 کی جائے مقررہ کو جانی کچھ سے زیادہ محبت نہ کرے مہرے اور جن اور مسند ثوار و دھار
 دہلی پور سے کچھ عرصہ کے لئے نکال دئے گئے اور ان کے قلعہات سے زبہ پر ہمسار کر دیئے
 دوسرا خطیر سلہ نظام الملک وصول ہو جس طرح تھا کہ ہم نے دریا کو نزدیک فروان
 کے بتایا ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۷۷ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۸۵۷ء عریضہ اطمینان
 و فساد ضلع لکھنؤ محبوس کیا ہم سنتے ہیں کہ باجی سلطانہ کی بات جاتے ہوئے سلطانپور و
 نندربار پہنچ گیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ کنہیا باندہ و پیلا گانیکوار بابت چوتھہ صوبہ گجرات
 کے میرے خلاف ہی میں مقرر نہیں نکال دیا گیا اور چونکہ ان میں جھگڑا ہوتا رہا ہے تو وہ خود
 مالوہ پر حملہ کرنے کا موقع نپا دینگے ۔

جاسوسوں نے خبر دی کہ باجی راؤ کا بجائی نواپورہ کے راستے سورت و گجرات کی طرف
 کوچ کرتا ہے اس عرصہ میں باجی راؤ سلطانپورہ نندربار کو چھوڑ کر کھرگن ہوتا ہوا مالوہ کو جاوے گا
 اسکا بجائی دہلی کی راہ سے اسکا شریک ہو جاوے گا اور دونوں دینے باجی راؤ اور
 اسکا بجائی، ملکر کنہیا جی و پیلا گانیکوار کی تہانی مالوہ سے اتحاد دینگے کنہیا جی و پیلا
 گانیکوار داودانپور نظام الملک سے گفتگو شروع کی تھی اور محمد خان کو نظام الملک سے صلح

[illegible]

۱۲ مئی ۱۸۵۷ء کو فروری ۱۸۵۷ء کی تباہی کلان و توپ خانہ اور بحاری سامان کو بچے ہوئے
 راجہ کو روڈانہ ہوا ۲۲ مئی ۱۹ فروری ۱۸۵۷ء مقام سال گانوں میں جو بن پور
 سے بائیس کوس کی مسافت پر پہنچ کر ارادہ کیا کہ گھر گھن کی راہ سے زیداکو جاوے
 محمد خان سے اسد عالمی گئی کہ تو بہر کی کھائی سے جو معمولی راستہ تھا اسے روز
 تاریخ ۲۳ کو نظام الملک میں کوس پرگٹ سے اکبر پور کی جو زیداکو واقع ہے پہنچائیں
 خیمے دو سرے دن جانے کو تھے اور ۲۵ مئی ۲۲ فروری ۱۸۵۷ء کو اسد اکبر پور
 پہنچ کے تھے نظام الملک کے داروغہ نے بوقت واپسی خبر دی کہ محمد خان منور اکبر
 کے کھٹ کے قریب پراہواہی اگرچہ ملاقات کا بہت شوق تھا مگر نظام الملک نے
 خیال کیا کہ بوجہ شان و شوکت کے محمد خان باقی ماندہ مسافت دو کوچ میں طے کر گیا
 محمد خان بجا اب ایک خط بجلد دیگر خطوط کے شکایت کرتا کہ کنہیا جی و جنہا جی و دیگر
 مددگار ان نے کچھ فوج بھی میری کمک پر نہیں بھیجی نظام الملک اس کی دلچسپی کرتا ہے
 کہ یہ لوگ بہت دور پرزور تک ماندوی کے ضلع سورت میں ہیں کچھ عرصہ نظام الملک
 کے ایک قلعہ کے لینے میں صرف ہوا اور عرصہ تک ملاقات مقررہ ہو جو یہ ہے طہورین
 کو خبر ان حالات کی جو وقوع میں آئے نہیں معلوم ہوئی ہے بجز اسکے کہ دونوں
 اہل خانہ نے اپنے نظام الملک و محمد خان، بالاتفاق مرٹون کی سرکوبی کے واسطے
 کارروائی کی محمد خان نے جو رپورٹ خدمت بادشاہ میں ارسال کی اس میں نظام الملک
 کی غایت دجہ تعریف لکھی کہ یہ پرائمک حلال و فرمانبردار رعایا ہے سرکار و مملکت میں

۱
راہ گم کی تھی اب ہماری فوج سمند کے خلیج کے کناروں پر آئی ۔

بیشتر ہماری فوج دریاں جنگلوں اور مالک غیر متصرفہ خاندانیں دسورت و گوکن کی گزری
جہاں بوجہ کثرت تجارت کے راہ ملنا ممکنات سے محتاج بہم لوگ دسورت میں داخل ہوئے
مخالفت دشمن کجایں جو قلم و انگریزی میں پڑھا رہے گئے اور پھر وہاں سے عی کوکن کی طرف
جو دکن کی منہج چڑھیں پس پاگردے گئے تب اعدا ایک مقام پر جہاں سے کہ تل کوکن سے
کھاٹ کے قریب کے ملک میں جانے کا راستہ پکڑ گئے گئے شکر ہی خداے ذوالجلال کا
کہ صوبہ گجرات باجی راوے کے دست برد سے امن و امان میں رہا مالوہ کو بھی کچھ مقام خوف
و خطر نہیں ہی اور قلعہ سورب جو خانہ خدا ہے ملک کا دروازہ ہی کا فران بدیش کے قبضہ سے
بچا ہوا گیا ۔

جب محمد خان نظام الملک سے ملنے گیا تھا اس وقت آس نے اپنے بیٹے احمد خان کو
بہمیری مقیم خان واسطے فتح کرنے قلعہ کا لکھن جو جھکدہ کے جو نزدیک کے دست راست
ہو واقع ہو اور جو اودا بنوار کے صدر مقامات سے مجا تھا ہر دو مقامات مذکورہ صدر مضبوطی
میں مشہور تھے خصوصاً جھکدہ جس میں چار قلعہ و عین کھائی ہیں اور قلعہ جھکدہ
جانب دریائے نربہ تھا جو کہ قلعہ جات کی افواج نے مقابلہ سخت کیا اسوجہ سے
محمد خان نے ارادہ کیا کہ خود اپنے لشکر کی کمک پر جاوے اور تیار بجکم شوال ۱۱۸۵ھ
(مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۷۲ء) کو اکبر پور چھوڑ کر دوردور میں نزدیک کا لکھن کے جا پہنچا ایک حملہ
میں اس قلعہ کو لیکر پھر بہم لوگ و دوسرے دن جھکدہ کے حامی کے واسطے آگے بڑھے

مالوہ کچھ عرصہ تک غارتگری مرہٹوں سے پناہ میں رہا باجی راؤ دکن میں لڑائی میں اپنا
بچاؤ کرنا رہا +

اگر انت ڈٹ لکھتے ہیں کہ کوئی بڑی لڑائی درمیان باجی راؤ و نظام الملک کے اپریل
۱۸۱۷ء تا وقوع صلح باجی (یعنی لغایت ماہ اگست سنہ روان) نہیں ہوئی نظام الملک
آخر خط میں محمد خان کو حال فحیابی باجی راؤ پر بطریق ذیل لکھتا ہے کہ باجی راؤ نے
بروہ کا محاصرہ کر لیا تھا جہاں تک اسی کے قوم کے لوگ رہتے تھے مگر فوج ہلاسیہ کی آمد کی
خبر سنکر مرہٹوں نے محاصرہ اٹھا کر سورت کی طرف راہ لی اور خیال فاصلہ کے اپنے
آپ کو امین سمجھ کر گتہ کلا کو تاراج کرنے کے واسطے لوٹ پڑے +

مرہٹہ خبر سنتے ہی نظام الملک لکھتا ہے کہ میں نے اکبر پور کے گھاٹ کو چھوڑ کر ماڈو کے قلعہ
کے نزدیک سے گزرنے کا ارادہ کیا اور باجی راؤ سامان و بری توپیں برہانپور روانہ کر دیں
کوچ کر کچ کرنا ہوا میں دیر پا رہیوں گا اور چونکہ توپوں کا بار اترنا بہت دشوار تھا انہیں پیچھے
ہی چھوڑ دیا بعد ازاں تباہی ہر جہہ تا مقررہ سورت میں پہونچا اور تیسری مرتبہ مالوہ میں بجاری
اسباب جو مانع عجلت تھا چھوڑ دیا اگرچہ جھوک اور پیاس سے عاجزا گئے تھے مگر بجاری
فوج آگے بڑھتی گئی سواری کا ملنا بہت دشوار ہو گیا دو تین روز تک بہت کثرت سے
آدمی ضائع ہوئے بہت عرصہ تک جنگ و بیابان میں گزریا اور بعد عبور کھاٹ کے
سامری فوج نے دشمنوں کے قریب پہنچ کر کھلیک اور نہر حکہ کیا فوج غصہ کے پانوں اور ٹپکے
توڑ کر انہیں وکولی نے جماعت کثیر مقررین کو قید کر لیا علی الخصوص ان کو حبس دشمنوں نے

دربار شاہ کے شیر تو بالکل ان معاملات کو نہیں سمجھتے ہیں جو کہ کم اپریل ۱۸۵۷ء کی حکومت
سے اتفاق دربان نظام الملک اور محمد خان کے ٹوٹ گیا تھا اس سے پہلے یہ کام نہیں
ہے سو دھنیں دھنیل ہو چنچے خط کے قطعات لیلے گئے تھے اور زمین کے برابر کر دئے
گئے تھے۔

محمد خان قلعہ کو فی کے لینے کی واسطے روانہ ہوا جو ماو اسے بھیلان کا رہنے کا مقام تھا
میں قلعہ میں جا کر نصیبان تھیں اور ان کے گرد ایک عمیق خندق پانی سے بھرا ہوا تھا
ہر طرف سے ڈھالو پہاڑیاں اور دشوار گزار راستے تھے شب دروز بند و قی و بان
وزیرہ و تیر و بکنہ و توپ کی لڑائی ہوتی رہی پہلا مورچہ چھپیں لینے پر اہل قلعہ عہد و
وہان کے واسطے درخواست کی اور انکی درخواست منظور ہوئی یہ قلعہ توڑا گیا کیونکہ
مردوں کی دست برد و عار نگری سے اسکی وجہ سے پناہ رہا کرتی تھی جب محمد خان
ان قطعات کے لینے میں مصروف تھا سینے نہا کہ ملہار ملکر مالک دہپورہ و منڈیشوا
میں ٹوٹ مار کر باہر فرج شاہی نے قرب و جوار میں سارنگ پورہ و شاہجہانپورہ و عار
کے اسکا قابل کیا تھا تب وہ ٹھوڑے عرصہ کی واسطے علاقہ جے پور میں چلا گیا تھا
اسوقت میں شاہجہانپور کے سردار نے کاتھ کے گرد و پیش کے دیہات کو غارت
کیا یہ وہ دونوں سردار دینے ملہار و نتھو متھوارہ سے متعلق ہو گئے کہ شاہجہانپور
دیہات کے درمیان کی راہ کو لٹ مار کرین اطلاع ان واقعات کی شیخ امام احمد ہتھم
شاہجہانپور جاگیر نظام الملک و تیر داو خان جیلہ ناب توبدار سارنگ پور کی جانب سے

پہلے کے اہل کائنات کے قصوں میں یہ سب خوب ہو کر عاجز آئے کہ جس سے

خبر ہو سکے کہ موتے میں ہزار آدمی زن و مرد طبع فرمان ہوئے اور رہا کر دیئے گئے۔
و خندق و بروج و قلعہ کو دیئے گئے اور کجیاں ہونے کی اطلاع ملست فتح و طفرے
بادشاہ کے رہبر و حاضر کی گئیں جس سلطان نزدیک چپکڑ کے پڑے ہوئے تھے
انوقت میں باجی را و مقام جالوہ کی طرف لوٹ مار کر رہا تھا اور راجہ ابھائی سنگھ
اسکا مقابلہ کر رہا تھا آخر خان چاہتا تھا کہ بعد صاف کرنے ان مقامات و ہندو کم
قلعات کے اور طرف کی راہ لی ۔

اور باجی کے قلعوں پر دخل کرنے سے نظام الملک نے شکایت کا دفتر کھولا اور اس سے
مشیر محمد خاں کو لکھ بھیجا تھا کہ او را جی اور اس کے دوست باجی راو کے دشمن ہیں اور
اون کے ساتھ سلسلہ پیغام جاری کرنے میں لحاظ کی کارروائی کرنا چاہئے اگر کوئی
کے می بلکہ قلعوں میں ہووے تو اسکو گرفتار کرنا چاہئے ورنہ حملہ وغیرہ ملتی ہوگی
چاہئے کہ چونکہ ان جنھوں کو دیئے او را جی وغیرہ کو قسامی بات کے لئے نڈاوض کرتا
کی طرح حیر قابل تحسین نہیں ہیں بلکہ مہینہ کی سال راجہ اور حراج دیئے راجہ جسکے سولہ
والی جیسوہ نے ان قلعوں کو خالی کر لیا تھا اگر وہ عی قائم نہ رہا غیر امکان قدم ان
سے لہوئے اگلے نظاموں نے اس مقام کے واسطے جو اجین سے کچھ فاصلہ
گوشہ میں واقع ہے اپنے آپ کو تکلیف نہ دے اور دخل کرنے سے تکلیف نہ ہو
اور فائدہ بہت کم ہے علاوہ ان باتوں کے اسے وقت میں انیسویں دست اندازی ہو کر

آجئے تھے اسوقت میں بھی محنتنگہ واول بانسی و دیگر مرہٹان نے زبرد کو غور کیا تھا کیجکہ
پرہیزدستانی افواج نے انکا مقابلہ نہ کیا تھا اور یہ لوگ ملک ماند کو غارت کرتے ہوئے
بادی گڈھ کے پاس سے اپنی وطن کو چلے گئے تھے +

محمد خان لوٹ کر تاریخ ۱۲ ذیقعد ۱۱۳۱ جلوس کی (مطابق ۹ مئی ۱۷۱۸ء) اوجین پہنچا
محمد خان تکایت کرنا یہ کہ میرے سوا اور کوئی شخص ویسی خواستگار مرہٹوں کی شکست
کا نہیں ہو سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ محمد خان کی فوج نے بغاوت کر کے اپنی خواہ
کی بقایا طلب کی اسوقت محمد خان نے انکو کسی نہ کسی طرح سے رضامند کر لیا پھر راجہ
کنہو سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ پرگنہ محمد پور کو اور سید فتح علی خان بارہ پرگنہ محمد پور
کو بدین غرض بھیجے گئے کہ ان مقامات کو مخالفوں سے محفوظ رکھیں اور ان کی راہ انکی
بند کر دیں اور خان اوجین ہی میں چھوڑا گیا اور مقیم خان کو حکم ہوا کہ جو کوئی دشمن
اوجین میں آوے اسے نکال دے بعد اس انتظام کرنے کے محمد خان نے ۱۹ ذیقعد ۱۱۳۱
۹ مئی ۱۷۱۸ء کو چھوڑا مہار او درجن سال حاکم کوٹہ و کنور بہادر والی راجپوتانہ
راجہ چندری سے درخواست کی گئی کہ محمد خان کی فوج اپنے زیر کمان لیکر انھیں
دو اسوقت میں کانٹہ کے نزدیک ایک ہزار فوج سے پڑا ہوا تھا اور طلبا پر چڑھے
چکر و نواح سارنگ پور میں سرسورسٹ اٹھایا تھا چڑھائی کرو یہ بات سردار
مذکورہ الصد نے نامتطور کی +

۱۲ سنوا الحجد کو (مطابق ۳ جون ۱۷۱۸ء) محمد خان کانٹہ کے نزدیک پہنچ گیا انہیں

Handwritten text at the top of the page, including a date and a signature.

Handwritten text, possibly a signature or initials.

Vertical handwritten text or a list of items.

Handwritten text in a rectangular block.

Large block of handwritten text at the bottom of the page.

یہاں چاہی اور فوج اسکے پیچھے ہی تو یہ دونوں بہتے تھے نہ جسے پر گھوڑوں میں لائی
جھاگ کو نہیں آیا ہوا اور اگر فوج ان کے علاقوں میں چلی آئی تو وہ اپنے حربہ کی بڑی
شکایتیں کرتے تھے اس طرح ہر ایک معاملہ حالت بہتری میں چھوڑ دینا پڑتا تھا اور ملک کا
از سر نو انتظام غیر ممکن تھا ۔

رام پورہ کے رہیندار ملہا و ملکر سے سارن میں رکھتے تھے اور ملک کی غارتگری میں ہونے
و معاون تھے جب فوج شاہی ان کا تعاقب کرتی تھی تو وہ بڑے جنگی ہوائی مدد میں آتے
ہوئے تھے اور محمد خان پر شہم علی ہوتی تھی جس سے محمد خان اپنے بھائی کے لئے جو کچھ ہوا تھا
اوپر کیا بیان کرنا ہوگا ۔

از سر نو انتظام کے لئے رام پورہ کا محکمہ اس وقت تک نہ تیار ہوا کہ اس نے فصلہ کیا بغیر
مدد خان کی زمین میں سے ایک ایک ملک کے ٹوٹے ہوئے حصے پر وہ زمین خان کے
ان کے اہل و عیال کے لئے کھلم کھلا کر چھوڑا وہ اپنے گھر کو بھیڑی چھاپا

کے بعد وہ اوجھڑ گیا کہ اس کی آدمی وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے
کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے
کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے

کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے
کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے
کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے وہ سب سے بڑے اہل و عیال کے لئے

حضرت مولانا محمد ان کے ہوا اور پوزیشن بہت نامور تھا

اکا کچھ اور وہ یہ کی ضرورت ہو اور میری فوج کے طرز و طریق باعیا

ایک ایسی غیر ممکن توقع ہو آپ میری روپیہ اور میری فوج سے

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

میں نے اس کی ضرورت میں عرض کیا کہ محنت نہ ہوا

کند و محول نہ ہو گا آخر کار اپنے پیحق انتھان کو تعمیر لیا اور اس کی رستہ بند کردی کہ
بیکر محمد خان کے ہندوستان بن آمد وقت کے رستہ میں تھا اسوجہ سے وہ محمد خان
بیت منار خان و وارو بطور ایک دروازہ کے ایک وقت میں ایک آدمی کی گزرتے کے لاپس پر
کھلا ہو رستہ زمر وٹوں کے واسطے تھا بعد ازاں جو رستہ تھا اسے بعد ویا راجہ نے
شد کردیا غناسات یا آٹھ مرتبہ غیر سنگر کے آدمیوں نے قاصد دن کو زور کی گھائی میں
لا تھا اعدان کے خطوط کے لئے تھے حرف ذو قاصد بد دے دینے خطوط کے
جان چاکر چاک کے لئے تھے اس ملک کے رخ کر نیچے واسطے محمد خان نے پھر دھڑ
یکدیر انکا اکبر خان نو جہارت و بعد اور مقرر کیا جاوے یا اگر یہ نہ پسند ہو دے تو
انھیں محل کی قوم کا متعین کیا جاوے کہ رستہ آمد رفت کا برابر کھول دے یہم غرض
ہیں وہ نہ نامنظور ہوئی کہ شاہ آباد حال میں راجہ غیر سنگر سے لے لیا گیا اور اب اسکا
اد میں فروار نہ کسی تصور کے میں لیا جاسکتا بطور دوسری تونز کے نواب نے اسرا کیا
یہ سنگر کی جاگیر بھٹ چین لینا چاہئے تاکہ اولگ اس بات سے سبق حاصل کرے
کہ وہ انھیں کم سلطانی میں نہ کریں کہ کسی مرتبہ لکھنے کے خواہاں بیجاؤہ محمد خان
کا جس ملک کے معاملہ کے واسطے چکی کارروائی کرے گا مصمم قصد کیا
اس کے دوسری سال کے شروع میں اکتوبر - نومبر ۱۷۵۷ء میں خانی خسران
کو کرکٹ کیا جو قریب پچاس میل کے شمال میں سر و خ کی ہر اظہار یہ کیا کہ میں دربار کو
نہا خج ۳۰ ملواری الاصل اللہ مرد مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۷۵۷ء کو فوج نے دیہہ

شہنشاہ کا کرنا تھا ایک احمدیہ راہ گرو صرباہ کو علاوہ چار ہاتھیوں کے ادا
 محمد خان نے باہر میں اٹھان سانی کے اس جاگیردار کو فائدہ پہنچا دیا
 اس نے زمینداروں پر گناہ اٹھا کر اور روپیہ وصول کر کے جاگیردار کو دیا
 یہ دیکھ کر اسے صفت ملان کا، جاگیردار عبد الرزاق خان و خواجہ نیر خان
 صاحب دوست اور جن کے محمد خان کا ارادہ ہو کہ دعوتی کو جاگیر دیا
 چھوڑا اسے جب محمد خان نے دیکھا کہ کوئی میرے بیانات پر غور
 کرنا کر ایک نایب خان کی جگہ پر جو کہ دربارہ ہوا جس میں اسے دودھ
 دیا دودھ میں ہی جسکی فوج داری راہ خیر سنگھ نے اعلیٰ ملک میں جو
 اسے حقیق احمد خان نایب محمد خان سے پہلو کی کی فی بد دوست کہے اس
 کہ ملک ان خات حیدر کو پہنچ گئیں اور کچھ شک میں ہو کر اس پر
 اسے بلایا گیا

کہ وہاں سے کئی سالوں کے بعد گلاں سے نکل کر اس کی کہ وہاں
 اسے بھی کر سکا کہ وہاں کے اسے اس کا محمد خان و خواجہ نیر خان
 انہوں نے پہنچ دیا کہ اس میں ہی اس کا کام سراج کے قریب
 اس کے میں اس کے سر پر اس کے کچھ ہندوؤں کے قبضہ میں تھا
 نہ کہ اس کے واسطے اس کے اس کے اس کے حکم پر لایا گیا

برہم کے مرنے پر بہت کچھ سن دیا اور ان کو سوتیلی بہن کثیر المتقاد نے آکر : میں میں یہ لگا
جوہر تھے چار سو ہی کہا کرتے تھے مگر انہوں نے مالوہ و گجرات کے قصبات و دیہات
نہیں جنوں سے بھی زیادہ کے چونکہ اس سال (یعنی ۱۸۵۷ء) انہوں نے انگریزوں
سے گجرات بالکل سلامتی میں چھوڑا تو ایک لاکھ سوار مالوہ میں لاسے نفع سنگہ کا رہا

جاوڑوں و اصفہان و اردو و گجرات و بنگال کے مہم میں ہزاروں سے زیادہ سواروں
ملا کر ایک خوب شہر میں جمع ہوئے جب چند ہی افسانہ جات کو اس موقع سے
خام کیا جاتا رہا اور باقی راؤد و گجرات و بنگال میں ہزاروں لوگوں کے قصبہ متواہ میں
تھے کہ وہ بھی نفع قرب بلکہ ہزار کے بھی سے زیادہ کو عبور نہیں کیا تھا دوسری فوج
جو اس سے باہر ہزار تک خیال کی جاتی تھی مالوہ کی جانب لگے گئے رہتے تھے
دوسری بھی اس طرح سے کل افواج اعداد اسنی یا تو نے ہزار چار سو سے زائد تھی جن

وقت میں جن نے زیادہ کو عبور کیا تو زمینداروں نے اپنے گائے بچے کہتے تھے
نہیں کہ گائی جاوے گی مگر کہ لوگوں نے بڑا کر دیا گیا اور پھر یہ راجہ ایچ علی
سے ملے جس نے کہ اسے گجرات میں تھے وہاں سے بڑا کر دیا گیا اور پھر یہ راجہ ایچ علی

دوسرے راجہ ایچ علی نے کہا کرتے تھے کہ راجہ ایچ علی نے بڑا کر دیا گیا اور پھر یہ راجہ ایچ علی
کہہ دیا ہے کہ راجہ ایچ علی نے بڑا کر دیا گیا اور پھر یہ راجہ ایچ علی
رہنوں کے ساتھ گئی تھی بدلی اور سختی لگایا +

لیگا اکا حمارہ کر لیا گاؤں والوں نے اپنے قلعہ کی طاقت پر بھروسہ کر کے مقابلہ کیا اور مین
 پھر تک لڑے آخر کار بھاگ گئے اور وہ چھوٹا قلعہ سب سے سواری لے لیا گیا فوج قلعہ میں جماعت
 کثیر کام آئی یا بہت سے نیم سہل سمجھ کر چھوڑ دئے گئے دوسرے دن چاند در پر بھان بایک مضبوط
 قلعہ تھا اور چھان کے زمیندار شرارت میں مشہور تھے حملہ کیا گیا تاہم دن لڑائی ہوئی رہی بھانم
 کھاریہ قلعہ بھی قبضہ میں آ گیا اور جابین سے بہت سی جابین تلف ہوئیں +
 مسلمان لوگ پھر چگون کی طرف گئے یہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقع تھا اور ایک جنگل اور
 متعدد دھوسوں سے محیط تھا قلعہ کے محافظ اپنی تعداد پر بھروسہ کر کے ان جھاڑیوں اور
 گھاٹیوں میں چلے گئے چوبیس دن تک صبح شام لڑائی ہوئی رہی یہاں تک کہ دشمن
 صلح کے خواہنگار ہوئے اور صلح ہو گئی تب فوج شاہی بھانعدہ کو جو کہری سنگہ سیر و چتر سنگہ
 کا مضبوط قلعہ تھا پھر کہری سنگہ رات کو بھاگ گیا اور اس کا قلعہ لے لیا گیا وہاں سے اور
 قلعہات پہلے چرچہ تصرف میں آئے +

شاہ آباد مسکن چتر سنگہ پر ب سے پیچے حملہ کیا گیا لوگ بیان کرتے تھے دشاہد کچھ مینا فوج
 یہ قلعہ قلعہ مثل قلعہ گوالیار کے مضبوط و عمدہ تھا وہاں سے عرصہ کے چتر سنگہ نے مقابلہ کرنا چاہا
 اور محمد خان نے اس کو بلا لینے کی کوشش کی یہ بات قرار پائی کہ چتر سنگہ نے خان کی
 کاتر کہ یہ ہودے اتنے میں خبر ہو چکی کہ حاجی راؤ نے ایک تازہ حملہ کر لیا کہ
 اس دن کے جو کوچ کے لئے مقرر ہوئے چتر سنگہ نے اپنی فوج کو اس کے ساتھ لے کر
 منظور کیا گیا لیکن رات کو چتر سنگہ

اور وہ کہ حاملہ لڑم واسطے معاملہ مرثون کے صادر ہو تو ضرور بیچ اور دینا

حادثہ اور اگر صلح مندر ہوئے تو میں اسی کی مطابق عمل کروں

محمد خان نے لکھا کہ تمہارے حکم پر نکال میں سوچ میں ہو دو باش رکھی لکھی اور

صحت میں دہلی کو واسطے مدد ہی کے لکھا کہ تھانہ پشین کوئی کرنا ہی کہ اگر میرے

لئے تو دوسری سال زندہ کے کناروں سے کبر آباد والہ آباد و قریب علاقہ بہار تک

جیل جانیجے اور آخر کار جبراً کر کے صوبہ مالوہ کی آمدنی خرچ کی خواہ کے لئے بھی

تکلیف نہیں کر سکتی ہی جس برس میں نے خاندان سلطانی کی خدمت کی لیکن جو کچھ

میں سے پس انداز کیا حساب خرچ ہو گیا ہی میری جاگیریں ہی بندہ یوں کے ہاتھ میں

ب میں مالوہ کو بھیجا گیا تھا اور دوزائے محمد سے سخت نہیں لی تھیں کہ جب تک صوبہ مذکور

انتظام نہ ہو جاوے تب تک اپنی جاگیروں کے چھوڑانے کی کوشش نہ کرنا میرے

میں جان سارخان فوجدار کوڑائے عرصہ میں برس سے سہنڈائے زر شیر وصول کیا

رو دیگر رگت جات اندی سنگرام کو بطور امانت سپرد کر دی گئی بغیر چائیں ہزار

چائیں ہزار ہاروں کے انتظام نہیں ہو سکتا ہی اور میرے پاس اعتقاد دوسرے ہی نہیں ہی

میں نے ان کی خواہہ اور اگر سکون دین و جبر میں ہلاکت ہو یہ ماسخاری اور بڑا

دوسرے نام دہلی کا حق دیکھان طالب جون مرثون کے پاس چار یا پانچ انچ

ایک دوسرے سے پہلے پانچ میل کے فاصلہ سے پری ہوئی ہیں اور ہی انتظام

میں ساری کامی خواہا ہے اگر ساری بات میں شک ہو تو میرے ہاتھ میں ملو

حالی جو میری رہائش میں اعلیٰ درجہ کا مرتبہ و قدرت رکھتا ہی میرے ہر

پڑی انا و دعا و اسکو کھسکا چاہے بیلا جاوے اور اٹھارہ لکھ نہت پروان کے تحت
سے ضرور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے۔

جب عرض سے تاکہ دشمن کھلا سا کی جانب مرضی جانی میں تو لوہہ ڈنگر کو

قدراست و روگج کو کے سروج پہنچا یہ قرار پایا کہ علی الصبح دشمنوں پر حملہ

ہم کی سبب ضروری کہ تعداد میں نہیں ہزار تھے تب بھی غریبی کہ ہمارے استوا

درا و حاس ہزار ہار کے ساتھ روانہ ہو کر ہمارا کوٹے سے گھنٹا لی ٹھہر کر سروج

پہل کے اندر آہنچا ہی جس ہزار آوی مندر مشورہ راو میں دشا جہا نیو میں

و نہر سروج کی پھیلی ہوئی ہو۔

جب صبح بات ہی کہ اگر محمد خان کھلا سا کو جانا تو دشمنوں کو شکست دینے لگا

میں دس سے ہزار دن تک صرف ہوئی اور اس کی مدد ہو گئی

ہر ہزار سروج و جہا سا و دیگر فضیحت کو لوٹا محمد خان نے اس وقت

اور ہر شاہ راویوں کو لوٹا اگر لکھت کے رعایت دیکھ رہے اور

بہرہ و بیان ہو جانے کے مرضی کہ جس کے بہت سے چلے گئے اور

دن کے ذریعہ سے جہا کیا میں لوگوں نے سب کو ہر مرثون کے صوفیان

دیکھا تھا کہ محمد خان نے غیر بیاد باور کیا کے اپنے سے انکار کرنا

یہ دہائی کو کم از کم پانچ سو سال کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔
 یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

یہاں سے کہتا ہوں کہ اس کی ماضی میں کام کر چکا ہو گا۔

لیچہ عرصہ کے بعد اس کے پاس ایک فرمان مرسلہ بادشاہ بدین مضمون پہنچا کہ خبر ہو کہ
 رہنے سونج و ہزار کے درمیان میں میں اور زمینداران فرقہ مسیت کے ٹوٹے میں ہر
 جمہور الملک اعتماد الدولہ قمر الدین خان ان کے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور تم بھی
 کے شریک ہو و اما الدولہ نے بھی ایک خط اسی مضمون کا محمد خان کو لکھا تھا +
 خان وزیر الملک کے ہمراہ نصیر الدولہ محمد جنگ مہم بھائی کے ساتھ خان فیروز
 واد صفت خان نظام الملک اور دادا وزیر کے آئے اور جب اکبر آیا دہریچے تو محمد خان
 سے ملے اور ان کا استقبال کر نیلے واسطے نکلا دوسرے دن وزیر نواب کے گھر آیا اور
 صبر ہوا کہ اس مہم میں شریک نہ ہو محمد خان اس جنگ کو بطور جہاد کے سمجھ کر شریک ہونے
 رضامند ہوا تب بہمیری خان فیروز جنگ و محارہ جنگ کے محمد خان نرواد کے اسطرب
 و دہ ڈاگر کی طرف جو گلارہ کی جنوبی طرف واقع ہے بڑھا وہاں سنا کہ کافروں نے
 را کو غور کیا ہے لیکن راجہ جینگ سوئی نے اسوجہ سے کہ ان کی راہ مسدود کر سکا
 ہ مکان پر اپنی تلک کو روانہ کر دیا اور خود بھی ایک ہتھل اسطرب کو روانہ ہو چکا ہے
 جس کے پاس ایک خط راجہ جینگ سوئی کا آچھا تھا محمد خان کو اسوجہ سے کہ دوسرے
 ب اگر ایسا سوچتے ہیں تو سکتا ہے تاکہ اولیں آئے کہ لکھا محمد خان صفت
 بادشاہ بہمیری میں وزیر سے پھیل گیا۔

نے واسطے سرکوبی لہر اکر دے کہ کچ کیا جس کے اعلیٰ جان نثار خان فیروز

۱۱۱

بارہن محمد خان کا تمام مقام تقابلیج گئے تھے احکام نصیب خان کے نام جاری
تھے اور جن دو گز سلاطت کو راج اور راج کے نوکر دن کے حوالے کر کے محمد خان
کا حرم ۱۰ ماہ برہان کو مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۷۷۷ء کو اب کا خاندان متعلقہ رہے گئے
اور انہو نے محل خان نے جو آدمی جمع کئے تھے وہ برضائی اور شاہ راج اور راج
وہی سنگھ سواری کے ناموں کے حوالے کر دیئے گئے تب محمد خان مالوہ کو چھوڑ
بر آباد میں بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۱۱۷۷ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۷۷۷ء پہنچا جہاں کہ
سے نہ گیا تھا

۱۔ عہدہ روپیہ کے نکل اور فوج کی تمام ناکامیابی کی بنیوں وجہ تھے جو محمد خان کو
کا باعث تھی ۱۱۔ تھاکتیں جاگیرداروں کی جو محل میں رسوخ رکھتی تھی ۱۲۔ بھلا
نہواری چھوٹا سا دن اسکا دوست حافظ خاندان خان اور دیگر اشخاص تھے ۱۳۔ وہ
اور میان محمد خان و نظام الملک کے جس کے افعال پر چند ذیلی شبہات تھے
۱۴۔ جسے ظہر رکھنا تھا بدھ مرثون کا حلیہ تھا محمد خان کی بیانات کی صداقت کرتا
ظاہر ہے کہ محمد خان نے قلیل سپاہ و روپیہ سے گونہا دی تھی تو اسے
۱۵۔ جو امیر لاکھڑے بدولت فوج سلطان کے انجام کو پہنچا
۱۶۔ محلات بمقابله مرہستان
۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

2. a. $\frac{1}{2}$

1

22

;

8

10

i.

4

2

4

•

راجہ کے قلعہ بڑاچھوڑ کے آگستہ میں سے بہت رات تک گوکہ اندازہ ہوا
 ان میں قلعہ کے خندق کے نزدیک جو مکالوں کے گرد و خیمے تو پختے قائم کرنے لگے مگر چھوڑ
 ریلی میں جاگ گیا اور سو تھر میں جو ایک مضبوط جگہ اسی کے قلعہ میں تھی پناہ گیر ہو گئی
 محمد خان نے دیکھے جس پر نزدیک گھاٹ چار کھاجری کے خیمہ زن ہوا اور فوج مغرور
 قسب میں گئی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان نے کچھ روپیہ لیکر اس جگہ
 پر ایک خاص سکے خطوط میں کچھ بیان نہیں ہے کہ یہ معاملہ کیسے انجام کو پہنچا
 محمد خان طغرخان کی ہم میں جو شہنشاہی میں (مطابق شہنشاہی) شہنشاہ
 ۱۰۲۱ھ بمبئی شہر تک نہ تھا اور نہ ہم فرار الدین خان میں جو شہنشاہی میں (مطابق شہنشاہی)
 ۱۰۲۲ھ بمبئی شہر تک رکھنا تھا اس وقت میں محمد خان کو ایک خطرناک مرض پیدا ہوا
 ۱۰۲۳ھ بمبئی شہر تک اسے سوائے آب رنج کے نہ کچھ کھایا نہ پیا
 ۱۰۲۴ھ میں (مطابق ۱۰۲۳ھ عری) یا ۱۰۲۵ھ میں (مطابق ۱۰۲۴ھ عری)
 شہنشاہ محمد خان نے بادشاہ کو خبر دی کہ پیر راجی راؤ محمد دیگر شہنشاہی کے بند
 بیکر اور کچھ لوگ محمد ۱۰۲۵ھ سواروں کے حنا کے کنارے پر آئے تھے اور بہت
 قیامت خیز تھے جہاں کہہ دیا پایاب تھا اور یہ بھی انہوں نے کہ یہ لوگ دو اب
 ۱۰۲۶ھ کے میں جواب اسکے بادشاہ نے تحریر فرمایا کہ پیر راجی راؤ
 ۱۰۲۷ھ کے میں اور انہوں نے دشمنوں کو راہ دی ہوا اور اپنا معلوم ہوا ہے کہ وہ

مگر سگندہ اور شہر کے کھنڈ

لوگوں کے زمینداروں کے

یا زمین پل کی

یا زمین کے باقیوں کے

کے زمینداروں میں یا وہی اور شاید

میں طالبیہ اور شہر کے کوہ فواب کھان کی قلعے کے دریا

کے زمینداروں کی یا کھان کے زمینداروں کی

کی کے زمینداروں کے یا کھان کے زمینداروں کے

کے زمینداروں کے یا کھان کے زمینداروں کے

کے زمینداروں کے

کے زمینداروں کے یا کھان کے زمینداروں کے

کے زمینداروں کے یا کھان کے زمینداروں کے

کے زمینداروں کے یا کھان کے زمینداروں کے

کے زمینداروں کے یا کھان کے زمینداروں کے

کے زمینداروں کے یا کھان کے زمینداروں کے

خاکستری میں کر گئے۔

یاد خان اور دلی سید اس پر اس کے سوا کسی نام کے دونوں ناموں سے

معلوم ہے۔ دلی میں یہ کہ اس کو بھوکا بچا دیا جاوے اور پھر

اور پھر اور نام پر وہ بچا لیا جاوے رہے مبارک اللہ کے

معدنیہ نے اگر اپنے خاکی تر دوات سے حیات پاؤ

نے بھی محمد خان کے ساتھ اب مرگت و اکھا

اور محمد خان کے جو سنگ کے خواب میں

پ کے وطن کی سیاست کی جس کی آمدنی ایک

موجودہ دلی اور تمام نظامت اکبر آباد کی

یہ سوام و اجوت و نو نر کے ساتھ سو وقت طائر کرے

نے وہ کہا سنگ کی خبر لیگے ایک ہندوستان

کا عادی ہے کہ یہی واقعہ کا کہ گئی

یہ ایک گدی سے نر کے دلی

یہ ایک گدی سے نر کے دلی

یہ ایک گدی سے نر کے دلی

یہ ایک گدی سے نر کے دلی

۲

۱

۱

۲

۲

۱

۱

۲

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

و اما در تشریح او فرمود که در باره معانی آن الک که در لغت معنی
بسته و محصور است و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است

و اما در تشریح او فرمود که در باره معانی آن الک که در لغت معنی
بسته و محصور است و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است

و اما در تشریح او فرمود که در باره معانی آن الک که در لغت معنی
بسته و محصور است و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و اما در تشریح او فرمود که در باره معانی آن الک که در لغت معنی
بسته و محصور است و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است
و در اینجا به معنی آن که در محصور است

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور اس کے ساتھ ساتھ

اور کتا پ خانہ اور نشان بردار طاقی سے لیا گیا اس عرصہ میں شیخ الہ یار پہنچ گیا اور شاہ نے
 نے بائیں طرف سے دشمن کا مقابلہ کیا غنیم کی فوج کے سوار یہ خیال کر کر کہ فتح حاصل ہو چکی ہے
 اگھوڑوں سے اتر کر ایک خشک تالاب کی آڑ میں بیٹھے ہوئے تھے جب اہل اسلام قریب پہنچ
 کے سامنے بھاگ گئے صرف نعل بکرا حجت اور حسرت سنگ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو پائے بغیر
 آدمی پیدل بھاگ کر ایدھر اودھر چھپتے پھرتے تھے اور شیخ الہ یار کی فوج اُن کے تعاقب میں
 بھی بہت سے گھوڑے بسبب ناہمواری زمین تالاب کے گریڑے اور اپنے سواروں کو بھی گرا دیا
 شیخ دین محمد لکڑی کو سبب اُس کے کہ دزدہ بکتر کے بوجھ میں دبا ہوا تھا اور گھوڑا بھی اُس کا سینہ
 سے ٹکرا ایک گز دھڑکتے ہوئے راجپوتوں کے اگھیر اور گھوڑے پر سے اُس کو کھینچ لیا اسپر بھی اُس نے
 اور آدمیوں کے سر کاٹ ڈالے اور قریب پر اُسکی تلوار ٹوٹ گئی باقی ماندہ سات میں سے ایک آدمی
 اپنے چاہا کہ شیخ دین محمد کے ساتھ کشتی کرے کہ اس عرصہ میں سید محمد لازم شیخ الہ یار اپنے
 گھوڑے پر سوار آہو بچا اور اُس کو چھوڑا ناچا لیکن دین محمد نے اُس کو منع کیا اور کہا کہ تم مت بول
 محکمہ کرنا اور دین محمد سے درخص بھاگ گئے اور ایک شخص غصہ کرکھا کر گز اور دین محمد نے اُسے ایک لپٹا
 کر مارا کہ وہ مر گیا باقی ایک راجپوت کو سید محمد نے زخمی کیا اُس راجپوت نے اپنی تلوار ڈال کر
 بچ جا ہی۔

اسکی عمر اُس وقت میں پندرہ یا سولہ برس کی تھی لیکن اچھی پرستش اس عمر کو دیکھ رہا تھا
 کہ کوس تک باہر تھپ کیا گیا یہاں تک کہ وہ دھواگ بھی پورے سپاہیوں تک بھاگا دیے گئے صبح کو
 اُس کو شمار کی گئیں تلوار کی جانب تراشی تھی زخمی ہوئے تھے وہ سات آدمی

جان سے ملے گئے تھے

نادر شاہ کا حملہ

جب نادر شاہ نے نوردی سلطان علی شاہ کو ہندوستان پر حملہ کر کے مال کی قدر
بادشاہی فتح کو شکست دی تو اس سے ایک نذر پیش کر دیا۔ بادشاہ نے جواب دیا
کہ جو نذر میری جوت سے بڑی تھی وہ میری جوت سے بڑی تھی۔ اس کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ محمد شاہ مہملہ
میں آباؤ اب محمد خان کو بادشاہ کے نزدیک رکھ کر دے تو نے کامیابی حاصل ہو اسی طرح کی
میں جواب محمد خان آ کر کہ جس کے پاس تھی اس کے پاس میرے پاس ہے۔ نادر شاہ نے اسے
محمد خان کو بلوایا۔ بادشاہ نے اسے کو بھیجا لیکن محمد خان نے کہلا بھیجا کہ میں
خدا صحتی مر رہا ہوں۔ اگر کار نادر شاہ کے دو تھے تو میرے ہر شاہ کی خواہش کے عین گئے تھے
محمد خان سے کوئی صورت نہ تھی کہ وہ دیکھ کر اپنے رہائے کہنا کہ میرا آخر وقت ہے۔ وہ
اور میرا کیشہ اور عود اور دستار پہن کر اور دھال لگا کر دوبار شاہی کو روانہ
محمد خان کا بیٹا احمد خان ہی اسے بات کے ہمراہ لے کر محمد خان کے پاس لے گئے۔ وہ
ساتھ لیا تھا کہ اس میں ایک تاجی آدمی تھا۔ اس نے اسے بات تو لایا کہ اس میں
سے نادر شاہ اور محمد خان کے پاس تھے۔ اس میں صاحب محمد خان کو بھیجا۔
کہ میں یہ جانتے تھے۔ نادر شاہ کے پاس اسے دو دو دلا بھی گئی۔ تلواریں
کھڑے تھے۔ عرض کی تھی کہ محمد خان کے پاس میری کی اطلاع کی اور یہ بھی عرض
میں جو اور نادر شاہ کے پاس میرے پاس لگا کر تاجی آدمی کو اسے ایک سیاسی

حسد نہ لانا مطلوب ہو اگر محمد خان بھڑک گیا جاوے تو ہم شاہ کا مقابلہ کریں جب محمد خان نے
 باوند سے اس بارہ میں گفتگو کی تو ادل تو دوزخ سے منظور کی گئی لیکن پھر نا منظور ہوئی۔ جب
 باجی راونے ناوڑ شاہ کے چلے جانے کے بعد تمام اگین کو واسطے برہی تدا میر خاندان تہوہ کے
 متفق ہو کر ناپا تدا محمد خان بھی محمدان درکن کے متعلق نام تحریر بھی گئیں ذاب محمد خان
 بہت متول جواب دیا اگر خود اسکو اعتراض تھا کہ ایلدوی امور میں اسکو بہت کم حظ حاصل ہے۔ دہ
 فتنے سپہ سالار و فادہ اور سرابغیہ سے یکے کے بعد دوسرے ایک شاعر کا جھکا نام یہ ہے سر فرخ
 یکن اللہ و حکم خداوندی۔ یہ خاندان عالم خراب ہے پتہ تشبہ مثل سراب ہے جو کمین پر نقش
 رنگ پر جو کجاں جو مثل صاب ہو سکتا ہے میں باجی راونے کے مرے پران بند میر کا خاتمہ ہو گیا

اکبر خان کی وفات

قریباً اسی وقت کے (۱۱۱۱ھ) مطابق ۱۷۹۸ء) نظام الملک اور غازی الدین خان کو کا
 ہما میرا سلطانا امام تہوہ وادہ محمد خان کو صوبہ اللہ آباد پر بحال کر دینے کا وعدہ کیا لیکن خلاف
 وعدہ کے صوبہ الہ آباد میر خان محمد الملک کو دیدیا اسوجہ سے محمد خان کو نظام الملک
 اس کے بیٹے نے سچ پیدا کر گیا محمد خان بلا حصول اجازت فوراً چھوڑ کر باجی ریاست کو چلا آیا
 شہر مان خان اور دوسرے ملتان کے کثیر کے ساتھ اس حکم سے پہلے کہ محمد خان کو اسکی ریاست
 سے نکال دین ذاب محمد خان کے متعلق تھا اس سے پہلے کہ محمد خان دوسرے ملتان کے
 کو تھا جس کے لئے عجب اکبر خان کے ساتھ دس ہزار سوار بھیجے اور احمد خان کے ساتھ پانچ سو
 اور ایک سو دو سو کتبیں ملا دے اسکے سپاہی بھی بہت کثرت سے تھے سکندر راہو ضلع علیگڑھ

موجود تھے نادر شاہ نے ایک پہلوان کو بلایا جو بڑا قد اور جوان تھا اور محمد شاہ سے کہا کہ اُس کو
 کوئی کشتی لڑے گا محمد خان نے اُس کے ساتھ لڑنے کا قصد کیا لیکن شیخ زادہ نے کہا کہ میں لڑوں
 تو محمد خان نے اُس پر ہنس کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ فوج کی ہنسی ہو لیکن شیخ زادہ نے ایک رشتہ دار
 کو اس امر سے بہت تردد ہوا اور پوچھنے کے بدلے سے ٹپکنے لگا اور اُس نے جناب باری میں دعا کی اپنے
 جوڑ کو دیکھ کر فارسی جوان نے کہا کہ میں اُس کو اپنے نیزے کی نوک پر اٹھا کر چھینک دوں گا۔ وہ لڑنے
 نے ایک دوسرے پر گھوڑے دوڑائے فارسی پہلوان نے کسی دھڑکاؤ سے دیکھا مگر شیخ کو نہ چھو سکا آخر کوسکا
 بھالائی شیخ کے جوشن میں گھس گیا اور فارسی نے اُس کو گھنٹی کی پھیر سے اپنے نیزے کی نوک پر
 ایک ٹپکے اٹھا لیا اور سید خوں اُس کے پس سے نکل آیا نادر شاہ نے لگا اور دوسری جانب
 والوں کے چہرہ پر آٹا نجات کے طابان ہوتے نہایت زخمی ہونے کی حالت میں ہمارے سر پر
 ایک تیر چلایا جو اُس کے خود اور اسکی ذمہ سے گزرتا ہوا اُس کے گھوڑے کی پیشہ سے گذر کر زمین پر
 گر آیا فارسی جوان ایک نہایت اُس طرح نیزہ کو ہاتھ میں سے ہوتے گھوڑے پر چکر اڑا شیخ نے اسی
 حال میں کہ نیزہ اُس کے بدن میں چھبوا تھا یا وہ لہجہ کہا کہ اُوں اور اُس شخص کو شاہ کو یہ بہرہ دے
 نادر شاہ نے شیخ کی نہایت تعریف کی اور اُس کو ایک خلعت عطا فرمایا۔ ساتویں صفر ۱۱۷۱ ہجری
 ۵ مئی ۱۷۵۷ء کو نادر شاہ کو ام مال و اسباب سے لکھنؤ میں سی ہوا نادر شاہ نے محمد خان کے چہرہ میں
 نادر شاہ کے چلے کا حال بہت کم بلکہ نہیں پر غالباً اس وجہ سے کہ وہ اُس نے اپنے رشتہ داروں میں
 حاضر نہ اور خطوط کے لکھنے کا موقع اُس کو بہت کم ملا صرف ایک غریب جو بھی ملاو کے نام ہی
 لکھتا ہے کہ جب نادر شاہ نے قلعہ پر حملہ کیا تو کابل کے افغانوں نے یہ لکھا کہ ہم کو صرف ایک

[illegible][illegible][illegible]

میں نے ان فرجین کا حال دیکھا اور انہوں نے اپنے سرداروں کو ہدایت کی تھی کہ کسی جان بیکار
 کو شہ پر سوار ہو کر وہاں جنگ میں نہ جاسے۔ دیکھا کہ محمد خان کو بہت حال تھا کہ اگر بخوان کی ایک جوان
 اور خیر مزاج آدمی کو اسے دیکھ کر میں نے اس کو بھیجی تھی مگر اس نے اسے ادا کیا اور اسے اس کے پاس
 بچاؤ میں لے کر اس کو بخوان کو سیدان جنگ میں باقی رہا کہ اس نے بخوان کا لاکھ لکھ لکھ
 ہرگز سے آگے نہ بڑھا کہ بخوان نے چلا کر کہا کہ تم بھی دیکھو تم اپنا دھنچا میرے سردار کو
 بخوان کے مزاج میں نہایت سخت تھی حالانکہ بخوان ایک بہت ہی اچھے شخص تھا
 اگرچہ خیال میں بخوان لایا کہ اس کے ذہن میں بہت بات تھی کہ محمد خان کے سب سے بہتر آدمی کا
 دانشمندی ہو گا احمد خان کو بخوانی کے لیے سخت اصرار کا نہایت حال ہوا اور اس نے اسے بخوان
 اور کو لے گیا اور اسی شروع ہوئی اور وہاں سرداروں کے ساتھ تھے اسے قتل ہوئے اور بخوان کی
 فتح حاصل ہوئی تھی احمد خان نے اسی طرح کی حالت میں دہلی کے شہر بخوان کی طرف ہوا کہ
 خیر کا حکم دیا ایک نیکو کا گورہ بخوان کے مزاج میں رہا کہ اگر بخوان ہی مگر دیکھا کہ اس کی
 فتنہ کو گھر لائے محمد خان کو لکھنؤ کے رہنے کا نہایت اصرار تھا اور وہاں تک کہ وہ گھر
 لے کر نہ آیا کہ وہاں نہیں گیا۔

محمد خان کا علی احمد خان کی طرف سے
 ایک خط کی تصویر میں بخوان دیکھی گئی

۱۱۵۲ ہجری بمطابق ۱۷۳۹ء تاریخ ۱۰ شوال ۱۱۵۲ ہجری بمطابق ۱۷۳۹ء
 یہ خط لکھا کہ اسے حکم دیا گیا کہ علی محمد خان کو لکھنؤ کے رہنے کے وقت میں ہی لکھا

سری نگر اور سر مور بہت نے اپنے بھائی کو صلح کے واسطے بھیجا تھا صرف کے
گرنے کی وجہ سے وہ پہلے دو روپوں کے چلے گئے تھے اور جلد آنولہ کو لوٹ کر آئے تھے محمد خان
اپنی تحریرات میں اس رائے کا ذکر کرتا ہے جو اسے اس بارہ میں دی تھی کہ چونکہ اب ہوا نہایت خراب
ہے اور پیداوار کم ہے لہذا اسکا تصفیہ کر لینا چاہیے محمد خان کا بیان ہے کہ اگر کہیں دولت معاملہ کا
طریقہ نامثل فتح کے سمجھے اور اسے علی محمد خان کو بہرہ رائے دی کہ وہ دیار میں اس امر کی اطلاع دی
کہ میں آپکے خوش کرنے کے لئے پہاڑ چھوڑ کر آنولہ لوٹ آیا۔

نرائند اس کا نجیب علی خان کی لشکر کو لوٹنا

نرائند اس راجہ سنگھ سوانی کا ایک افسر محمد اور میں انتظام قائم رکھنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا
نرائند اس کے قیام کی حالت میں اسکی فوج نے سبب نہ ملنے سے تنخواہ کے باغی ہو کر نجیب علی خان
کے لشکر کو لوٹ لیا نجیب علی خان قمر الدین خان وزیر کی ماتحتی میں ایک افسر تھا جو اسوقت کہ پل میں
تھیں کرتا تھا اور اب محمد خان نے جو اسوقت میں شکوہ آباد کا فوجدار تھا اسے سنگھ پور شایستہ خان
کو نرائند اس کے پاس اس قبائیش کی غرض سے بھیجا کہ وہ سب مال و اسباب جو لوٹا گیا ہے
واپس کرے برہم خان صاحب کچھ آدمیوں کے نجیب علی خان کی امداد کے واسطے بھیجا
گیا اور جعفر خان بخشی کو بھی حویرہ میں جا کر پرغا متعاقب جلسے کی ہدایت برہم خان منگل خان بگڑ
اسی غرض سے بھیجا گیا جب منگل خان سرے جیت مل پہنچ گیا اور جعفر خان اٹاوہ کے قریب
آگیا تو نرائند اس جینا کے باباب گھاٹوں سے بھاگ گیا منگل خان اور جعفر خان نے اسکا تعاقب
کیا اور ایک باغی اور غاصب کے قتل اور چند بیکلہ اور نو بہن بھگت گازی اور بیل کے آپس سے

پاس پہنچ گیا تھا اور چند روز سے اُس کی لشکر میں تعینم تھا تب وہ درخصتہ ہوا اور راجہ جیو پال
 دیویش میں کوس کی منزل میں کر کر علی محمد خان کی فوج کے قریب پہنچا جو اولہ سے آٹھ کوس پر
 پری ہوئی تھی اسی وقت پانچویں محمد خان نے علی محمد خان کو یہ لکھا کہ اس وقت میں روپہ کا حال
 نہ کرنا چاہئے بلکہ معاملات کو چھوڑ کر دینا چاہئے من من نہاری فوج کو بھی نہیں دیکھا اور نصرت اور
 اچھی ہوگی لیکن وہ دوستوں کی امداد سے بہت سے بوجہ حسن انجام دے سکتے ہیں مگر چاہئے کہ
 اپنے مقامات کا استحکام کر دو اور آدمی اور روپیہ کی فراہمی کا بندوبست کرنا چاہئے اپنے ساتھ
 کوس جگہ سے ہٹا کر ایک ناکہ پر تعینات کرنا چاہئے کوئی غنیمت یا غناعت زمین کو کہیں اٹھا نہیں
 سکتا اور جب دشمن میں یا ہو جاوے تو فائدہ جات چھوڑ سونام ہو سکتے ہیں اگر فوج جا چکا ہے
 رہی تو ایک روز ستر کی دروہیں کر سکا اگر ایک گروہ کو فوج کی شکست ہوگی تو باقی سب بیدل
 ہو جائیں گے من نے ان سب اٹھکا جو یہ کر لیا ہو جہانگ علی دہری کے ساتھ گھٹ کرنا چاہئے
 اور اس وقت سے نجات پانے کے لئے روپہ خرچ کرنا چاہئے اگر کسی طرح معاملہ علی ہوا اور اکیلا
 یا اسی خرچ کر کے دوسری کام نہ سکے تو معاملہ علی کے ساتھ میں غرض کرنا چاہئے یہ معاملہ اور
 جتنی شکست ہا کہ قبول ہو جائے گی وجہ سے ختم ہو گیا محمد خان نے وزیر سے تاکید
 اپنے علی محمد خان کی سوارش کی اور روپہ کہ علی محمد خان کا ارادہ لٹنے کا تھا اور یہ نصرت
 میں لئی اُس میں اُسکا کوئی صورتہ تھا اور اب علی غناعت کے لئے موجود و جواب محمد خان
 کی خط کتابت اس خط پر ختم ہوئی جس میں پانچویں محمد خان نصرت پری طانی سے روپہ کے لئے کوئی سہارا
 کا اور نصرت کا یوں میں بھیجا جو سہارا ہی لگ کر سہارے کے لئے پار بھاگ گئے تھے اور نصرت

اودہ کو جو برہن تک ٹھگندہ میں مقیم رہا تھا پھر مد علیجان نے کہا کہ مجھے اس مرنے کے انہ کھانے کا اتفاق نہیں ہوا اور اسے چند قلمیں اس درخت کی ٹانگیں نواب شوکت جنگ نے قلمیں دے جانے کی اجازت دی لیکن جس روز سے اس درخت میں سے قلمیں لگتیں اسی دن سے وہ اصل درخت خشک ہونا شروع ہوا اور ایک سال کے اندر بالکل خشک ہو کر جاتا رہا۔

محمد خان کی وفات اور اس کا چال حلین

محمد خان کی وفات کا زمانہ آہنچا تھا اسی سال سے اس کی عمر تیرہ سو تھی کہ اس کے گلے میں ایک بھوڑا نکل بادشاہ نے یہ خبر سنا کہ ایک خط عیادت میں عیجا اور اپنے خاص طبیبوں میں حکیم علوی خان روانہ کیا لیکن حکیم صاحب کے علاج نے کوئی فہر نہ بخش اور دوسری ذیقعد ۱۱۰۷ء میں جیسے مطابق دوسرے لکھنؤ کو محمد خان نے داعی حق کو لبیک کہی جب محمد شاہ نے محمد خان کی وفات کا حال سنا تو بہت تاراج کہی دستوں باب ملک ہند آقا دکن سے کوئی تین گھنٹہ پیشتر نواب اپنی طاقت خدا داد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیرہ سالہ بستر سے اٹھایا اور جمعیت پر اس زور سے نکلے گا کہ تیرہ عیت کی کڑی میں گھس گیا حیات باغ واقع موضع میکپور خورد پر گرنہ پھاڑا میں جو کھردورہ کوئی آدمی پر بجانب غرب واقع ہر نواب محمد خاں دفن کیا گیا مقبرہ ایک طرز جو یہ واقع ہر ایک بہت بلند قبہ سے مسقف ہر جوہر چار جانب سے چندیل کے فاصلہ سے نظر آتا ہے یہ مقبرہ نواب نے اپنی حالت حیات میں بنوایا تھا اور اس کے گودے کے ایک باغ لگا دیا تھا جس پر شمس کے بیوہ دار درخت جو بدلی میں مل سکتے تھے موجود تھے اس باغ کے آب پاشی کے لئے چالیس کوٹے بنوائے گئے تھے اور ماہ گانوں کا محال اس میں مرف

محمد خان کی وفات کا حال سنا تو بہت تاراج کہی

اسکے بیٹھنے کے لئے اور وہی کھانا اسکے کھانے کے لئے ہوتا تھا اور آتیوے لوگوں کو اس بات کا تعجب ہوتا تھا کہ اس قدر دولت اور قدرت والا آدمی اور اس قدر اسکی سادہ عادتیں جب کوئی شخص وارد ہوتا تھا تو اب ہر روز کسی چیلہ کے نامزد کرتا تھا کہ رفق برق ہو کر اسکی خدمت میں حاضر رہے ایک مرتبہ نواب امیر خان عمدۃ الملک محلہ اپنے ساتھیوں کے پورب سے آنے ہوئے فرخ آباد میں ہو کر گذرا اسکے سامنے ایسے زمانہ اطوار تھے کہ وہاں کھانا میں کاجل لگاتے تھے دانتوں میں مٹی ملے تھے ہاتھ پیروں میں ہندی لگاتے تھے انگوٹھی پھلے اور چاندی کے تعویذ اور کاؤن میں بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی بھی یہی وضع تھی اس کا خیمہ لکھنؤ لا باغ میں نصب ہوا جو نواب قایم خان نے قبل اپنی مسند نشینی کے لگایا تھا قایم خان امیر خان کی ملاقات کے لئے گیا کیونکہ وہی سے اس سے ملاقات تھی امیر خان نے قصد کیا کہ نواب محمد خان کی ملاقات کے لئے جاوے قایم خان نے کہا میں آج بابا خان (اپنے باپ) کو اطلاع کر دوں تو کل آپ کو لیچلوں گا چنانچہ قایم خان اسے بھیجے گا اور اپنے باپ سے جا کر کہا دوسرے روز دیوانخانہ ایک سید چاندنی سے آراستہ کیا گیا اور ایک سادہ گاؤں تک یہ رکھا گیا اور محمد خان نے ایک اور بچی کو بھی جیسی کہ اس زمانہ میں مٹی میں ہنسی جاتی تھی سر پر رکھی اسکے سامنے ایک پاندان رنگین لکڑی کا اور ایک بھول کا اگلا دیاں رکھا گیا امیر خان پہونچا اور نواب محمد خان کے برابر بیٹھایا گیا اور اسی دیر کے بعد نواب محمد خان نے پاندان میں سے ایک بنا ہوا پان نکال کر اور ایک لکڑی کے عطر دان میں سے ایک شیشی عطر کی

[illegible]

ہوتا تھا روشتخان چیلہ خاص اسکی نگرانی پر متعین تھا جب کہ مقبرہ کی بنیاد کھودی جاتی تھی
 تو ایک لوہے کا گز پانچ من کا وزنی پایا گیا سحراروں نے چاہا کہ اسکو قبہ کی چوٹی پر نصب کریں
 لیکن روشتخان نے کہا کہ پانچ من لوہا بہت آسانی سے مل سکتا ہے اور اسنے ایک کھنس نکالا
 بنوا رکھا ہے تب وہ لوہے کا گز باغیچے ہوا زہ پر ڈالیا گیا اور نوجوان لوگ ہر روز بطور قوت آزمائی
 کے اسکے اٹھانے کے لئے جایا کرتے تھے ۱۷۹۱ء عہد ناصر گنگ میں کسیطیح وہ ٹوٹ گیا نو
 ٹکڑے اسکے ۱۷۹۹ء تک ٹوٹا ہوا پڑے تھے اور یہ اسکی پوجا کرتے اور یہ کہتے تھے کہ
 یہ ہم سیمین کے بھالے کا سر ہر نواب محمد خان نے آخر تک اپنی سادہ وضع اور سہل سہانہ
 ظرفیوں کو نہیں چھوڑا اسکی عادت تھی کہ اپنی جینٹ سے تار بونی کام نہیں کرتا تھا غور اسکے
 پاس ہو کر نہیں نکلا اور خود آرائی اس میں نہیں تھی وہ ہمیشہ بالکل سادہ کپڑے پہنتا تھا اس کے
 دیوانخانے اور مکان میں صرف چٹائی کے صنوں کا فرش تھا اور اس پر پٹھان اور چیلہ اور
 اور لوگ بیٹھتے تھے نواب خود کبھی کبھی گدی پر بیٹھتا تھا اور کبھی وہ بھی نہیں ہوتا تھا چٹائی
 جب حاضر ہوا کرتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے اجی نواب سلام علیک او انہیں صنوں پر بیٹھ جانا
 تھے اور کھانے کے وقت پانچ سو یا چھ سو پٹھان ایک ہی دسترخوان پر کھاتے تھے ہر ایک
 شخص کو برابر حصہ دیا جاتا وہ سیر کے وزنی اور ایک تارہ گوشت اور ایک سلاخی دلا دیا کرتے ہوتا تھا برابر
 ملتا تھا اور یہی کھانا نواب کے سامنے ہوتا تھا پٹھا اکثر گالے جھینس کا پلاؤ کھاتے تھے اور یہی
 نواب کو بھی مرغوب تھا اسکو چٹائی پسند نہیں تھی کہتے ہیں کہ اسکے باورچی خانہ کا خبی پانسہ
 روپیہ روز کا تھا جب کوئی ایئر ہلی سے نواب پاس آتا تھا کوئی نی بات نہیں کی جاتی تھی وہی چٹائی

ہر ذات کی عورتیں تھیں ان میں سے بہتوں نے اپنے مالک کا چہرہ تمام زندگی میں ایک ہی مرتبہ
 دیکھا تھا لیکن تمام عمر انکو ماہوار خواہ جواباً مقرر ہوئی تھی برابر ملتی رہی سترہ سو محل میں سے
 کوئی نو سو نو سو اب کی زندگی میں سر چکی تھیں جسکی قبر میں بلند باغ میں تھیں جہاں کوئی مرد نہیں
 دفن کیا جاتا تھا قاعیم خان کے وفات کا حال معلوم ہونے کے غور سے دونوں کے بعد محمد خان
 کی بیوہ بی بی صاحبہ نے بہایت ہرشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوادیں
 اور ان دہشتہ عورتوں سے یہ کہلا بھیجا کہ تین دن کی بہلت تم کو دیکھائی ہو اس عرصہ میں اگر تم
 نکلیا جانا چاہو تو چلی سکتی ہو تم میں سے جو رہنا چاہیگی اسکو چکی ہوئی اور گری کا کپڑا ملے گا کیونکہ
 نہ محمد خان نہ قاعیم خان زندہ ہی جو تہاری برداشت کرے قریب چار سو عورتوں کے اپنا مال
 متاع لیکر چلی گئیں صرف چار سو عورتیں بی بی صاحبہ کی جو کی روٹی پر پڑی ہیں۔

چیلون کا بیان

مسلمانوں میں علاموں کا رکھنا اور بالائے سب سے بڑے نزدیک بہت کم ایسے لوگ
 ہونگے جنہوں نے آخر تک اس طریقہ کو ایسی کثرت سے اختیار کیا ہو جیسے محمد خان نے علاموں کو
 برابر والوں پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دی جاتی تھی علام فوجوں کی سپہ سالاری کرتے تھے
 اور محمد خان کے بیان ایک باوی گاؤں میں علاموں کا تھا محمد اسباب ترجیح کے ایک یہ سبب اگر اسکی
 برادری کے چنے منو کے چٹانوں نے ایک مرتبہ اسکو بہت تنگ کیا تھا یعنی ان میں سے بہتوں
 کے پاس ستا چری کے پٹہ پر گزرن کی تھی اور جب کبھی حاصل کی بات اسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ
 مسعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہیں دیتے تھے اگر کوئی ان میں کابلت باقی رہی

نہایت ہرشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوادیں

محمد خان نے علاموں کو برابر والوں پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دی جاتی تھی علام فوجوں کی سپہ سالاری کرتے تھے اور محمد خان کے بیان ایک باوی گاؤں میں علاموں کا تھا محمد اسباب ترجیح کے ایک یہ سبب اگر اسکی برادری کے چنے منو کے چٹانوں نے ایک مرتبہ اسکو بہت تنگ کیا تھا یعنی ان میں سے بہتوں کے پاس ستا چری کے پٹہ پر گزرن کی تھی اور جب کبھی حاصل کی بات اسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ مسعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہیں دیتے تھے اگر کوئی ان میں کابلت باقی رہی

نکال کر عطران محمد خان کو دیکر خست کیا نواب امیر خان کو اس فقیرانہ مدارات پر ہنسی آئی اسے
 راہ میں قایم خان سے کہا کہ اگر چہ تہار بابا بون ہزاری پر لیکن ایک دہائی سا معلوم
 ہوتا ہے تم کو بون سین اپنے باب کو سمجھانے قایم خان نے اس بات کو مذاق میں مالک دیا امیر خان کے
 چلے جانے کے بعد نواب محمد خان نے اپنے چیلے جعفر خان مخفی کو جس کے نام سے حکم فرمایا جعفر خان
 اس تک شہر پر حکم دیا کہ ایسی دعوت کرو کہ ہمارا نام دہلی میں برائی کے ساتھ نہ لیا جائے جعفر
 نے کئی ہزار بچاندی کے برتن نکلے اور کئی ہزار روپے کی قیمتی سنہری کنجواب کٹوا کر اپنے تمام باغ
 میں سرخ بانٹ کا شش کروہوا شہر کے تمام گائیوالے ملائے بلوائے گئے اور نہایت
 کھانے پکوائے گئے نواب محمد خان نے امیر خان سے کہا بھجوا کہ جعفر خان کے یہاں حق جاگی
 دعوت ہو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امیر خان کے ساتھ کئی آدمیوں نے جاکر چاندی کے
 ظروف خالی کر کر صاحب خان کے ملازموں کے حفاظت سیر دکر لیکن جعفر خان نے انکار کیا
 اور کہا کہ یہ خدمت گزاروں کا حق ہے اور سنہری کنجواب سب بندہوں کو دیدی گئی یہ حال
 دیکھ کر نواب امیر خان نے محمد خان کی تعریف میں بہت سی باتیں کہی دوسری ملاقات میں نواب محمد خان نے
 ایک خوشنما تحفہ پیش کیا اور معذرت کی کہ مجھ سے آپ کی کچھ خاطر تواضع نہیں ہو سکتی کیونکہ
 میں ایک سپاہی نادانی ہوں نواب محمد خان جیٹ من پرست تھا اس کے ہاتھ میں لڑکے اور اس
 لڑکیاں جن میں جو جان ہوئی اور انکی شادیاں ہوں اگر ملازمت کی تعداد پر خیالی کیا جائے تو کہا
 جاسکتا ہے کہ وہ پیمان نامی تھا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے حملات میں شہر میں جو عورتیں اس کے ملازم
 نوکھانے سو سو عورتوں کے علیحدہ تھے جن کا بھی جلد کوئی راجرت نہ رہیں سب مستی میں

نہیں ہوئی تھی جو باقی رہے انکی اولاد اب تک موجود ہے اور غنفر بچہ کے لقب سے مشہور ہے
 اپنے اولاد غنفر کو کہ محمد خان کا لقب غنفر جنگ تھا نواب محمد خان کی زندگی میں یہ لوگ چلیے
 نہیں کہلاتے تھے بلکہ فعل سرکار کہے جاتے تھے استہار کے کام انکے سپرد ہوتے تھے نواب کا
 تمام جاگلی انتظام انکے سپرد تھا اور تمام سامان انکے تفویض رہتا تھا انیس سے بہت چلیے لکھو
 بادشاہ کے حضور سے خطاب نوابی کا چلیے کیا تھا جو چلیے حس ذات کا ہوتا تھا اسی ذات کی
 لڑکی کے ساتھ اسکی شادی کی جاتی تھی مثلاً راجپوت چلیے کو راجپوت لڑکی اور برہمن کو برہمن بیٹہ
 نواب احمد خان غالب جنگ کی عہد تک سلسلہ انعامیت جاری رہا اسکی بعد سب
 آپس میں ایسے غلو ہو گئے کہ اب ان میں کوئی قوم کا امتیاز نہیں ہو سکتا ان چلیوں میں سے بعض
 بڑے بڑے راجاؤں کی لڑکی بھی تھیں جو اپنی بد نصیبی سے گرفتار ہو کر مسلمان کر لئے گئے تھے
 چنانچہ شمشیر خان مسجد واسی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک بنا فر راجپوت تھا
 شمشیر خان قوم تھا برہمن خان کو روادو خان برہمن فوس علی ہذا نواب محمد خان چلیے اپنے چلیوں سے
 لے کر ایک ایک کر کے یہ سب مال و مہربان اور جو بہت جمع ہو سکے جمع کر دیا تاکہ تنگی کی وقت
 سے اس کو ہر کام میں لگایا جاسکے لیکن جو شخص کسی گاؤں میں بچہ عبادت بنواتا تھا وہ فوراً ملازمت
 سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا جو غلام انیسوں و گارے کے مکانوں کے اور کسی عمارت کے بنانے کا حکم
 تھا چلیے کو اجازت تھی کہ ایک کمرہ بطور دیوان خانہ کے بنا لیں صرف یا قوت خان خان بہادر
 اس اجازت سے مستثنی تھا جسکا مقرب ہم ذکر کرتے ہیں جو چلیے کم عمر تھے ان کی تعلیم کے لئے ایک
 مدرسہ بنایا گیا تھا تمام مقرر تھیں کوئی لڑکا پڑھنے لکھنے لگتا تھا تو وہ نواب صاحب کے زیر موشی

قی کیا جاتا تھا تو تمام پٹھان مسلح ہو کر امداد جنگ ہو جاتے تھے اور انکو چھوڑا لینے تھے اسے
 سب سے نواب محمد خان نے قدرت حاصل ہونے کی چند سالان کے بعد بہت سارے افغان
 کو بھیجا اور بگیش قوم کو جو اس ملک میں آباد تھی اس امر پر جو بھ کی کہ اس ملک کو چھوڑ کر شہر
 فرخ آباد میں آباد ہوں بخود کے آئے اٹھارہ شخصوں کو منتخب کر کر جہاد کیا ہر امر میں انکی رعایت
 ملحوظ رہتی تھی اور نواب انکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اپنی لڑکیوں کے ساتھ انکی شادی کی تھی
 اور شہر میں انگا کے کنارہ مکانات بنوانے کے لئے انکو زمین دی تھی کہ وہ قطعاً آجنگ بگیش پور
 کے نام سے مشہور ہے ایک اور طریقہ اختیار کیا تھا کہ راجپوتوں اور برہمنوں کی لڑکی بکری بکر
 مسلمان کی جاتی تھی بعض تو برضا مندی لی جاتی تھی اور بعض بابائے قیمت اور کچھ با قید اور کچھ
 لوگ ہوتے تھے جو گرفتار کر کر مسلمان کئے جاتے تھے اسطور پر ہزاروں لڑکے جمع کئے گئے اور انکو اسلام
 کے احکام تعلیم ہوئے انہیں شخصوں میں سے جو کئی سہ سالاری اور گرونگی تحصیل کے لئے منتخب کئے جاتے تھے
 محمد خان کو اپنے چیلوں کی تعداد پڑھانیکا نہایت شوق تھا تمام عاملوں اور اہل دیوانہ کو حکم تھا کہ جس قدر ہندوؤں کے
 لوگ سات برس سے تیرہ برس کی عمر تک کے مسکین لیکر بھیج دیتے جاویں جیسے ہوشیار پور جاتے
 تھے وہاںس با فوج میں بھرتی کئے جاتے تھے با خانی کا ہونہر مامور ہوتے تھے جب کوئی عامل کسی ہندو
 کا نون سے لڑا یا اسکا مچھر کرتا تھا تو جس قدر لوگ اس کو مل سکتے تھے بکرو کر نواب کے حضور میں
 بھیج دیتا تھا بعض اپنی خواہش سے بھی مسلمان ہو جاتے تھے اسطور پر ہر سال سو سو لڑکے مسلمان
 ہو جاتے تھے اور محمد خان کے آخر دم تک کوئی چار ہزار چیلے ہو گئے ان میں سے بہت سے نواب
 کی زندگی میں ہی لڑائیوں میں مارے گئے اور بہت سے لاد لوفت ہوئے کچھ کی شادی

ہیں ہے لہذا یہ متفق ہے کہ یاقوت خان نے سات گنج آباد کئے۔

سات گنج جسکو یاقوت گنج بھی کہتے ہیں یہ ایک نہایت مشہور قصبہ ضلع ایبہ کا ہے جسکی مردم شماری
سلسلہ ۱۱ میں ۱۰ ہزار سات سو چوٹھتھی ایبہ سے بجانب شمال لغا سیکڑہ اولیس میل کے
واقعہ ہے۔

علی گنج جو پرگنہ عظیم نگر ضلع ایبہ میں ایبہ سے چوبیس میل بجانب مشرق اور فرخ آباد سے بیس میل
گوشہ شمال و مغرب میں واقع ہے سلسلہ ۱۱ ص ۱۱۲ مطابقت ۱۱ جولائی سلسلہ لغایت ۲۵ جون
سلسلہ ۱۱ میں یہاں کا قلعہ تعمیر ہوا اس قلعہ کا شمار غالباً وہی محمد آدم محمد خان کے جس نے
فرخ آباد کا قلعہ تعمیر کیا جسکا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہیں۔

گوڑیا گنج شاید یہودی گوڑیا گنج ہے جو پرگنہ اکبر آباد ضلع علی گڑھ میں علی گڑھ سے ۱۲ میل
کے فاصلہ پر واقع ہے۔

خدا گنج یہ قصبہ کالی خدی کے کنارہ پرگنہ بھوپور ضلع فرخ آباد میں کانپور کی سرحد پر فرخ آباد سے
سلسلہ ۱۱ میں گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے اسکا قدیمی نام منولی ہے یاقوت خان نے اس گنج
میں علاوہ بازار کے ایک محلہ سرسے بنوائی جسکا بہت بڑا دروازہ اور ایک مسجد دروازہ پر تھی
۱۱ مارچ سلسلہ ۱۱ لغایت ۱۱ مارچ سلسلہ ۱۱ یہ دروازہ
موت کا سلسلہ ۱۱ میں بڑا منہ بنائے جانے سرحد چکی ٹھکانہ کے گرا دیا گیا۔

بسی محلہ ایک چوٹا سا بازار جو اب سرحد پرگنہ کشنی ہے گنج ضلع میں پوری میں بیور اور بھوپور
کے درمیان میں واقع ہے۔

کیا جاتا تھا اور نواب کی طرف سے سوز و گمہ ایک ڈھال ایک تلوار بطور خلعت کے عطا ہوتی تھی
 ان چیلوین میں سے اٹھارہ برس سے بیس برس کی عمر تک کے پانسو جوان نواب منتخب کر کے ایک
 راجٹ طیارے تھے ان کے پاس لاکھوں کی بند و قین اور سلطانی بانات کی مدد اور باروت کی گنجین
 رہتی تھیں اور ہر ایک کے پاس سو گولی اور ڈھائی سیر باروت رہتی تھی ایک دن یہ راجٹ جہاز کے
 کماندار قلعہ دہلی کے نیچے کھڑے گئے بادشاہ نے ان کی دیوار پر بیٹھا اور محمد خان بادشاہ کے
 قریب مدد سے کھڑا تھا محمد شاہ نے ان لوگوں کو کسی جہاز کے اوپر جو دنیا میں حرکت کرتا ہوا نظر آتا تھا
 بندوق چلانے کا حکم دیا اور ان کی جہاز دھیک دھیک یا دھوا یا دھوا خوش ہوا کہ ان سب کو خود سے لینا چاہا
 محمد خان نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ یہ سب کے سب زمین اور راجٹ ہیں اور دھوا کی بات جیت اور
 تلوار لگانے کے سوا اور کچھ کام نہیں کر سکتے بادشاہ نے اس جہاز کو منظور فرما کر ان کی ہر ایک چیز
 انعام کے انکو تقسیم کرنے کے لئے بھیج دیا اب ہم محمد خان کے خاص خاص چیلوین کا بیان کرتے ہیں
 متعلق واقعات کے جو معلوم ہو سکے شروع کرتے ہیں ۔

یا قوت خان کا بیان

جس لڑائی میں عبداللہ خان گرفتار ہوا اس لڑائی کے دوسرے روز محمد خان کے ایک دوست
 عظیم خان بڑے خیل نے محمد خان کو ایک خواجہ سزا بطور ہدیہ کے دیا محمد خان نے اس کا نام یا قوت
 خان رکھا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے لے کر واسطے خطاب خان بہادر کا حاصل کیا شہر
 کہ یا قوت خان کو نظارت کا عہدہ تھا اور اس کے نذر پر یہ الفاظ گزرتے تھے یا قوت خیر و عافیت
 یا قوت خان عمارت کی تعمیر یا تصبات کی آبادی کی ممانعت سے مستثنیٰ تھا نواب کہا کرتا تھا کہ اوکو کو

اسکی محل کو لیکر سلگج جھاگ آیا اور دس دن وہ دفن ہوا اسکا مقبرہ ایک محلہ کے درمیان واقع ہو فلم
کی سبیل کے نیچے اور اسکے گرد ایک چوٹی دیوار لٹکر کی پر یہ مقبرہ اور اسکی چہار دیواری مشمول ایک
دیرین مقبرہ کے جو اسکے کنارے ایک اونچی جگہ پر واقع ہے مگر نہایت کجسب مقام ہوا جس
بیان میں کہ یا قوت خان اول بن لیکر کشیا شاہراہ انگریزوں کا تھا میرے نزدیک یا قوت خان اور
باز بہادر خان جلیلہ میں اشتباہ ہو کر معاملہ واقع ہو گیا ۔

گزشتہ صفحہ ۱۰۴ میں مرقوم ہے کہ خان بہادر کی کوئی اولاد نہیں تھی یہی امر غالباً صحیح ہے کیونکہ
وہ خواجہ سرائی کی صفحہ ۶۹ میں بخت بلند خان کو لکھا تھا کہ اسکی تاریخ شہادت نامہ صفحہ ۱۰۴
کے صفحہ ۱۰۴ کی چند رسیوں میں درج ہے کہ کبھی شاہراہ انگریزوں کا جہاں مسلمان ہو گیا
باز بہادر خان کے نام سے مشہور تھا اور وہ بخت بلند خان کا باپ تھا نہ یا قوت خان خان بہادر
دلیر خان اسکا حال ہم سابق میں بیان کر چکے ہیں اسکے نام سے ایک قصبہ لکھنؤ شہر پر واقع
ہے جو میل قائم گنج کی سڑک پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے ۔

شمشیر خان یہی جلیلہ سلاطین کا نام ہے میں پرگنات بلوچان و مہاراجا کا عامل مقرب
ہوا ایک زمانہ میں اسکے پاس پرگنات مہاراجا کے بلوچان کے شہزادہ پور قنوج تھے یہی سب قصبہ
باسنڈے قنوج کے اب کاتھور کے ضلع میں ہیں ایک مرتبہ عبدالصمد خان صمد جنگ نے قنوج
مہاراجا کو جاتے ہوئے مانا ہو گا تھا واقعہ یہ کہ بلوچان گنگا اتر شمشیر خان نے کہا کہ جب تک اس
نقصان کی بابت جو فصلوں کو پہنچے معاوضہ نہ دیدیا جاوے تب تک میرے حدود پر
میں صمد جنگ کے لیے گھرے نہ ہوں یہی حکم شمشیر خان کا صمد جنگ کو ناگوار لگا اور اسنے لکھا

یا تو گنج یہیہ قصبہ پر گنہ جو چور ضلع فرخ آباد میں فرخ آباد سے سات میل گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے کالی رائے مورخ کہتا ہے کہ پانچ گاؤں جو جگہ جیاؤی سترت پر منظم آبادی عرف گوال گاؤں۔ اور ایک حصہ نگلہ کیم کا دیران ہو کر یہیہ قصبہ آباد ہوا چونکہ یہاں ایک قصبہ میان ندی شاہ نام یا بقول بعض کے عواجہ ہر رستہ تھے اور انہوں نے ایک ہر اسے بنوائی تھی اس سبب سے اس قصبہ کو ہر اسے ندی بھی کہنا کرتے تھے یا قوت خان کے وقت میں وہ ہر اس دیران ہو گئی اور اسے دوسری ہر اسے پختہ و مال تعمیر کرائی اس قصبہ میں اب تک ایک بہت پرانی مسجد موجود ہے اور ہر اسے تاریخ ثبت ہے۔ تاریخ مسجد عالی بنارست خزاں از لطافت نور بخش فیض را ۶ سال تدبیرش خود گفت اندرین ۶ فرض ادا شد اندرین ہر اسے جس سے مشنہ جوئی نکلنے میں مطابق تاریخ مشنہ لغایت تاریخ مشنہ ۶۔

دیا گنج یہیہ قصبہ پر گنہ اعظم گڑھ ضلع ایٹہ میں علی گنج اور پٹیائی کی سڑک پر ایٹہ سے اٹھائیس میل گوشہ شمال مشرق میں واقع ہے آثار بڑی گڑھی کے جو گنگا کے سابق کنارے پر واقع تھے انکے دور میں سابق زمانہ کے چیلہ کہا کرتے تھے کہ میان خان بہادر نے پچیس لاکھ روپے ان گھون کے آباد کرنے اور اپنے مکانات کے بنانے اور باغات کے نصب کرنے میں صرف کیا مکان حسین شاہ فخر الدولہ رہتے تھے خان بہادر کا ہی بنوایا ہوا تھا کالا باغ عی خان بہادر نے ہی لگوایا تھا اور اس میں ایک بارہ درہی بھی بنوائی تھی جس میں نو اب مظفر جنگ مدفون ہوئے مشنہ لغایت مشنہ ۶ قوت خان اپنے آقا قاسم خان کے ہمراہ نو مبر مشنہ ۶ کی راشوب کرائی میں مانگیا جو روہیلوں کے ساتھ دہری رسول پور میں متصل بدایوں کے ہوئی تھی کہتے ہیں کہ اسکا بھی

مقیم خان۔ جس زمانہ میں نواب محمد خان صوبہ مالوہ کا حاکم تھا تو اس جلیہ کے پاس پرگنہ جون
کا تھا جو بیہ چیلون کے تھا جسکو صفدر جنگ نے مقید کر دہلی بھیجا تھا اور وہاں
وہ مقیم خان کے اوسکی جہر رہے مگر نہ کئے تھے نہ فلک از نام محمد مقیم۔ مقیم خان نواب محمد خان
کے ساتھ بہت اچھے تھے اور بی بی صاحبہ اس سے پردہ نہیں کرتی تھیں اوسکے بیٹے
اعظم خان اور سلطان خان تھے۔

جعفر خان بیہ شخص نواب کا بخشی تھا اور کاکان محمد زمان شاہ کے ملک کے قریب تھا محمد زمان
ایک فقیر تھا جسکو نواب احمد خان نے دہلی سے لا کر پرورش کیا تھا بعد اوسکے جعفر خان کے مکان
میں نواب بہت بہادر تھے اور باغیچہ کی بیہ جلیہ بیہ چیلون کے تھا جو دہلی میں
مستول ہوئے فرخ آباد میں اب تک اس جلیہ کے نام سے ایک محلہ نذر ہے جعفر خان شہر ہے۔

اسلام خان بیہ بیہ چیلون کے تھا جو دہلی میں مقول ہوئے پرگنہ جو جو میں ایک
موضع ہے جس کے نام سے اور پرگنہ اس کو کہتے ہیں اسلام گنج کہتے ہیں بیہ میں نہیں جانتا کہ اسی جلیہ
کے نام سے شہر ہے یا کوئی وجہ ہے اسکا ایک بیہ عثمان خان تھا۔

سرور خان بیہ بیہ چیلون کے تھا جو دہلی میں مقول ہوئے۔

داؤد خان۔ جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پہلے بیہ میں تھا اور بعد اوس چیلون کے تھا جو نواب
کے اوسکے عمر سے اس کے ساتھ تھے اور اسی سبب سے بی بی صاحبہ اس سے پردہ نہیں کرتی
تھیں ہم جیسے اسکا ذکر کر چکے ہیں کہ بیہ شخص ۱۱۸۰ھ لغایت ۱۱۸۵ھ میں ایک سرکش راہ کو
بادشاہ کا حضور ہم گئے لوہائی کی خدمت پر محمد مراد تھا ۱۱۸۵ھ لغایت ۱۱۹۰ھ میں وہ پرگنہ

سائمنی سوار اس مضمون کا خط لکھ کر فرخ آباد کو بھیجا۔ نواب نامہ ارسال شد شیر خوار و درباریان
 و گزشتہ آئینہ خواہد ماند ترجمہ نواب نامہ ارسال شد اپنی تلوار کو میان میں کر و درون اسکی آغوش
 رسیدگی۔ محمد خاں نے اپنے دیوان صاحب داسے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھ دینے کا حکم دیا
 منشی نے اسی خط کی پشت پر سطر چہر جواب لکھا۔ نواب نامہ ارسال شد این شیر مردان در
 سرکہ میدان بے خون چہیدہ میان نمی آید۔

نواب نامہ ارسال شد غلامیہ دون کی میدان جنگ میں بغیر خون پئے اپنے میدان کو نہیں
 لوتی۔ صفد جنگ نے یہ جواب پا کر عیاں کہ شیر خان کے ساتھ مقابلہ کرے لیکن اس کے
 مشیروں نے اسکو رکنے کی داسے نہیں دی اور یہ کہہ کر بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہو گا
 ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ اسے اور جواب دے تو کہا جائیگا کہ چیل کے ساتھ اسے
 تھے اور اگر خدا نخواستہ تو عدلیہ معاملہ ہوا تو ہمیشہ کی لئے بدنامی کا شکار آپ کے ہاتھ رہیگا
 چنانچہ وہ اس قرب و حوا سے فی الفور عدلیہ ہو کر واپس چلا گیا شیر خان کے اشارے سے اسکی
 خاص فوج کا اسباب لٹ گیا کہ جس میں کہیسی مزاج کی وہ عدلیہ لکھنے کے حکام تھے ان کے
 قائدان میں باہم طال پیدا ہو گیا۔ شیر خان کی وجہ یہ تھا کہ کہنے سے کہنے ہی صفد
 آئینہ شیراؤن معاملات میں حوا میں خاں کی حالت پر یہاں سے وہی ترکیب شروع ہو کر
 پنج چیلوں کے حوا گر فرما کر دلی پہنچ گئے۔ حوا میں حوا شہداء میں مل گیا چکا قتل
 حال میں مغرب بیان کرینگے اسکے پانچ بیٹے تھے علی خان رحم علیاں محمد علیاں کاظم علیاں
 رسول علیاں شیر خان ایک قصہ اس کے نام سے رگنہ سوز ضلع میں پوری میں آباد۔

اور سکھایا۔
 ثم خان عہد نواب شہنشاہ جنگ میں شہنشاہ انعام شاہ ۱۲۳۷ء خاص محل کی ڈیوٹی پر
 مستعین تھا وہ یہ روزانہ سکھ و خلیفہ تھا اور اسکی اولاد سے ایک شخص غریب خان نام شہنشاہ تک
 زندہ تھا لیکن ان شبینہ کو محتاج تھا جب محمد خان کو نواب سعادت خان صوبہ دار اور وہ برہان
 کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہوا تو نواب محمد خان نے اپنے چلیہ سعادت خان کو بھی خریدنے کے لئے
 برہان الملک کا خطاب دیدیا۔ محافل ملک کو الیر کا جوا وقت عمر خان کو الیر کے تعلق تھا وہ
 میں ادا فرمایا تھا۔

نیک نام خان یہ بہ نجلہ اون چار چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ بہنیں کرتی تھیں صوبہ میرٹھ
 فرخ آباد خاص کا انکے تعلق تھا اور اسکی مسجد اور کنواں اور قلعہ اور باغ شہنشاہ ۱۲۳۷ء تک موجود تھا اور
 ایک مسجد حمید پور میں بھی قریب مقبرہ صدر حسان کے تالاب کے کنارے بنوائی تھی اور کاشی
 یہہر تھا۔ ہستم از لطف محمد نیک نام۔ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ یہہر شخص فیض آباد میں قائم خان
 کو نواب سعادت خان برہان الملک کے پنجے سے چھٹا لینے کی خدمت پر نامزد ہوا تھا شہنشاہ ۱۲۳۷ء
 شہنشاہ ۱۲۳۷ء میں وہ پرگنہ موجودہ کا عامل رہا۔

جہان خان یہہر بھی بخشی تھا اور نجلہ پرانے چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ بہنیں کرتی تھیں
 پرگنہ موجودہ میں جہان گنج اور سیکا آباد کیا ہوا جو فرخ آباد اور حمید پور کی سرحد پر فرخ آباد سے نو میل
 جانب جنوب واقع ہوا اور اسکی بیٹی رحمت خان نے جو نواب احمد خان کا بخشی تھا شہر فرخ آباد کے سو
 دروازہ پر ایک مسجد بنوائی۔

محافل خان یہہر شخص کا لالچ کا بانی جو کانپور کی سرحد پر بغاوت ہل کو شہر جنوب و مشرق میں فرخ آباد کے

شمش آباد کا عامل مقرر ہوا اور جس زمانہ میں نواب محمد خان کے پاس صوبہ الہ آباد تھا اس وقت جو پورا دربار اس کی تحصیل اس کے سپرد تھی اور نایب قوجدار سازنگ پور واقع ملک مالوہ کا بھی ہوا کہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں داؤد گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

۹ بھورے خان اس چیلے کی نسبت ایک نقل مشہور ہے جسکو ہم بیان کرتے ہیں اور جس سے ناظرین پرہیز واضح ہو گا کہ چیلوں کو کیسے خست یارات حاصل تھے ایک روز بھورے خان دربار میں دیر کر حاضر ہوئے وہ آیا تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دیکھی ایک تنکیہ جو نواب محمد خان اور قایم خان کے درمیان میں رکھا تھا اسکو ہٹا کر وہ نواب اور نواب کے بیٹے کے بیچ میں بیٹھ گیا قایم خان کو نہایت غصہ آیا اور اس نے کہا کہ آپ نے چیلوں کو اس قدر ذلیل کیا کہ وہ مطلق میرا ادب نہیں کرتے محمد خان نے جواب دیا کہ مجھ کو ان کے ساتھ اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے بیٹوں کے ساتھ قایم خان کو یہ جواب سن کر نہایت طیش آیا اور اسی حالت میں وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے مکان امیٹی کو چلا گیا تب محمد خان نے بھورے خان کو تنکیہ کی اور کہا کہ مجھ کو تیرا اخبار جانا رہا کیونکہ جب میری زندگی میں تم لوگ میرے بیٹوں کا ادب نہیں کرتے تو خدا جانے بعد میری وفات کے تم سے کیا کیا وقوع میں آئیگا بھورے خان نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نہ کرے کہ میں آپ کی وفات کے دن کو دیکھوں یہ شخص صوبہ الہ آباد میں نواب کا نایب تھا۔ ششہ میں جوڑائی بمقام ملہ راجہ جیتر سال کے مقام راجپوتی ہوئی انھیں عبد بخان مقتول ہوا۔

شہادت خان جیل مانہ میں نواب مالوہ کا صوبہ دار تھا تو یہ شخص ملک مالوہ میں مندرجہ کا عامل جو بیچ سے جانب جنوب واقع ہے اسکی قبر پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ بے لطف محمد سعادت پورہ

دو مہینے سے زیادہ ایک پرگنہ میں نہیں رہتا تھا موقوفی اور بجالی فوراً ہو جایا کرتی تھی یہہ جو اس

شکر نواب نے کہا کہ اس شخص سے کہہ دو کہ تو ایک برس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

۱۹ رستم خان یہہ شخص سٹہ اعین قائم خان کے ساتھ دوسری کی لڑائی میں مارا گیا۔

۲۰ عبدالرسول خان وہ سٹہ اعین اچولی کی لڑائی میں مارا گیا۔

۲۱ حاجی سرفراز خان یہہ شخص احمد خان کے بخشوں سے تھا اور الہ آباد کی مہم اور پہاڑ کی طرف سے بارگشت کی تدوین اسکا بیان کیا جائیگا۔

۲۲ جانا خان یہہ صاحب صوبہ مالوہ میں مقیم خان کا نائب تھا نواب کے ناخوشی کی وجہ سے اس کے بیدگاہے گئے تھے چونکہ وہ نہایت نازک تھا لہذا پہلے ہی ضرب میں مر گیا۔

۲۳ رحمت خان جسٹس گنج اسکا بھائی تھا لیکن یہہ نہیں معلوم کہ کہاں ہوا اسکو سواری والا کہتے تھے اور ایک سوار دن کی حریت کا وہ اف تھا۔

۲۴ کرم خان یہہ باقی خانہ کا داروغہ تھا اسکی مہر پر یہہ سچ کندہ تھا فیض محمد کرم نامدار۔

۲۵ خواہر خان یہہ داروغہ صہیل کا تھا۔

۲۶ سلاطت خان یہہ میر عمارت تھا۔

۲۷ شمشیر خان ثانی یہہ مرغ خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۸ مہتاب خان یہہ بادرچی خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۹ نامدار خان یہہ شخص قوم کا گھیلو تھا کہ ماکن موضع چلسٹر پرگنہ شمش آباد مغربی تھا اور ایک ایسی موضع میں اسکی اولاد زندہ ہے اور ایک مسجد اس کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہے اور گاتون سے

واقع ہے سترائے لغایت سترائے عین سپری اور جالون کا عامل تھا وہ نواب قایم خان کے ساتھ
دورے کی لڑائی میں مارا گیا۔

۱۴ روشن خان جیات باغ اور نواب کے مقبرہ کی عمارت اور تعلق عقی روشن گنج اسکا آباد کیا ہوا ہے
جو چھپرہ سٹو کی سڑک پر کسی جگہ واقع ہے سمت معلوم نہیں۔

۱۵ دلاور خان اور اسکا لقب چھوٹے تھا اور وہ داروغہ دیوانخانہ کا تھا خاگیا بیہ وہی شخص ہو گا جسکا
کہ ایک مقام پراورنگ آبادی کر کے ذکر ہوا ہے۔

۱۶ پردل خان بیہ گوراجہ سروئی کا بیٹا تھا اور اونٹ خانہ کا داروغہ تھا۔

۱۷ محمد الدین خان بیہ فوج کا کشتی تھا اور اسکو فخرالدولہ بھی کہتے تھے سترائے عین نواب مظفر جنگ
کی سند نشینی پراورنگ ایک بہت ممتاز عہدہ ملا اور مقتول ہونے سے ایک سال پیشتر تک وہ نایب
رہا وہ بہت باغ میں جو منور دوازہ پر ہے ایک علیحدہ مقبرہ میں مدفون ہوا اور دوازہ میں گتے ہوئے
باغ میں طرف تھوڑے ہی فاصلے پراورنگ مقبرہ ہے۔

۱۸ علاء خان پہلے اسکا نام کیسری سنگ تھا اور بیہ چتر سنگہ تم شلیا خاں کے ساکن وضع براون کا بیٹا
تھا موطن براون اور بابر پور میں اب تک اسکی اولاد موجود ہے اس کی نسبت مشہور ہے کہ کسی قدر مسخرا
تھا ایک مرتبہ محمد خان نے اسکو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا جب کہ علاء خان روانہ ہوا تو
گھوڑے پر ہم کی طرف تھوڑے کر کے بیٹھا تو اب محمد خان نے کہا کہ اس شخص سے جو چوکا اس طرح سوار ہونے
سے اسکا کیا مطلب ہے تو اس نے بیہ جواب دیا کہ میں بیہ دیکھتا ہوں کہ میرے چچے کوئی دوسرا
عامل تو مقرر ہو کے نہیں آتا اسکا سبب بیہ تھا کہ عامل بہت جلد بدلتے رہتے تھے اور کوئی شخص

کے قبضہ میں تھا اگر کوئی راجہ خان بہادر کا آباد کیا تو اسی قرار پادے ضلع ملنگ پور میں ایک نصیب
ہر نواب کی ریاست کو مل ملنگ پور میں بارہ میل تک تھی عوام کا بیان ہے کہ پرگنہ مارہر ضلع ایٹھ سٹہ میں
سجاگیر وارسادات سے ٹھیکہ پر لیا گیا لیکن جو عمر زرد سکی بابت ہوئی اُس کے باضابطہ ہونے میں کچھ تو قلعہ
یہ امر کہ بدایون محمد خان کے قبضہ میں تھا ہم کو تاریخ گل جھت سے معلوم ہوا کہ چونکہ جب فتح آباد کے
ایک عامل اور چند زمینداروں سے ایک لڑائی ہوئی اور وقت میں داد و خان نے شاہ عالم خان خانقا
رحمت خان کے باپ کو قتل کروا دیا تھا۔ واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے یہ امر بخوبی ظاہر ہوتا
کہ نواب محمد خان اپنے ماتحتوں پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ دقتاً وقتاً اُن کو تبدیل کرتا رہتا تھا۔ اور بہت
عملیات کی تعمیر کی ممانعت رکھتا تھا اسوجہ سے اُس کی پوری حکومت تمام ریاست پر ہوتی تھی۔ اور
اُس کے احکام فوراً تعمیل کئے جاتے تھے۔ صاحب رائے نے جو نواب محمد خان کی تحریرات کو جمع کیا ہے
اور میں سے حالات سندھ ذیل منتخب ہو کر مدج کئے جاتے ہیں (تفویج) محمد شاہ بادشاہ کے جلوس
کی دوسری سال دفرہ میں شہداء غایت جمہدی ۱۱۲۱ھ میں فوجداری سرکار قلعہ کی نواب کے
بے قلم خان کے نام تھی۔ بعد ازاں جب راجہ گروہر بہادر صوبہ الہ آباد سے منتقل کیا گیا تو اُس نے
یہہ درخواست کی کہ مجھ کو میرے وطن کے قریب کوئی ریاست عطا فرمائی جاوے جس میں میرے لواحق
سکونت اختیار کریں اور وقت فوجداری قلعہ کی گروہر بہادر کو عطا ہوئی اُس کی وفات کے بعد وہ ایک
سے دوسرے کو منتقل ہوئی گئی یہاں تک کہ راجہ عہدور یائے اُس کو پایا جب محمد خان کو شہداء جمہدی
صوبہ الہ آباد دوبارہ عطا ہوا تو اُس نے اپنے وطن کی ریاست کو غیر شخصوں کے قبضہ میں چھوڑنے سے
انکار میں زیادہ مبالغہ کیا لہذا وہ جاگیر اُس کو عطا ہوئی۔ صاحب رائے لکھتا ہے کہ اور وقت چھل اُس کا

جانب مغرب آثار گنج یا قلعہ کی جو اس نے بنا تھا موجود ہیں۔

نامہ دار خان ثانی۔ سلیمان خان۔ خوشحال خان۔ فولاد خان۔ نصر خان۔ شیر دل خان۔ مہر خان۔
 مہر دل خان۔ حفیظ احمد خان۔ لطف احمد خان۔ محبت بلند خان۔ فضل خان۔ شہباز خان۔
 مبارک خان۔ نجم الدین خان۔ دین گت خان۔ بابر خان۔ پیرا خان۔ نئی خان۔

نواب کے ملک کا بیان

ہم نہیں جانتے کہ وہ ملک جسکا محمد خان فی الواقع وقت وفات حکمران تھا کون سا ملک تھا مگر یہاں
 اپنے جلوس کی پہلی سال سکو رگتہ موجود ہے جس آبادی جو بلوچہ یا گیکر کے رہتا ہے وہی ابتدا میں رہا
 محمد خان کی تھی۔ رہا باقی ملک اسکی نسبت یہہ مثل صداق ملتی ہے۔ جس کی لاشی اور کسی حدیں
 نواب کے ملک کی وسعت کے بیان میں یہہ قطعہ کسی شخص نے لکھا ہے۔

میان دو آب و میان دو کاف + شدہ حاصل ملک جملہ محاسن

شہر قصبہ کول و کول واحد دو + بدریا کے گھاٹ میں انصران

اس قطعہ میں حدود کے بیان کرنے میں نہایت مبالغہ کیا گیا ہے اور گنگا پارکے پر گنتہ تروک
 ہوئے ہیں۔ بالفعل کے ضلعوں کی تقسیم شرقی و غربی پر خیال کرنے سے اس طرح حدود ظاہر
 ہوئے ہیں کہ اگر ایک خط فرضی مستقیم موضع شیخوہ واقع کنارہ گنگا سے ہوتی مگر واقع کنارہ جٹانک
 کہیں جاوے تو ضلع کانپور کا نصف مغربی حصہ اور تمام ضلع فیض آباد اور تمام ضلع میں پوری باشندگان
 شاہی ایک پر گنتہ کے تمام ضلع ایشہ باشندگانے دو چھوٹے چھوٹے پر گنتوں کے جو گوشہ شمال و مغرب
 میں واقع ہیں اور قریب نصف ضلع بدایون اوس پار گنگا کے اور ایک پر گنتہ ضلع شاہجہانپور کا محض

نذہ پور اکبر آباد و سکندر پورہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ نواب کے قبضہ میں تھے۔ ایک سال
اکبر آباد و سکندر پور کا حاصل پینٹھ مائستر ہزار روپیہ پر پہنچا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۶۶ھ
مطابق ۱۸۵۹ء میں خشک سال ہو گئی تھی کوئل اور سکندرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے
کہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۹ء میں نواب کے قبضہ میں تھے۔

(سکیٹ) جب سے کہ اس خزانے کی حفاظت کا انتظام جو حجت البلاد و بنگال سے آتا تھا
محمد خان کے سپرد ہوا یہ قصبہ فتح آباد میں شامل ہوا سکیٹ کا محل فوجدارانہ کی جاگیر کو خیر
ایک لاکھ روپیہ بیان کیا گیا ہے۔

(کوراولی) قائم خان کو سترہ یا اٹھارہ لاکھ دام اس پر گنہ سے بطور خواہ فوجداری فوج کے
ملتے تھے۔

(شکوہ آباد) ظاہر ہے یہ پرگنہ بطور مصافات اٹاؤہ کے محمد خان کے قبضہ میں تھا اور کربل و حسین
شامل نہ تھا جو حکام و مالکرام ششہ عین خاندوران کی جاگیر میں تھے۔

(آنولہ) یہ پرگنہ ایک زمانہ میں امیر خان عمدۃ الملک کی جاگیر میں تھا۔

محمد خان کی زوجہ اور اولاد کا بیان

محمد خان کی نکاحی بی بی صرف ایک غنی جسکا نام مالہ بانو یا دمیہ بانو تھا اور بی بی صاحبہ کے
لقب سے مشہور تھی اور قاسم خان گنڈی کی دختر غنی بی بی صاحبہ کا ذکر پیشتر اور پرچکا ہوا ہے
بعد بھی اکثر ذکر آدیا گئے اور اس کے دلہن کے تھے قائم خان جو بعد نواب کے جانشین ہوا اور دایم خان جو
بچپن میں مر گیا۔ اور دو لڑکیاں تھیں روشن جہان جو روشن خاں نگیش کو منسوب تھی اور ایک

افسر اور دربار سال بھر اور سب
 میں تبدیلیاں کئے جانے کے قبل محمد خان کے قبضہ میں تھا بعد ازاں وہ داخل خالصہ ہو کر صرف ایک
 فصل کے لئے عطا ہوا لیکن باوجود داخل خالصہ ہو جانے کے محمد خان نے چند سال تک اُس پر دین ہی
 قبضہ رکھا اور بعد اُس کے پھر داگڈشت کو الیا یعنی خاندوران خان کی وساطت سے دین مضاف المبارک
 شہر عمری مطابق تیسویں صدی ششہ کو وہ پرگنہ فضل رنج شہر افسر علی سے مطابق مارچ ۱۷۳۳ء
 مستقل طور پر عطا کیا گیا چونکہ یہ علاقہ سرحدی تھا اس واسطے تیسروں کے انتظام میں جو راجہ ہندو
 چھینڈے والے کی ریاست میں بنیاد لئے ہوئے تھے کیسے وقت واقع ہوئی۔

(۱۷۱۰ء) محمد خان اخیر عمر میں نامادہ کا فوجدار تھا راج اور عراج جے سنگھ سوانی نے شہر عمری
 مطابق مارچ ۱۷۳۳ء لغات مارچ ۱۷۳۳ء میں اوسکو دھان سے بیدخل کیا۔

(جلیسر) اس پرگنہ میں جو جاگیرین گوگل تاش خان کی زمینوں کی بابت برسات راجہ جیسر
 سانی کے یا قوت خان کے نام سے ایک پٹہ حاصل کیا گیا تھا لیکن نواب نصیر الدولہ سعادت خان
 نے اعتبار جنگ کو اُس میں انکار خواہی وہمہ سے بادشاہ نے دوسری ذیقعدہ ۱۷۳۳ء میں مطابق
 ۱۷۳۳ء دسمبر ۱۷۳۳ء کو محمد خان کے نام ایک دھان بھیجا اور محمد خان نے وہ پٹہ واپس کیا۔

(سوج و علی کھیرہ) سوج خان دوران حسن امیر الامرا کی اور کھیرہ فتح خان
 دکی جاگیر تھی۔

(برمان سوہار) یہ موضع جاگیر داروں سے یا قوت خان نے ۱۷۳۳ء نام پر چمکائی تھا

وزیر نواب کو منسوب ہوئی تھی لیکن نواب احمد خان نے شادی روک دی اور یہ کہہ کر ٹپک لکھنؤ کے خاندان کی کوئی لڑکی میرے بیٹے محمود خان کو نہ ملیگی تب تک خان خاندان کی لڑکی لکھنؤ نہ جائیگی چچا عبدالنبی خان بیٹہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا جب عبدالنبی خان قائم خان کے ساتھ لڑائی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوتا تھا تو اسکو چھینک آئی اور ایک بلی بہت کانگنی ان بوشگونوں سے نواب عبدالنبی خان زندہ نہ لوٹا اس تاریخ سے چھینک اور بلی اسکے بے عبدالمجید خان کی شری ہو گئی اگر کسی ملازم کو چھینک آئی تو وہ باہر مکان کے جا کر چھینکا تھا کسی ملازم کی یہ مجال نہ تھی کہ بلی کا نام زبان پر لاسکے اگر کسی ضرورت سے بلی کا نام لینا ضرور ہوتا تھا تو جھلی مکھریاں کھجاتی تھی نوکر دن کو اس بات کی بھی سخت تاکید تھی کہ کسی موت کا ذکر اس کے سامنے نہ کرے اگر کسی دوست کی موت میں نواب بلایا جاتا تھا تو ملازم طور پر بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص کے گھر میں شکر جیسی ہو گئی کیونکہ معمول ہے کہ مرتے آدمی کے حلق میں شربت ڈالا کرتے ہیں اگر تہجے کا ذکر کرنا منظور ہوتا تھا تو ملازم اسطور پر کہہ کرتے کہ فلاں شخص کے یہاں آج بڑی دھوم دھام ہے جب نواب عبدالمجید خان کہیں سوار ہوتا تھا تو کچھ روپیہ اپنے خانسا مان کو دیا کرتا تھا اور خانسا مان کو حکم تھا کہ ایک روپیہ ہمارا مہینے کو بسکی دوکان دروازہ پر بھی دیوے کہ وہ سوار ہوتے وقت نظر پیش کرے اور چار آنہ کسی باغبان کو دیے جاتے تھے تاکہ وہ گلدستہ سوار ہوتے وقت پیش کرے یہ نیک شگون سمجھے گئے تھے چند روپیوں کی کوٹھن منجھوانی جایا کرتی تھیں اور دو روپیے کی کوپڑوں کے ڈھیر الگ الگ رکھے جاتے تھے اور خانسا مان کو حکم ہوتا تھا کہ تمام فوج کو آگاہ کر دو کہ نواب صاحب

اور جو بی بی شادی کے مرگئی۔ بی بی صاحبہ کا انتقال ۷۸۰ھ یا ۷۸۱ھ تک پہنچا۔ پھر بی بی صاحبہ کی
 ۷۹۰ھ کو ہوا اور اس کے مقبرہ میں بہت باغ و نواب احمد خان کے مقبرہ سے گونہ جنوب اور
 مغرب میں دونوں ہونے میں ایک بہت خوشامسود و سخی بنائی ہوئی ہے جو بی بی صاحبہ کی
 کے نام سے مشہور ہے بلکہ وہ محلہ بھی اسی نام سے مشہور ہے علاوہ اسکے ایک اور محلہ بی بی گنج
 مسو دروازے کے قریب ہی ناہرواری اوس زمانہ کی اوس سے ظاہر ہوتی ہے کہ محمد خان کے
 سات بیٹے لڑائی میں مارے گئے اور کچھ بچے مرگے معاجات میں رہے اور صرف محمد بیٹے اپنی
 موت سے مرے محمد خان کے اوس بیٹوں کے نام کلی اولاد کے کتاب میں درج کیا گیا ہے جس
 دلیل پر۔

(قائم خان) یہ شخص احمد خان کے والدین اپنے باپ کا تیسرا بیٹا تھا اور اس کے کیا جادو
 اوس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

(دوسرا احمد خان) شخص احمد خان کے والدین احمد خان کے وفات پائی۔

(مفسر احمد خان) جو مرتضیٰ خان نیر کا حقیقی بھائی تھا قائم خان کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا
 تین لڑکے اوس نے چھوڑے۔

(چوتھا) مرتضیٰ خان یہ شخص کم نواب مظفر جنگ خٹ احمد خان نیر کے مہاراج محل میں بجات قید
 رکھا گیا۔ اوس نے سات لڑکے چھوڑے تھے۔

(پانچواں اکبر خان) یہ شخص سکندر راویں مارا گیا اوس نے دو لڑکے چھوڑے کہتے ہیں کہ
 ان لڑکوں میں سے ایک خان خاندان خان تھا جسکی لڑکی سادات علی سیر نواب شجاع الدولہ

نواں اسماعیل خان یہ منجلاؤں پانچ شخص کے تھا جو آلہ آباد میں مقتول ہوئے اسے چار بیٹے چھوڑے
 دسواں کریم داد خان یہ بھی منجلاؤں شخصوں کے تھا جو آلہ آباد میں مقتول ہوئے اس نے
 دو بیٹے چھوڑے۔

گیارھواں امام خان اسکوی بی صاحبہ نے قائم خان کے بعد جاشینی کے واسطے نام زد کیا تھا
 اور پانچ مہینے اور چند روز تک اسے سند نہ دی برعکس کی وہ گرفتار ہو کر شہر حسین خان
 اور فخر الدین خان و اسماعیل خان و کریم داد خان کے آلہ آباد بھیجا گیا اور وہاں مشہور عزمین حکم صمد جنگ
 مقتول ہوا اسے دو بیٹے چھوڑے۔

بارہواں خدا بندہ خان یا خداوند خان۔ بعض شخصوں نے اسکوی جاشینوں کی فہرست
 میں درج کیا ہے لیکن ظاہر ایہ امر صحیح نہیں ہے بلکہ لوگوں نے خوشامد کی راہ سے اس کے بیٹے
 امین الدولہ کے خوش کرنے کے لیے جو مشہور ہے سے لیا یہ سند اسے تک وہی اختیار بنا
 یہ روایت مشہور کر دی تھی۔

خدا بندہ خان نے نوین ذی الحجہ ۱۱۹۱ھ ہجری مطابق ۱۷۷۷ء میں مشہور دہلی کے قلعہ میں
 وفات پائی اس کی بیٹی امر او گیم کی نواب مظفر جنگ سے شادی ہوئی تب پرگنہ سکر اوہ کی
 جاگیر میں ملا تھا اسے ایک بیٹا چھوڑا۔

تیسرا ہواں منصور علی خان۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی۔

چودھواں ہادی داد خان۔ یہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اس کی کوئی اولاد تھی۔
 پندرہواں بہادر خان۔ یہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اس کے دو لڑکے چھوڑے۔

کی سواری آتی ہر اور فوج راوکی حفاظت کرے چنانچہ خانسا مان کا معمول تھا کہ وہ نواب کی تمام رعایا سے حسین بیچ اور بیچ ہر ذات کی آدمی بھی کھدیا کرتا تھا کہ نواب صاحب کی سواری آتی ہر تب نواب ایک گھوڑے پر جو چاندی کے زیور سے آراستہ ہوتا تھا سوار ہوتا تھا ایک خدمتگار چوڑی ہلاتا ہوا سامنے چلتا تھا اور چار یا آٹھ مصاحب یا بوند پر سوار پیچھے ہوتے تھے جب نواب اپنے دروازہ پر پہنچتا تھا تو مہارام روپیہ بطور نذر کے پیش کرتا تھا اور بان فروش ایک دو دیا بان کا پیش کرتا تھا جمین سے چند پان نواب کھا کر باقی خانسا مان کے حوالے کر دیتا تھا۔ باغبان پھول پیش کرتا تھا جمین سے ایک پھول پسند کر کے نواب اپنی پگڑی میں رکھ لیتا تھا جب سواری واپس آتی تھی خانسا مان ہونٹ حکم کے سب فوج کو موجود کر دیتا تھا ہر شخص کو ایک ڈھیری کوڑیوں کی بطور انعام کے دیجاتی تھی اور ہر شخص سلام کر کے رخصت ہوتا تھا جب صاحبزادوں میں سے کسی کو بی عبد الحمید خان کے ملنے کو آتا تھا تب مذاق کی راہ سے ناک میں آہستہ سے تلی کر کے خواہ مخواہ چھینک بلائی جاتی تھی اور اس وقت نواب سے معافی کی درخواست کیجاتی تھی لیکن نواب عبد الحمید خان اس سے اور زیادہ غصہ ہوا کرتا تھا اور صاحبزادوں سے کہا کرتا تھا کہ آپ میرے پاس بھی نہ آیا کریں تب صاحبزادے منہ میں رومال دیکر ہنسا کرتے تھے۔

ساتواں حسین خان شیخ الہ آباد میں منفرد جنگ کے حکم سے مقتول ہوا۔

آٹھواں محمد الدین خان کے ایک بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ قائم خان کے ساتھ مارا گیا وہ سب سے طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الہ آباد میں مقتول ہوا اس نے ایک لڑکی بچوڑی۔

سے سکھ رہے اور پھر وہ راجہ ماری تاجا تانی تمور و بابر حضرت شایستہ شاہ + بخشی فخر الدولہ نے
 ان روپیہ میں سے ایک روپیہ احمد خان کے پاس بھیجا اور ان تمام حالات کی اطلاع کی۔ احمد خان
 بھی نہایت مضطرب ہوا کہ مبادا یہ حالات بادشاہ کے گوش گزار ہوں بخشی کو حکم دیا کہ شایستہ
 خان کی ہوا گیری لے اور جہان شک اس قسم کے روپیہ اور سکوں سکین اسکو حاصل کر کر ضائع کرادے
 اور شایستہ خان کو قلعہ میں محبوس کرے لیکن چند ماہ کے بعد شایستہ خان پھر آزاد ہو گیا۔

محمد خان کے بیٹوں کا حال

سنا گیا ہے کہ امیر و دوست خان دہلی کا بل کے استعداد کے تھے کہ وہ خود اپنی اولاد کو بچان نہیں
 سکتا تھا۔ بلکہ جب کسی نوجوان کو عمدہ لباس اور عمدہ سواری پر دیکھتا تھا تو وہ پوچھا کرتا تھا کہ
 یہ نوجوان میرا بیٹا ہے یا نہیں کچھ اسی کے مشابہ نواب محمد خان کی کیفیت تھی ایک دن اپنی
 ایک کچھ بیٹے کو زمانہ محل میں دیکھ کے نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ سے دریافت کیا
 یہ کونسا محل ہے بی بی صاحبہ نے ایک دو تہرا اسکے منہ پر مار کر کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے یہی
 لڑکی ہے۔ وہ بیٹے کی جوان ہو کر شادی ہوئی یہ تھیں

۱۔ بی بی روشن جہان حقیقی بہن قائم خان کی تھی اسکی شادی... نواب روشن خان گلشن
 اختر زئی سے ہوئی لیکن اوس کی کچھ اولاد نہیں رہی اب اوس کا مغربی میں جو کہ قدیم شہر
 ہر گوشہ شمال و مغرب میں فرخ آباد سے ۹ میل پر واقع ہے بازار اسی کا بنوایا ہوا ہے وہاں
 ایک چھوٹی سی مسجد بھی اوس کی بنائی ہوئی ہے جو اب نہایت غریب و خستہ حال میں ہے اور روز بروز
 گرتی جاتی ہے اور جسکے نقش سب چیز تارخ کندہ تھی مٹ چکے ہیں۔ اسکے قریب ایک کنواں بھی

سولہواں۔ شاہی خان۔ جب مرہٹوں نے اپریل۔ ۱۷۸۱ء میں منگلور کا محاصرہ کیا تھا
اور وقت یہ شخص ایک توپ کا گولہ مارا گیا اور سیکولی اٹلانڈ چھوڑ گیا۔

۱۸ شہزادہ۔ شہلاہت خان شہنشاہ مرہٹوں کا زندہ تھا اسے چار لاکھ چھوڑے۔

۱۹ اٹھارہواں۔ نام اور خان اس نے چھ لاکھ چھوڑے۔

۲۰ ۱۹ ویں۔ محمد امین خان۔ اس شخص نے ایک زمیندار کو کالی دی تھی اس پر اس زمیندار نے
ملواری سے اسکو مار ڈالا ایمان عظیم اللہ شاہ پرزاد نے جو دروازہ قلعہ پر جان علیخان کی سی
میں رہتا تھا اس زمیندار کو قتل کیا امین خان نے دو بیٹے چھوڑے تھے۔

۲۱ بیٹوں۔ عطاء اللہ خان۔ ایک روز نواب روشن خان بنگش شہر زنی نواب محمد خان کا
برادر بستی بھنبپور سوارہ میں شیر کا شکار کھیلتا تھا اتفاقاً اس کی بندوق کی ایک گولی
عطاء اللہ خان کے جاگلی اور وہ مر گیا۔

۲۲ اکیسواں۔ عظیم خان یہ شخص محمد خان کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہا اور اس لاکھ چھوڑے
۲۳ بائیسواں۔ شایستہ خان یہ شخص بھی شہنشاہ مرہٹوں کا زندہ تھا ایک لاکھ چھوڑا۔

۲۴ زمرائے عالمگیر ثانی میں (۱۷۸۱ء تا ۱۷۸۷ء) نواب احمد خان دو سال تک دہلی میں
حاضر رہا اور بخشی گری سلطنت پر عبور تھا جب احمد خان کہیں جلا جاتا تھا تو شایستہ خان مکن
میں بیچہ کرتاج شاہی سپر رکھا کرتا تھا اور میں طرح بادشاہ دربار عام میں بیٹھا کرتا تھا اور
وہ گولال باڑی کوٹا تھا اور غدنگاروں کو حکم ہوتا تھا کہ اس کے حضور میں مثل بادشاہوں کے
آداب عرض کریں۔ کئی ہزار روپیہ شہرہ شہرہ آئے کہ وہ جھوٹے گیسپ یہ کہہ کر درج تھا

۶۔ بیگم صاحبہ۔ پھر ارادت علیخان بخش پسر شجاعت علیخان کو منسوب تھی اسکے نہ کوئی حقیقی
بھائی تھا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی۔

۷۔ بی بی کافہہ حقیقی بہن امیر خاں نمبر ۱ کی اور شایستہ خان نمبر ۲ کی تھی اور شایستہ خان بنگلہ کو منسوب تھی اسکے عجی کچھ اولاد نہ تھی۔

۸۔ نامعلوم الاسم زوجہ مصطفیٰ خان ادرختی بن سیدخان نبرسات کی تھی اسکے کوئی اولاد نہ تھی۔

۹۔ بی بی دولت خاتون۔ بیہ خدا واد خان بخش اشتر زئی کرمانی کو منسوب تھی اور منیر علی خان مصنف کتاب لوح تالیخ کی پردادی تھی اوس کا شجرہ یہ ہے۔

مخدوم داد خان و دولت خاتون

کند و علیجان

سرفراز علیخان

منور علیخان حیات علیخان حسین علیخان سجاد علیخان شجاعت علیخان ایک دختر
 وفات ۱۳۴۴ھ پیدائش ۱۳۳۸ھ

وفاقیہ اسلامیہ تعلیم و تربیت

کہتے ہیں کہ بی بی دولت خاتون بہت خوش مزاج اور سخی تھیں اپنے باپ محمد زمان کے مقبرہ کو جو حیات باغ میں واقع ہے اسی قبرستان کرایا دے میان حکیم شاہ سلوٹے کے ہاں پر بصیرت کی رجب نواب مظفر جنگ نے تمام خاندان کی پیشین روک لی تو وہ دہلی بادشاہ کی حضور میں گئی اور بادشاہ نے جنگش گھاٹ کا حاصل اس کو معاف کیا جب مظفر جنگ کو دہلی لے

ہر جسکے ایک کنارہ پر ایک پتھر بڑا ہی اور اوسپر کچھ کندہ ہے اب کوئی کوئی لفظ اسکے پٹھنے
میں آئے ہیں مسلمان میں اوس پتھر کا کندہ پڑھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ مصرعہ کندہ ہے جو
چہ شیرین آب چاہ روشن آباد مکانی راے اپنی تاریخ کے صفحہ ایک سو تیرہ میں لکھا ہے کہ اس
مصرعہ سے ۲۹۰ سال پہلے عجمی لکھے ہیں (کیم مئی ۱۸۳۷ء لغات ۱۲، اپریل ۱۸۳۷ء عربی بی روشن
جہان کو شہر کی بی بی بھی کہتے تھے اور وہاں کے دیوانی اب تک یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ
اوسکو بھوت پیداوار نے کی طاقت ہے کہتے ہیں کہ وہ قائم خان کے مقبرہ واقع قاصر
باغ میں دفن تھے مین ہر دفن ہونے چنانچہ اسکا ہم پیشتر بھی ذکر کر چکے ہیں اوس کی مورت
ایک حقیقی بہن تھی جو بارہ تیرہ برس کی ہو کر ناکھنڈا مر گئی۔

۲۔ بی بی رحمت النساء یہ عنایت علیخان کو بعد وفات اوسکی زوجہ اول بی بی فاطمہ جو
دوسرے مت غمان اور بھائی محمد خان کی منسوب تھی اس لڑکی کا کوئی حقیقی بھائی نہیں تھا
اسکے دولہ کے تھے سلطان علیخان اور ستم علیخان۔

۳۔ کریم النساء۔ بعد وفات رحمت النساء میر دو کی یہ بی عنایت علیخان کو منسوب ہوئی
اسکے بھی کوئی حقیقی بھائی نہ تھا دولہ کے لئے چھوڑے مراد علیخان اور اعظم خان۔

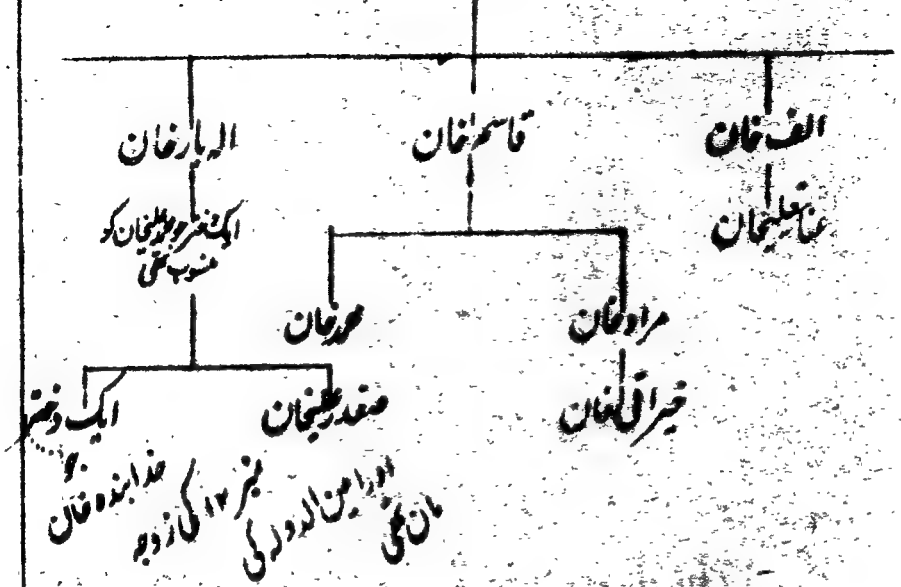
۴۔ نامعلوم الاسم۔ یہ اپنے چچا زاد بھائی شہامت علیخان پر عنایت علیخان کو منسوب تھی
جو بطن اول سے تھا اس لڑکی کے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا نہ اسنے کوئی اولاد چھوڑی۔

۵۔ بھورسی خانم۔ یہ اپنے چچا زاد بھائی محمد علیخان نکش کو منسوب تھی جو حقیقی بھائی
شہامت علیخان کا تھا اسکے کوئی حقیقی بھائی نہیں تھا امیر علیخان اور قطب علیخان اسکے دونوں

کے ہر طرف میں کیا گیا اور کچھ شہر زہر کا نہ تھا آخر کار جب زہر نے اپنا اثر
 کیا اور موت ہر طرح طعن کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا شام کے وقت اس کا پلنگ
 باہر نکالا گیا اور اس کے پوتے سرفراز علیخان نے اپنے ہاتھ سے ایک دوا دیکھ
 دی لیکن چونکہ اس کے دانت بند ہو گئے تھے وہ دوا حلق سے نہ اترتی اور اس کی
 سہ ماہی جیڑی مطابق یہ مٹی شہر کو بی بی دولت خاتون نے اس جہان خانی سے حلت
 کی خود انخاب نام رنگ اور سرفراز علی خاتون دولت کے مکان پر آئے اور اپنے قفل
 و دروازوں پر لگا دیے اور پھر قیاسات کر دیا تلاشی ہونے کے بغیر کوئی آمانہ نہ تھا
 دوسری صبح کو امیر المذنب نے اپنے قلعہ و خانے میں غسل میت کے بعد اسے کہا کہ میری مال
 کو فراموشی نہیں زہر دیا ہے لیکن اسے سدا اور کچھ اوستہ نہیں کہا بخش دے میں اسے
 مکان میں وہ دفن کی گئی بعد اسکے نام رنگ نے اس کا تمام مال دولت کو ضبط کر لیا اور
 سرفراز علی کے سچے پر ہمنو علیخان کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا جس کے
 سرفراز علیخان اس کا فو اسہ اس پر مجبور کیا گیا کہ کچھ ذبیحہ لیکر لا دے وہی لکھ دے۔
 سرفراز علیخان نے کوگوں کے کہنے سننے سے قاضی کے بیان جا کر راضی ناروا عمل
 کر دیا جس سے حکامیت شہر میں جب بی بی دولت خاتون نے اپنے شوہر خداداد خان
 سے برسم تحریرت ونب احمد خان کے یہاں ہوا اور وقت منہ میں حکومت سے جانے کے
 لیے کہا فاداد خان اپنی بی بی سے لڑا کر دکن چلا گیا اور وہاں سے خط و کتابت ہوا
 جاری رکھی لیکن پھر واپس نہیں آیا اور وہاں چٹانوں کی ایک تہی میں جھک کر پکھڑ

سے صلح ہو گئی تو وہ پھر واپس آئی اور موضع برہنہ خود پر گنہ جھوٹ پورا ورنو سو گنہ خام راضی
 موضع کھنڈ پر گنہ کیل میں اور تار و الاباغ جسکو نو لکھ بھی کہتے تھے اور جسکو جاگیر میں ملا
 سکندر علیخان اپنے بیٹے کے مرنے پر بی بی دولت خاتون نے فقیر کی اختیار کی صرف سفید کپڑے
 اور جاڑوں میں ایک کل اوس کی پوشش اور کے مزاج میں بہت غربت تھی اور اپنا وقت
 ہر روز کا تنہا اپنے بیٹے کے مقبرہ میں عبادت میں مشغول رہنے میں صرف کرتی تھی منجملہ
 دیگر کمالات کے اوسنے ہماری استغاری کے کام میں بھی دستگاہ حاصل کر لی تھی کہتے
 ہیں کہ قایم خان کی قلعہ اٹھی میں (مستند) مقتول ہوئے پر بی بی خاتون نے اوسکی
 ستم رسیدہ بیوہ کی بہت دلدہی اور خبر گیری کی۔ بی بی دولت خاتون کو اپنے پوتے
 منو علیخان کے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی اور ایک لمحہ اوس کی سفارت گوارا نہیں
 تھی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اوس کی شادی سبھ خان ساکن روہٹن پر گنہ کیل کی
 بیٹی کے ساتھ کر دی اور نواب ناصر جنگ کے حضور سے دس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ
 اوسکے واسطے مقرر کرایا۔ ایک روز بی بی دولت خاتون اپنے گھر سے جسکو وہ نگیش کے
 اوس قطعہ اراضی میں پتھر کرتی تھی جو اوس کے باپ نے اوسکو جیسر میں دیا تھا بڑے محل
 اگر طرف کو آئی سواری سے اوتارنے کے ساتھ ہی اوسنے پانی پینے کو مانگا اسکی اسیلون نے
 پہلے سے اوسکے دہر دینے سے صلاح کر رکھی تھی فوراً زہر کا ملا ہوا پانی ایک کوبے برتن میں اوسکے
 روہر دلا کر حاضر کیا۔ دولت خاتون نے پیکر تھوڑا سا جو باقی رہا منو علیخان کو پلا لیا
 لیکن منو علیخان کو فی الفور استفراغ ہو گیا اور اس وجہ سے وہ بچ گیا دولت خاتون

مسیرخان



مراد خان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بڑا دولت مند تھا۔ دورے رسول پور کی لڑائی میں جو نوہر شکستہ امین واقع ہوئی مراد خان اس قدر زخمی ہوا کہ وہ میدان جنگ میں ہی برے گر گیا اور تین دن تک نشون کے درمیان میں پڑا۔ اسی کو اس کے حال کی اطلاع نہ تھی آخر کار ایک میڈار نے نشون میں سے ڈھونڈ کر نکالا اور بچانا۔

ایک زمانہ میں نواب محمد خان نے اس زمیندار کو مجبور کیا تھا اور مراد خان اس کی ہائی کا سبب ہوا تھا۔ یہ زمیندار ایک ڈولی میں زخمی نواب کو اپنے گاؤں پر لگایا اور اس کے زخموں کا علاج کیا اور اس کے کھانے کی خبر گیری کی جب وہ اچھا ہوا تو اس کو فوج آباہجہاد مراد خان کے جسم میں مختلف جگہوں پر اسی زخم لگے تھے اور ایک تلوار کے زخم نے اس کی ناک کو ایسا بد تواریہ کر دیا تھا کہ وہ کبھی بٹھان مشورہ ہو گیا اس کے گلے میں بھی ایک زخم

یا کر یا خنڈ کہتے تھے اوسنے دوسری شادی بھی کر لی تھی اوس بی بی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ داؤد علیخان نگیش اوسی شہر کے ایک معزز رئیس کی لڑکی کو اپنے عقد میں لایا۔

خدا داد خان کی جو فردی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ ہلکرا اور دولت رام سیندھیا کی لڑائی میں ہنڈلی کی ہڈی پر گولی کھانے پر باصرا گھوڑے پر سوار رہا تھی یا بالکی پر سوار ہونے سے اوس نے انکار کیا دولت رام نے اوسکو عزت دینے کی غرض سے نواب صاحب کا خطاب دیا لیکن خدا داد خان نے اوسکو قبول نہیں کیا اور کہا کہ فتح آباد میں غلاموں کو یہ خطاب دیا جاتا ہے تب دولت رام نے خان صاحب کا خطاب اوسکو دیا خیراتی خان نگیش و شیر محمد خان و نجیب علیخان و نواب عبدالکریم خان و میر نواب اوس زمانہ میں وائسرائے سیندھیا کے یہاں ملازم تھے۔

۱۰۔ اصالت خاتون۔ جو نگیش خان کی زوجہ اور عطاء اللہ خان نمبر ۲ کی حقیقی بہن اور ولی محمد خان کی ماں تھی۔

۱۱۔ نام نامعلوم۔ جو یوسف خان کی زوجہ و منصور علیخان نمبر ۳ کی حقیقی بہن تھی اسکی کوئی اولاد نہیں تھی۔

۱۲۔ کاملہ خانم۔ مراد خان نگیش عنایت علیخان کی چھازاد بھائی کے عقد میں تھی اسکے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا یہ خیراتی خان نگیش کی ماں تھی اوس کے شوہر کے خاندان کی

تفصیل یہ ہے

مولانا شیخ ابراهیم نشاند

شیخ سراج الدین

شیخ مسعود

شیخ احمد

حاجی عبد الله

خواجہ بلزید اعرج پیر روشن

شیخ کمال الدین

شیخ خیر الدین

شیخ نور الدین

شیخ جلال الدین

عبد السبحان

عبد الکریم

عبد الحکیم

عبد ادخال

عبد الباقی

محمد مسعود

نواز شید خان

نواب ہادی خان

رحمت اللہ خان
(رحمت خان)

(دہلی اولاد دکن میں تھی)

نواب الحاج احمد خان

عبد الباقی خان

اسد اللہ خان

صاحبزادہ خان

اگلا تھا جو مندل ہونے کے بعد ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جب وہ کھاتا تھا تو ایک دم
 کی کبیرہ دماغ پر رکھ لیا کرتا تھا۔

۱۳۔ نامعلوم۔ جرحقی بن کریم داد خان نمبر ۱ کی دزدوہر خان بہادر خان کی تھی

۱۴۔ نامعلوم۔ حقیقی بن بہادر خان نمبر ۱ دزدوہر علی داد خان کی تھی۔

۱۵۔ نامعلوم۔ حقیقی بن بہادر خان نمبر ۱ کی دزدوہر سر داد خان کی تھی۔

۱۶۔ صاحب خاتون۔ دزدوہر جوہر خان نگیش کی ہمیں اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۷۔ عابدہ خانم۔ جو عارفہ خانم کی بیٹی اور حرمت خان نگیش کو منسوب تھی اس کے کوئی
 حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۸۔ خانم نامعلوم۔ بابر خان کو منسوب تھی۔

۱۹۔ الف خاتون۔ خداداد خان نگیش کو منسوب تھی

۲۰۔ ملاؤلی خانم۔ محمد خان نگیش کو منسوب تھی۔

۲۱۔ خانم صاحبہ حقیقی بن مرتضیٰ خان نمبر ۱ کی تھی قلی شاہی کے مر گئی۔

۲۲۔ نئی بی بی۔ یہ باز خان نگیش کو منسوب تھی

رشدید خان اور خان زاد و گویان

چند خان زادے و رشید خان کی نسل میں سے جو سومین جمالت افشار بافضل پائے گئے

وہ اپنے مورث کا حال بطور پر بیان کرتے ہیں

پنارمز و بوم چھوڑ کر انچی مان کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس ہجام کافی کر مفتح کو ہسٹا
 رہ گیا۔ شہر ہجری میں مطابق اپریل ۱۲۵۸ء لغایت اپریل ۱۲۵۹ء یہ شہر ہوا کا اوس سے
 خرق عادات ظاہر ہوتے ہیں بہرہست سے اقوام افغان اوس کے مرید ہو گئے اس زمانہ میں
 اوسنے غیر البیان نام ایک کتاب زبان پشتو میں تصنیف کی کہتے ہیں کہ جب یہ کتاب
 محمد حکیم حاکم کابل کے دربار میں پیش ہوئی تو وہاں کے علما اوسکی زبردستی کے جب پیراوشان قوت
 ہوا تو ہتھیہ پور میں ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا وہ چار پہاڑ اور ایک ختر چھوڑ گیا لکون کے نام
 بہہ ہیں۔

۱۔ شیخ محمد۔

۲۔ نور الدین بگیا شامزاد خان ملازمت شاہی میں داخل ہوا اور جنگ کن میں غلبہ
 میں ہجام دولت آباد کیا۔

۳۔ جمال الدین۔

۴۔ جلال الدین۔ جلال الدین شہر ہجری میں مطابق فروری ۱۲۵۸ء لغایت جنوری
 ۱۲۵۹ء ہجری چارہ سالہ اکبر بادشاہ کے ساتھ بوقت واپسی از کابل ہندوستان میں آیا اوس کی
 بہت کچھ خاطر و مدارات کی گئی مگر کسی وجہ سے ناخوش ہو کر اپنے والد کے مریدوں اقوام آزادی
 دورک زنی کے افغانوں کے پاس چلا گیا ان لوگوں سے اوس نے کچھ عزت بھی ملی۔

اکبر بادشاہ کے کہنہ سین سال جلوس میں مطابق اپریل ۱۲۵۸ء لغایت مئی ۱۲۵۹ء اقوام
 سمید اور غریہ جو پیشاور کے گرد و نواح میں پتے تھے اور جنگے دس ہزار سوار تک جمع تھان

خان زادہ سے صرف اسی قدر جانتے ہیں فقط

جلالہ کے بابت جو تاریخ میں حالات مذکور ہیں ان سے وہ بالکل ناواقف ہیں رشید خان کے
سوانح عمری کا بھی کچھ ان کو حال معلوم نہیں نہ یہ جانتے ہیں کہ رشید خان کہاں کہاں ٹوکرہ
اور کب وہ مر گیا۔ مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے جو اس زمانہ میں قائم گنج کے تحصیلدار تھے
اور جبکہ ان میں اس امر خاص اور نیز دیگر امور کے بابت اطلاع دینے کا مشورہ ہون صاف ملو
پر ثابت کر دیا کہ کس درجہ وہ نام جو خان زادہ نے بیان کیے اسما و مندرجہ بابت جلالہ
کس قدر مطابق ہیں جس میں کہ زمانہ اکبر بادشاہ میں نہایت تکلیف دی (دیکھ صفحہ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸)
تاریخ حیات افغانی مصنفہ محمد حیات خان مطبوعہ کوہ نور لاہور (۱ اور صفحہ ۲۶۶ جلد اول تاریخ
فرشتہ مطبوعہ لکھنؤ سبب عدم موجودگی لالی کی منظور احمد اس باب کے بیان کرنے سے
مجبور تھے کہ رشید خان بانی مؤدور رشید خان سپر جلالہ کے حالات اکثر تواریخ میں مندرج
ہیں ایک ہی تھے یا کوئی اور۔ لیکن کتاب معاصر الامرا سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ دونوں
شخص ایک ہی تھے (دیکھو اس کتاب کے رشید خان کے بیان میں) یہاں پر میں معاصر الامرا
کا ایک انتخاب جو اس بیان میں مذکور ہے مندرج کرتا ہوں اور حالات انفرادی خان و لشکران
و ہادی ۱۲ ادا خان اور رشید خان جو کیول رام اگر والدہ کے تذکرہ الامرا میں مندرج ہو وہ بھی
لکھا جاتا ہے۔ بانی ملتان و شان کا جسکو مذاق کی راہ سے تاریکی کہتے ہیں شیخ بایزید تھا جو
سراج الدین انصاری کی ساتویں پشت میں بمقام بلند صر بار بادشاہ کے ہندوستان میں
وفاقی ہونے سے ایک سال پہلے پیدا ہوا تھا یعنی شش و ہجری میں شخص سن بلوغ کو پہنچے

قبضہ کر لیا مگر دہان قائم نہ رہ سکا۔ پینتالیس جلوس شہنشاہ ۶ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۵۹۹ء عریا
 ستمبر ۱۵۹۹ء میں جبکہ جللا لالو ہانیوں کے ساتھ غزنی کے قریب تھا ادھر اچانک حملہ ہوا
 وہ زخمی ہو گیا مراد بیگ نے شریف خان کی کچھ فوج لیکر اس کا تعاقب کیا اور قتل کیا
 اس کے بعد خلافت امداد پسر شیعہ عمر کو ملی امداد جللا لالہ کے برادر شیخ عمر کا بیٹا تھا ادھر پینے
 بچا جللا کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ عمر ہانگیری میں شہنشاہ ۶ سے لیکر ۱۵۹۹ء اوستہ
 انولج شاہی کو سخت حیران کیا کبھی اون پر قیاب ہوتا تھا اور کبھی نکلت کھا جاتا تھا ۱۵۹۹ء
 سے مطابق ۲۳ ستمبر ۱۵۹۹ء کو ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن نائب زانظہم
 صوبہ دار کابل نے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا بروز حملہ ایک گولی اس کے لگی اور فوت ہوا اس کے
 بعد اس کا بیٹا عبدالقدور اس کا جانشین ہوا اس نے بھی تھوڑی مدت تک جنگ و جدال جاری
 رکھی بالآخر سعید خان ناظم کابل نے کوشش کر کے اس کو بادشاہ کی اطاعت کی طرف مائل
 کیا چنانچہ وہ شاہجہان کا مطیع ہو گیا اور سلطان نے اس کو ہزاری کے رتبہ پر متناز کیا ۱۵۹۹ء
 مطابق ۲۷ جون ۱۵۹۹ء شہنشاہ ۶ میں کابل میں تعین تھا اور وہیں اس نے
 قضا کی۔ شاہجہان کے گیارہویں سال جلوس شہنشاہ ۶ ہجری مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۵۹۹ء تا
 ۱۸ اکتوبر ۱۵۹۹ء سعید خان نے اس کی بی بی بی علانی یعنی دختر جللا لالہ کو اس کے دو دامادوں
 محمد زمان۔ اور صاحب داد۔ اور قادر واد پسر محمد زمان کو دربار شاہی کی طرف روانہ کیا
 سلطان نے انہیں ترحم کر کے ان سب کو لنگانہ میں رسید خان کے پاس بھیج دیا اس سال
 اہل اقوام نے جللا لالہ کے چھوٹے بیٹے کریم داد کو از سر نو فساد اٹھانے کے واسطے طلب کیا

لوگوں کی تعمیل و ارسید حامد کے ملازمین کے ظلم و ستم سے عاجز اگر باغی ہو گئے ان باغیوں نے
جلال الدینی (جلال الدین) کو اپنا سردار کر کے سید ماہ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے شیر کو اپنے
جائے امن مقرر کی راجہ مان سنگھ کابل کا ناظم شیر پر چڑھایا اور اس کے آفریدوں کو منتشر کر دیا اس کے
بعد وہ علی سجد کی طرف بڑھا اور جلالا کو کابل کو شمالی دی سی تھوڑے روز بعد زمین خالی کو کا
راجہ کی جگہ مقرر ہو کر آیا اور اسے باغیوں کو بیخ و بن سے شاد بیچے کی کوشش کی۔

اکبر شاہ کے بیٹیوں میں جلوس میں ۲۳ مہینے ملاو یا ۲۲ مہینے ملاو ہوتا ہے جلالا کو
مجبور کیا کہ شیرا کو چھوڑ کر سب کو جلا جاو یہ مقام دیست زئی پٹانوں کا خاص لشکر گاہ تھا
زمین خان نے اس کا تعاقب کیا اور اسے قلعہ خان احمد صادق محمد خان کو رہاستہ کے رہنے
پر مامور کیا جلالا ان سے بچ کر نکل بھاگا اور پھر شیرا کو آیا صادق محمد خان نے اس کو امروہہ کی
دو آفریدی کو اس قدر تنگ کیا کہ انھوں نے عاجز آکر ملا ابراہیم کو اس کے ہوا کر دیا جلالا
اور اس ملا کو بچاے والد کے سمجھتا تھا اور اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اب جلالا نے ان
افغانوں پر اعتماد نہ کر کے راہ توران کی لی افغانوں نے اس کا کمالی و اس کا ضبط کر کے
حاکم شاہی کے حوالہ کیا۔

اکبر بادشاہ کے بیٹیوں میں جلوس میں ۲۳ مہینے ملاو یا ۲۲ مہینے ملاو جلالا ان
سے واپس آیا اور پھر علم بغاوت کا بلند کیا نصف خان جعفر بن قایم کرنے کے واسطے حکم سلاطین
بھیجا گیا اور سنہ باغی مذکور کو شکست دیکر اس کے غاغان کو گرفتار کر لیا اور اس کو کوہ حدت علی
کے سپرد کیا چند مہینے ۲۵ جولائی ۱۰۹۰ھ یا ۱۳ جولائی ۱۶۷۹ء کو جلالا نے غزنی پر

کار نمایان کیے (شاہجہان کے اول جلوس) ۳۴ فروری ۱۶۲۵ء تا ۲۴ جنوری ۱۶۲۹ء کو
 جاگیر سے آیا اور منصب دار میں پہنچا اور پندرہ سو وار پر عالم مقرر ہو کر چھوچھا سنگہ بندیلہ و لکھنؤ
 و دہلی سے لے کر کے واسطے بھیجا گیا۔ دوسرے سال جلوس (۲۵ جون ۱۶۲۹ء) عریا نام اچھن
 ۱۶۲۹ء کو آہ رکاب بادشاہی کے دکن کو گیا اور تیسرے سال میں بہت اچھے اچھے کام
 اس سے وقوع میں آئے۔ چوتھے سال جلوس (۵ جنوری ۱۶۳۲ء) عریا ۲۴ دسمبر ۱۶۳۲ء جب
 ہاتھی اعظم خان عادل شاہ و نظام الملک سے جنگ کر رہا تھا تب زخمی ہوا اور اس جنگ
 میں اس کا بھائی اور دوسرے ہمراہی قتل ہوئے۔ پانچویں سال جلوس ۲۶ دسمبر ۱۶۳۲ء
 عریا ۱۶ دسمبر ۱۶۳۲ء رشید خان صوبہ اکبر آباد کی کچھ حصہ کا فوجدار مقرر ہوا۔ چھٹویں سال
 جلوس یعنی ۱۶ دسمبر ۱۶۳۲ء عریا ۲۴ دسمبر ۱۶۳۲ء شاہ شجاع کے ہمراہ دکن کو گیا۔ اور ساتویں
 سال جلوس (۱۶ دسمبر ۱۶۳۲ء) عریا ۲۴ دسمبر ۱۶۳۲ء بجلی پور کی افواج سے جنگ کی۔
 آٹھویں سال جلوس۔ ۲۴ دسمبر ۱۶۳۲ء عریا ۱۶ دسمبر ۱۶۳۲ء خان دوران کے پاس ماہور
 ہوا۔ اور نویں سال جلوس میں اس نے ایک قلعے کی فتوح کرنے میں بڑی بہادری کی اور اس سے
 ہر شخص کا خیال اکی جانب ہوا۔ دسویں سال جلوس میں۔ ۲۸ اکتوبر ۱۶۳۲ء عریا ۱۶ اکتوبر
 ۱۶۳۲ء عریا ۱۶ دسمبر ۱۶۳۲ء علاوہ برہان پور کا ناظم مقرر ہوا۔ گیارہویں سال جلوس میں۔ ۱۸
 اکتوبر ۱۶۳۲ء عریا ۱۶ دسمبر ۱۶۳۲ء علاوہ برہان پور کے سرکار نے گڑھ کا بھی فوجدار مقرر ہوا
 اٹھارہویں سال جلوس میں۔ ۲۴ اگست ۱۶۳۲ء عریا ۲۶ جولائی ۱۶۳۲ء صوبہ ملنگانہ اس کے سپرد
 ہوا۔ ۲۲ سال جلوس میں۔ ۲۰ جون ۱۶۳۲ء عریا ۹ جون ۱۶۳۲ء اس ملک میں بمقام

یہ اس وقت لوہا تیوں میں بطور خانہ بدوشوں کے گدڑان کرتا تھا۔

سعید خان نے گلاب سنگ کو پٹھانوں کی طرف بھیجا۔ باستثنای قوم لیکن کے اور دو آدمی
قوموں نے اطاعت قبول کی ان قوموں میں کریم داد پناہ گرین ہوا جب بہت عاجر ہوئے
تب مجبور ہو کر ان افغانوں نے کریم داد کو حوالہ کر دیا۔ بادشاہ کا حکم ہو چکا اسکو ہمارے
پاس بھیج دو زبان بعد حمد الملک سعد اسد خان نے کریم داد کی دختر سے شادی کی۔ اس
لطف اللہ خان اور دوسری اولاد پیدا ہوئی اور وجلیل الدین کا بیٹا یا کو اولاد نہ ہوئی
میں سے تھا جو (۱۷۹۷ء یا ۱۷۹۸ء) میں گرفتار ہو کر وحدت علی کے حوالہ ہوئے تھے و یا
اپنے باپ کی وفات کے بعد (۱۷۹۹ء یا ۱۸۰۰ء) اپنے بھائیوں کے نزاع کے
سبب ہندوستان کو چلا آیا تھا۔ اگر ان دونوں قیاسوں میں سے قیاس ثانی صحیح ہو
تو گو یا جو تاریخ مہنے نور شید کے بنا ہونے کی لکھی ہے یعنی ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۵ھ قبل از
وقت ہر۔ شجہ الدرد کا حال دل اول قابل لحاظ ہے۔ گیارہویں سال جلوس جاگیر بادشاہ
۱۸ جولائی ۱۷۹۷ء تا ۲۸ جون ۱۷۹۷ء اس وقت وہ ہزاری بلقی خان مقرر ہوا۔

۱۲ جون ۱۷۹۷ء سال جلوس ۱۸ جون ۱۷۹۷ء تا ۲۸ جون ۱۷۹۷ء میں اسکو رشید خان کا لقب
ملا اور ڈھائی ہزاری مقرر ہوا۔ چودھویں سال جلوس ۲۸ جون ۱۷۹۷ء تا ۲۸ ستمبر ۱۷۹۷ء
اد سے بمقام قابل بغاوت اختیار کی مگر پندرہویں سال جلوس ۲۸ ستمبر ۱۷۹۷ء تا ۲۸ ستمبر ۱۷۹۷ء
اسکا قصور معاف ہو گیا اور پھر سابق کے مراتب اسے عطا کر دیے گئے۔ اٹھارہویں سال
جلوس ۲۵ اپریل ۱۷۹۷ء تا ۲۸ اپریل ۱۷۹۷ء میں اس کا خطاب خان کی ماتحتی میں دکن میں

فوجدار مقرر ہوا۔ اٹھائیسویں سال جلوس میں ۱۵ اپریل ۱۷۵۵ء عریام، اپریل ۱۷۵۵ء دیر
 ہزاری کا منصب دار ہو کر ایلچ اور کا فوجدار مقرر ہوا اور اس سال میں فوت ہوا۔ الہام شہر
 رشید خان کا دوسرا بیٹا بھی بائیسویں سال جلوس شاہجہانی میں اپنے والد کی وفات کے
 بعد منصب دار ہوا۔ اور اپنے بھائی اسد اللہ کی وفات کے بعد اٹھائیسویں سال جلوس
 شاہجہانی میں ۱۵ اپریل ۱۷۵۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۷۵۶ء عریام اوس کی جگہ جائزہ کا تھانہ دار مقرر
 ہوا۔ بیسویں سال جلوس میں ۱۵ مارچ ۱۷۵۶ء تا ۱۵ مارچ ۱۷۵۷ء عریام اپنے چچا ہادی اوس
 کی وفات کے بعد الہام الشہین ہو کر اوسکا جانشین کیا گیا اور اوسنے اوس کی فوج کو
 مجتمع کیلئے ڈیرہ ہزار سوار پر حاکم مقرر ہوا۔ جب اورنگ زیب دکن سے ہندوستان کو
 واپس چلا الہام اللہ اوسکے ہمراہ نکلا تھا۔ جب جنوت پر حملہ بہ کامیابی اختتام کو پہنچا
 اپریل ۱۷۵۷ء مندرجہ کتاب الفہرست صاحب صفحہ ۵۲۱-۵۲۰ اوسکو منصب سہ ہزاری اور بیسویں
 سوار عطا ہوئے اور اوسکے نام کے ساتھ رشید خان کا لقب جو اوسکے ہار کو حاصل تھا
 اضافہ کیا گیا۔ ماہ جون ۱۷۵۷ء میں داراشکوہ سے جنگ اول کے بعد اوسکو بیس ہزار
 روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور جب جنوری ۱۷۵۸ء میں شاہ شجاع کو شکست ہوئی تب
 بخشی مظہر خان و شاہزادہ محمد سلطان کے ماتحت صوبہ بنگال کو بھیجا گیا۔ چوتھے سال
 جلوس اورنگ زیب میں ۲۵ جنوری ۱۷۵۸ء عریام ۱۷ جنوری ۱۷۵۹ء الہام اللہ کو چھ ہزار
 و اسام کی معہ میں شریک تھا۔ پانچویں سال جلوس میں ۵ جنوری ۱۷۵۹ء عریام ۱۷ جنوری
 ۱۷۶۰ء سرکار کام روپ کا فوجدار مقرر ہوا تھوڑے عرصہ تک اڈولیسہ کا صوبہ دار بھی رہا۔

ناندیر فوت ہوا اور ٹوٹی فون ہو ایرہ قصبہ اسی کا بنایا ہوا آسمان آباد کے قریب ہے۔ دکن کے
 حاکم کسی بڑی جہم کا ارادہ بغیر اس کے شور مچے کر نہ تھے۔ بہت سی مسلح سپاہ اس کی ملازمت
 میں تھیں۔ لوگ اس کے بڑے وفادار تھے اور اس کو اپنا رخ تصور کرتے تھے۔ مہاراجا خان
 ایک بار بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رشید خان کے پاس ایسی سپاہ ہے لہذا اصلاح کار یہ ہے کہ
 اس کو دکن سے واپس بلا لیتا جاوے۔ اس میں اور خان زمان خان میں نہایت دھڑلہ
 تھا۔ دکن اور دونوں کے خیالات ایک قسم کے ہیں لہذا ان دونوں کا حدود پر ہونا مناسب
 نہیں۔ بباد اگر انھوں نے بغاوت کی تو ان کو زیر کرنا مشکل ہوگا۔ رشید خان نے اپنے
 محبوب کا اس طور سے انتظام کیا کہ چور اور دزدان باقی رہے جسے بدعاش اور بد روئوں کو
 تقسیم اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے۔ برہانپور کی عید گاہ پر اس زمانہ تک مختصر سی ٹھی
 اس نے برہانپور کی اور اس کو تیار بنی فلم اچھا اور مضمنی طور پر مضمنی مذہب سے تعصب کھتا تھا اس نے
 نظم بہت لکھی ہے جو بڑے بڑے معشرانہ پسند کیا ہے اس کے حرم کے اخراجات کل اسی عصر
 کے اخراجات سے بڑے ہوتے تھے اپنی بہت سی عادات میں اس میں شہر بازی میں طرز
 ایرانی رکھتا تھا۔ اسد اللہ خان اور الہام اللہ خان رشید خان کے دو بیٹوں کا نام
 تاریخ میں پایا جاتا ہے اس کا بڑا بیٹا اسد اللہ خان نے اپنے والد کی حالت کے بعد بامیسون
 سال جلوس شاہجہان میں ۲۰ جون ۱۶۵۷ء میں شہلاہ عمر ہزاری کا لقب پایا۔ چالیسویں
 سال جلوس میں ۲۹ مئی ۱۶۵۷ء میں شہلاہ عوامی ۲۵ مئی ۱۶۵۷ء میں چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا
 اور ستائیسویں سال جلوس میں ۲۵ اپریل ۱۶۵۷ء میں شہلاہ عوامی ۲۵ مئی ۱۶۵۷ء میں سرکار سکھ میں ویر دی

صوبہ خاندیس میں جہند کا فوجدار مقرر ہوا۔ فرخ سیر کے عہد سلطنت میں ۱۳۱۷ء لغایت ۱۳۱۸ء
 آصف جاہ نظام الملک کے ساتھ ہوا جو اس زمانہ میں کن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا۔ نور اللہ
 آصف جاہ کی مان کا قزاق دار قریبی تھا۔ سید دلاور علی خان و سید عالم علی خان سے
 جنگ کے وقت اپنے بہت بہادری کی اس وقت اس کو منصب ہزاری و دو ہزار سوار و بہادر
 لقب عطا ہوا جب مبارز خان پر حملہ ہوا تو یہ ہراول یعنی اول حملہ میں شکر میں تھا جب
 آصف جاہ کل جنگ جمل سے فارغ ہوا اور اپنے سب بدخواہوں کو زیر کیا تب اس نے
 قادر داد خان کو بیچ ہزاری کا لقب اور چار ہزار سوار پر حکومت دلوائی۔ قادر داد خان
 کو اس کے ایک نوکر نے قتل کیا۔ چونکہ اس کے کوئی اولاد نہ تھی لہذا آصف جاہ نے اس کی جاگہ
 میں سے سیر جانے گاؤنوں و قصبوں اور نگ آباد و موضع اتبارہ نام ایک گاؤنوں واقع خاندیس
 اس کے پرستہ داران کے حوالہ کیا جس زمانہ میں کہ کتاب معاصر الاحرار تحریر ہوئی یہ دونوں
 مقام اس کے خاندان کے قبضہ میں تھے۔ ان کی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں
 رشید خان و ہادی داد خان دکن میں ملازم تھے شمس آباد مرزائی خان کو عطا ہوا تھا اول
 اول نواب نذکر شمس آباد میں میر عزیز اللہ کے مزار کے قریب سکونت پذیر رہا اور اس کے دو سال
 بعد آباد ہوا۔ نواب کی فوج جو بیسویں رہتی تھی اس کی تعداد حسب ذیل تھی طویہ سوار ۶۰۰
 درک زنی ۹۰۰ دلاک ۹۰۰ غلزی ۹۰۰ خلیل ۹۰۰ جنگ ۹۰۰ متینا ۹۰۰ بولہائی ۹۰۰ آفریدی ۹۰۰
 بنکیش کل شمول دیگر اقوام پندرہ ہزار جنگجو سپاہ تھی۔
 رام پور واقعہ پر گنہ اعظم نگر

اونیسویں سال جلوس ۱۳ اگست ۱۷۷۵ء تک گزشتہ ۱۷۷۵ء میں خیراٹریہ سے منتقل ہو کر کن
 کو بھیجا گیا۔ کچھ زمانہ تک باندیر کا بھی فوجدار مقرر ہوا۔ عالمگیر کے اٹھایسویں سال جلوس
 ۱۷۷۵ء میں اس سے خلعت سرفرازی مرحمت ہوا۔ ۱۷۷۵ء میں جرجی مطابق ۱۷۷۵ء میں
 عالمگیر اونیسویں سال جلوس میں وہ بقیہ حیات تھا اور شمس آباد کا حاکم دار تھا۔ اور ایک
 پتھر پر حیرت کندہ ہوئی اور سر اسے اگت پر گئے اعظم نگر کھنڈر میں ۱۷۷۵ء میں نظر کر دیتے ہیں
 حال میں پرگنہ شمس آباد سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ بادی داو خان پر اور رشید خان ابتدا
 عہد شاہجہانی میں سات سو کا منصب اور تھا۔ گیارہویں سال جلوس میں۔ ۱۷۷۵ء اکتوبر ۱۷۷۵ء
 ۱۷۷۵ء اکتوبر ۱۷۷۵ء میں منصب ہزاری پر فراز ہوا۔ دہلیسویں سال جلوس میں۔ ۱۷۷۵ء
 ۱۷۷۵ء جون ۱۷۷۵ء میں بجائے اپنے برابر رشید خان مرحوم کے باضافہ مراب صورتہ بلنگانہ زمینیں
 ۱۷۷۵ء۔ چوبیسویں سال میں۔ ۱۷۷۵ء میں ۱۷۷۵ء عریاہ میں ۱۷۷۵ء عریاہ کے نام کے قلم
 میں لقب خان کا زیادہ کیا گیا اور منصب دہانی ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اونیسویں سال جلوس
 شاہجہانی میں۔ ۱۷۷۵ء میں ۱۷۷۵ء میں ۱۷۷۵ء میں اس زمانہ فانی سے رو کر اسے
 عالم باقی ہوا اور بہت سے لڑکے بھڑ گیا اکثر اڑن میں کے منصب دار ہوئے۔ اس خاندان
 میں شیخ نور الدین نام ایک اور شخص نامور ہوا ہے۔ یہ شخص قادر داد خان پسر محمد زمان داماد
 اور داد گویہ تھا اور وہ امداد اللہ داماد رشید خان کا بیٹا تھا۔ عہد عالمگیری میں چار
 سپاہ پر منصب دار تھا و کن میں ایک کھنڈر نامور تھا بابر شاہ کے زمانہ میں ۱۷۷۵ء
 ۱۷۷۵ء میں اس کو ہزاری کا منصب عطا ہوا اور اپنے والد کا لقب قادر داد خان ملا

ہے سوہریسی اسکو کہتے تھے کہ اسکو کہتے تھے کہ اسکو کہتے تھے

مردین واقعہ کہ وہ دریائے گوداوری پر ہے اجماعہ اوس نے وراثت پائی پر گنتہ
شخص آبادین ایک گاؤں کے نام سے موسوم ہے جو کہ ویدا ویدا کہتے ہیں۔ بی بی
ریحہ زوہدالہام احمد خان بہادر خان نے ایک سرکار ایک باولی موضع کبیر پور
بنوائی ہے یہ موضع نو سے جانب جنوب اور قلم کے سے بہت مشرق واقع ہے۔ آفریدیوں
نے سرے کو گوداویاد کی اینٹ لڑی اپنے سورت میں لے آئے مگر اعلیٰ ہوز باقی ہے
مگر بالکل بے موت ہو اس باہل کے اطراف کی جگہ اب تک سے اسی بی بی صاحبہ کے نام سے
موسوم ہے ایک موضع جو کہ گے پیدا کرتے تھے وہاں ایک مور شید آباد کے واقع
ہے اسکو اب کہتے تھے خان کہتے ہیں یہ رحمت خان مرزا جان کا پر پوتہ تھا لیکن اب ان
نواب سلطان خان کے نام سے مشہور ہے۔ اسکو کہتے تھے کہ اسکو کہتے تھے

اور سو گیا کہ یہ موضع گج کے جنوب ہے
وہیں پر کہ یہ موضع نو کے جنوب ہے
ہے اور موضع نو کہ اس کے واسطے کہ

ملاحظہ ہمارے کہ اسکا گج تھا و نشان
معلوم ہے کہ اسکا گج تھا و نشان
اس میں جا کر ہے نواب ظفر علی نے وہاں ایک شہر دو دریاں ملنے میں سے
نواب اب اس کے پاس فقط دو دریاں ملے اسکی کہ ہے۔ اس خاندان کا

دکھی پور فرخ آباد سے، ایل کے فاصلے پر جانب پورب واقع ہے عوام کا بیان ہے کہ کو آباد
 کرتے وقت رام پور دکھی پور کے رٹھور سرداران قوم رٹھور سردار ہزارم چوگسل اتوں
 نے زیر حکم عبدالصمد عرف مرزا خان محمدرئی و دادو خان دیار خان و مرہان خان طوبہ و دیگران
 جنگ کنھسی پور کے قریب ان لوگوں پر فتح نمایان حاصل کی۔ رام پور کا راجہ زخمی بین ہو کر اس پر
 ہو گیا۔ رشید خان کا مقبرہ گوسا دہ سی عمارت ہے گرگڑاؤ کا مکان ہے اور نہایت مستحکم بنا ہے
 اس پر کچھ کتبہ نہیں ہے یہ مکان بڑا گنگا دہ بنے کنارہ پر واقع ہے مشرق و مغرب صاحب کلکٹر سابق
 نے مسلمانہ زمین اہلی حوت کروائی اسکے ایک جانب ایک چھتہ صائین نواب کی تلم کی ہے
 ہے ان قبروں کے گرد بڑے درخت اسو پالوا درنیم کے ہیں۔ خان زادوں میں سے
 ایک بیہ زرن ہاں مخا دہ ہے مسیتا خان خان زادہ کی چوہاں میں ایک چھتیا پتھر کوئی
 دس بن وزن کا پڑا ہے جسکی نسبت عوام کا بیان ہے کہ نواب ہر روز اس پتھر کو اٹھا کر گنگا پر
 بجایا کرتا تھا اور اس پر کھڑا ہو کر نہاتا تھا۔ موسخ کے نزدیک یہ بیان خالی از سبب بالغہ نہیں ہے
 نواب کے قلعہ کی عمارت کو کوٹ کہتے ہیں اس میں کاچھی اور کچھ خان زادے رہتے ہیں
 وہ چٹانک ابھی تک موجود ہیں اور کچھ اینٹ کا کھر خجہ بھی باقی ہے۔ کچھ حصہ اس محلہ کا
 آج تک محلہ گاؤ خانہ کے نام سے موسوم ہے اور بڑا بازار بھی کچھ باقی ہے اس میں ایک مسجد
 ہے جسکو جامع مسجد بھی کہتے ہیں اس پر کتبہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ دو سال ہوئے کہ ظالم
 سنا محلہ والے انکی مرستہ کروائی ہے یہ شخص حیدر آباد میں ملازم ہے شمس آباد کے
 متصل خان پور میں ایک بارہ درمی مرزا خان برادر زادہ نواب کی بنوائی ہوئی ہے

ہندوستان سے متعلق دلیل خان کی

منصف کتاب ہذا میں لکھنؤ صاحب حاکم ہند
دور سے دلیل خان کے حالات جو اس کے معمر ہند

حاصل ہوئے اور معمر مذکور نے یہ حالات زبانی حکایات سے اخذ کیے ہیں اگرچہ اصل دار
روپ رام نام ایک ہیں میریہ سال پرگنہ مودہا کے دیگر باشندگان کے زبانی معلوم
ہوا ہے کہ دلیل خان محمد خان نگش کا بیٹا تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے والد نے اس کو
راجہ خیر سال کے حوالہ کیا تھا اور راجہ مذکور نے اس کو متبنی کیا اور جب سن تیس کو پہونچا پرگنہ
سوندھیا میں ہندو اس کو بھلا کیا۔ دلیل خان نے اپنے متبجے مراد خان کو سمبوندھ کا تختہ دار
مقرر کیا۔ بعد کچھ عرصہ کے پر دے ساہ ولد خیر سال کسی قریب کارروائی سے دلیل خان کو ناراض
کیا اور دلیل خان نے غم جنگ کیا اور ہندو راجاؤں کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ
کے کسی وقت دلیل خان ہکو بیدل کرے کیونکہ خیر سال نے گویا مارا استنیں بالاسے لہذا سب نے
شفق ہو کر اور لو اور احمد میں لیکر دلیل خان کو خاک و خراب کرنے کے باب میں شاستر اور
کھلی جلی کی قسم کھائی اور سب راجے جٹا و تیا و جگھاری سے روانہ ہوئے اور بانوہ
اگر جمع ہوئے۔ دلیل خان کو خبر ہوئی کہ بائیس راجے اور تیس سردار تھارے قتل کے ارادہ
سے آئے ہیں۔ دلیل خان سمبوندھ سے روانہ ہوا اور راستے میں بونگش کے جنگل میں شکار
کھیلتا ہوا پیرنڈا کی مار سے الونا کو پہونچا بونگش بانوہ سے چھ میل شمال مشرق ہے اور پیرنڈا

۱۔ دو تہ حصہ بیان ہوتی دین اہل یہ کہ ایک ٹھاکر سردار نے لکھا کے اٹھان کے وقت اپنی
 پانچ کے زمین کو سب حمل ان کرویا اور بعد ازاں میرا دس سے بہت روپیہ دیکھ کر
 لکھ میں نے علاوہ اور شراک کے یہ بھی ایک شرط کر لی تھی کہ اوسکی اولاد ہم ٹیلا کھلاو
 میری حکایت یہ ہے کہ ایک راجہ نے ایک بہن کو اپنے نگر میں والی تھی اوسکی اولاد
 ٹیلا کھلائی۔ اوسکے تین بیٹے تھے۔ (۱) باقی راسے کی اولاد بھاؤ پور میں دیور پور
 پور میں رہتی تھی (۲) نیل دیو کی اولاد دھلاون وکھارم پور و گرنہ پور قابض تھی
 (۳) سب کے اسکے تین بیٹے تھے (۱) بھرت شاہ اکی اولاد باقی پور میں دروہ پور میں رہتے
 درون دیوہ میں رہتی تھی۔ اوسکی۔ بھرت شاہ اکی اولاد عدولی و رشید پور پر قابض تھی۔
 میرا سب سے پہلی اولاد درون ایک دیوہ و بابر پور میں سکونت رکھتی تھی۔ کتے ہیں کہ اٹھان
 کے اہل سے اب تک جو وہ ہندو شہنشاہ گزری ہیں گرو تہرہ نند و بہت جب اوج پور کے
 سے دریافت کیا گیا تو وہ چھاپٹ سے اس کے نسل کے۔ ہم ٹیلا کہہ بہاٹ سے
 کے تھے یہ بہت سے گھرانوں کے یہ گھرانے گاندھی کے ہم ٹیلا میں قسم میں
 کے تھے ان کو بہت سے گھرانے تھے بہت سے گھرانے تھے بہت سے گھرانے تھے بہت سے گھرانے تھے
 میں بھی بہت سے گھرانے تھے بہت سے گھرانے تھے بہت سے گھرانے تھے بہت سے گھرانے تھے
 بیگان بھی ہیں اور باون موصوف میں سے قطعاً تیرہ گاندھی میں انکا اٹھان بابا جی
 کے سے موضع شہر میں شامل ہو گئے ہیں اور جو باقی ہیں وہ محض مختصر طور پر اور کم حقیقت کو

ہندوستان میں آئے۔ اسی سے جنگ شروع کی اور کئی لگا کر اگر محنت سے جیتا ہے تو بالآخر جیت کر فتح
 فروری میں ہوئی۔ جب کچھ جراثیم ملا تو نواب نے پکار کر کہا بھائی کیا اونگھتے ہو یا نیچے گر گئے
 چند خان نے جھک کر تجھے تھا گھوڑاڑھا کر نواب سے کہا کہ نواب صاحب وہ بہت خان فقط
 روٹیوں تک کا تھا اسے تو ٹھہری سے ساتھ چھوڑ دیا ہے آج اس معرکہ میں بہت خان ہیں
 جب وہ کور پٹانان پر پہنچے تو اب نے اپنے ساتھیوں سے کہا آؤ اور کرناٹا کر لیں۔ اس کے
 بعد سب کے سب اپنے اپنے گھروں پر واپس آئے اور ہمارے کیمپ کھینچ کر مل کے واسطے
 آواہ ہوئے اس عرصہ میں بوند پور کو انوکھا دہلی سے بڑے جنگ شروع ہو گئی۔ روز اول
 پچاس ہتھیار اور تین سو بندوقیں کھینچ رہے۔ دوسرے روز ایک سو پچاس ہتھیار خرید ہوئے
 اور چار سو بندوقیں مارے گئے۔ حیدر خان کو ان کی خبر ہو گئی اور بڑے وقت پہنچ کر ہزار
 اور ساڑھے سببائی بوند پور کے مارے وہ خود بکراؤن میں لگا گیا اور کئی قبرا ایک تالاب کے پاس
 پختہ شکر سے بھر پور کو جاتی ہے۔ شکر کے جانب ہے اور حیدر شہید کے نام سے مشہور ہے۔ پتلا
 سرور کی مشرق میں لگا گیا اور کئی قبرا میں کس کے قافلہ ہر شہر سے مشرق طرف ہے اور کچھ
 یا حیدر شہید کے نام سے مشہور ہے۔ باندھ خان کے قریب شیخ مادر پیر کی صگاہ کے قریب ہے
 اور یا جاسو شہید کے نام سے مشہور ہے۔ حیات خان کی قبر باندھ سے و جلال پور شکر سے
 جنوب کطرف ہے اور اس کو خانی شہید کہتے ہیں۔ خود وہیل خان تیسرے روز مارا گیا اور اس کے
 ساتھ بہت سے آدمی مارے گئے۔ دلیل خان کا بھائی ابراہیم ایک جگہ بودھا میں مارا گیا اور اس
 زمانہ میں بالکل مغل تھا ابراہیم خان ثانی اس مقام پر مارا گیا جہاں اب عبدالکریم قانون گوا

اور مالہ ازبیک و ترکستان و سیاحت و تجارت

دریا سے کہیں گے کہ کن رست پر چلاؤ والا بندھے ہو یا پھر چرے جو الواسے ترہ میں غرب کی جانب
 ہے اور ہر ایک گاؤں یعنی کراون۔ داجیرلا۔ پھرلا۔ بندوبھی۔ واکوٹلا۔ دیر وندرا کی
 طرف پڑے۔ یہ سب نووہاسے میں یا جاہل شمالی غرب نووہاسے میں ہیں مگرت ملک کا لشکر
 کراون میں تھا۔ اور کثرت راج موضع و تھانہ رک کو گاجو دریا و شوارہ نووہاسے کو طویل شمال
 کی طرف ہر گز سمجھ نہ سکتے تھے۔ اس واسطے کہ کثرت راج اپنے تعلق میں شکر کو وابلن چھوڑ
 کر وہ مقام کثرت کو سکنا مقام سے دور جو ایک رند لیل خان شکر کہلے کہلے الواسے ہو گیا
 گویا جو کہیں بارو دیگان کے محلہ میں ہے اور وہاں سے پڑ پڑی گاؤں و خانوں سے میل ملے گی
 اور نووہاسے صفحہ جاہل ہے سو وہاں کے سلاطین نے اس کی حالت کی کثرت کی آمد کا بلا و غم
 ہمارے گھر میں بنادیا کہ اگر وہ پاس ہوگا کہ وہ اس بارو اس کا اگر بہت داپس جاوے تو بڑی بفری
 کی بات ہے کہ کہ اس کے ساتھ میرا بھائی ابراہیم خان۔ و عمارت خان۔ و حیدر خان۔ و سب خان
 محمد الدین خان۔ و سید عادل علی۔ و باز خان۔ و غلام خان۔ و محمد خان۔ و پانسو دیگر گھوڑے
 ہیں۔ اور اپنے سپاہ کی جانب مخاطب ہو کر کہیں میں لوگوں کو بتایا کہ آبرو کے اپنے زن و بچہ
 غریب ہیں۔ اور اس سب کو تنخواہ دیکر میں اسی حالت کو نامیوں ایک جماعت و فغانی میں
 ساتھ چھوڑا اور باتوں نے اس کے ہمراہ جوڑے سے سووہا کی جانب کوچ کیا۔
 خان لیل خان کا رادوست تھا اور ہمیشہ فاب کے قریب قریب رہتا تھا اور ایک
 کا رادوست تھا اور اس رادوست خان لیل خان کے قریب ایفون کی بیٹک میں گھوڑے پر

دو صا

مومن ماٹے ہے ہر گناہ گئے رستے جگت لیکے لڑتے ہیں وہ دکھ ہو نجات
موت نہن جاتی نہ رہے حیرتے ساتھ گئے رستے

جگت کے لئے تڑپتے ہیں وہ دھرم کے لئے

یعنی۔ مومن نے شرکت سے کنارہ کیا ہر دہاہ خا ہو گیا۔ جگت نگاہ لڑتا ہے ہر گناہ
سہا نہیں جاتا ہے۔

چتر مال نے ایک طول طویل شجی دلیل خان کو لکھی کہ تم لڑائی سے باز رہو۔ مودھا کے باشندہ کو
یہ دوسرے زبانیاں یاد ہیں۔

دو صا

ہر دے ساہ سے نہ چلی کیرت سین کپوت۔ بیٹا کیے دلیل سے بگشت بہت
بھائی محمد خان نے ڈار دوسری گود۔ تب سے تم بیٹا مرے جگت سماں سمجھو
مومن مٹا دے گئے ہرے رہے لوکے۔ تم ہو کنیا وادیمہ تو میں جگتے کیوں سمجھانے

حیرتے ساتھ سے نہ ہن کالی کیرت سےن کپوت۔

بہتا کھڑے ہلےن سے بنگشا بہت سچت

آپ نے محمد خان نے ہارے مہرے گود

تو سے تو م بہتا مہرے جگت سماں سمجھو

موت نہن جاتی ہے گئے حیرتے رہے مٹا دے

امکان ہے وہاں مودی بھی نایاب درگاہ ہے بے زور۔ یہ حراکریں کی جگہ ہوگی۔
 ایک اوشید کی قبر ہے جو بابا شید کہتے ہیں شرکی کلکڑا بن نے نئی شرک لگاتے وقت اکیس
 کروائی ہے۔ مود ہاڑاؤ اسکے اطراف میں اور بے شمار قبریں ہیں۔ کہتے ہیں جس روز کہ دلیل خان
 مارا جاوے گا اس روز بوندیوں کو مڑا تک ہٹا لیا گیا تھا جو مود ہاڑے چاویل جنوب مغرب میں ہے
 ہسان ٹیک بوندیلے نے جمالت نامی کسی ویرا یک ہاتھ چلا لیا اور اس کا بابا بن ہاتھ اوڑا دیا جان
 چر ہاتھ گر لے وہاں بھی ایک قبر ہے جسکو بھی دلیل شید کہتے ہیں بے خبر شرک سے جو مکانوں کو مٹی
 ہے مشرق سمت دلی ہے۔ آخر کار بوندیلے دلیل خان اور سردار تک ہٹا لے گئے اور یہاں
 مشرب شہادت لاش کی سیان اور کھارے اور ایک سج اور ایک کھان ہے اور کھنگ
 پرستور باقی ہے جو ام کے نزدیک دلیل خان کی تلخ شہادت سہاڑے لعلی سے ملے کے ہے
 زمین جو وہ سال کی غلطی ہے کیونکہ مجمع تاریخ ماہ منی لکھنؤ ہے اس زمانہ کے ہندی شاعروں
 نے بہت سے دوہے دلیل خان کی شجاعت کے فوج میں تصنیف کیے ہیں جو اب تک بان زد
 خلائق ہیں۔ روپ برہن مود ہاڑی شاکر نام ایک لہان پکورا کے سردار خان نام ایک لہان
 کی زبان سے سن کر تحریر ہوئی۔ میورا مود ہاڑے میں میل جنوب مغرب میں ہے۔ جسوقت ہریشا
 جنگی طرح دوہوں سنگرنے لکھنؤ کی گرم کھائی موہن سنگر جاکر گوجھا گیا جو موہر سے
 دوسرے سمت مشرق تھے تب ہر وہ شہانے شرکت سے اٹھا کر ادا و ملک سنگر اکیلا روانہ ہوا
 شاعروں نے دوہے مند دیہ پیر سال کی زبان سے تصنیف کیے ہیں۔

یہاؤں سے جبر دیو کا

بطلبہ و بنام ہر دیساہ

دوہا

گاڑی تناکا مار میں پھر کر ی نہ پیش | اگڑی بھر کاسے بے دیوں وئیں ہر دیش

گاہی چاکی مار میں بکھڑا کر دے پھر | گاہی دھڑا کر دے پھر دھڑا کر دے پھر

یعنی - تمہاری گاڑی دلال میں پھنسی ہے اب لڑکوں کا ساتھ نہ کرو اب ای ہر دیساہ اپنے ملک کو دے دو۔

جواب ہر دیساہ

سیر مہرانی نہیں کرتا ایشانی کین | تیکے اب موڑے پڑی پھر سرن منہ میں

سیر مہرانی نہیں کرتا ایشانی کین | تیکے اب موڑے پڑی پھر سرن منہ میں

یعنی - میری صلاح نشان کرچکیت نے اپنی ہر مہرانی کام کیا اب جب سر پر آفت آن پہنچی تب میری اصلاح کو آیا۔

اشعار درج ذیل خان

جی پھر جاتی ہل کی تیر بے کلا جان | جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان

جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان | جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان

جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان | جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان

جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان | جوت میں جوت سا گئی پاپو پد نردان

میلو تو سہوڑا کر دین جن آن کھنچ کیو لڑنا

गति तीर कमानाहि लक्ष मेमोह नयनो रम्य

سب جنگ اور پر کویر و جس محل محکمہ ہریہرنا

सब हज़ारों के पर सोच लो जहाँ से सब पंखें प्यारा

ہنگش جوڑ شہان علیہ صبر و شہدائین کین مقام سیلا

लेखक का नाम और पता

پیشتر جو محافل میں کوئی نئی کتاب پیش نہ کی گئی تھی

SECRET

مجلس کا حشری اور غنی و فقیر کی ملی

महानगरपालिकाका कार्यवाहक अधिकारीको कार्यालय

علیٰ محمد بن احمد بن علی بن علی بن علی

बहु भोजन करके बड़े बड़े मदे लेना चाहिए।

تین کی طرح کرک کر دان کے آئین کی جھک بدری اجڑا دوسے

سب نال چون اور دیکھو کہ میرنگل او بند لیو کہ لہر کلاو

गोपनीयता का यह कड़ा विधान है कि इसकी समझौता नहीं है।

कल्लो यमनाल यहुं-पोरदेस्वे.

وہی ہے جس نے اس کو اپنی طرف سے لکھا تھا

کھوت گرن مرن رہی کرب و ابن

بانی کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

تکڑے دھات کی گولیاں گولیاں

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

لوگوں سے اور اہل بیت کی

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

کے گھر کی سلامتی کے واسطے

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

مجموعہ نئی ہیجان کٹر گن کی دہائی کا رد و پاک کے مابین کثرت عمدا ۹۱

॥ महामोक्ष बांधे देवे समस्त जन्मों को ॥

॥ न्यायी के लिये कसम की पा ॥

کے مرو دیلارن میں پیلا علی علی کز بحرنگی

جہانگے راجا سب ہر اباد کہہ ساری گنگی

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

میں میرا نام دلیل خان ہے میں کہے جیسے ہر سنگا میں گنگی کی آکر دیکھ راجا ہے بھر نچ
مرو شاہ کا چڑھ چکی یہ تلواریہ پٹان کی عزت میرے کروے میں مقابل ہو کر اور دیکھا پٹان
جوانی کی شجاعت سے سخت سے سخت جنگ میں کس نے جگے ہو کسی معرکہ سے نہیں ڈرتا ہیں
رہا اور صارا باہری گنگی تلواریہ کے سامنے سے جہاں گزرتے ہو دیکھئے شجاع دلیل نے یہ گنگا
پٹان میں کی اور علی بکار اور غریب ہندو ہوتا ہوں کو بگارتے ہیں

راشکارن بلی دلیل خان کے جب اونے اپنے ہمراہیوں کو آتے دیکھا
بیٹا مرے مراد خان بھائی ابراہیم

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

میرا بیون اب بڑھا یہ کہہ گئی کہ بان

مرے حمایت خان بن بھلوان پٹان

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

॥ श्री गणेशाय नमः ॥

جیسی کہ میرا بھائی مراد خان اور بھائی مراد خان مل بیٹھا اور مراد خان اور پٹان انہوں کو
میں میں مرے حمایت تو ہی پٹان تھا اب میرا بیٹا حسن کہہ رہا ہے

دھب لائے تھیں کہہ شام

١٢

कड़ी बड़तंग लगी नहीं बेस से कपड़ा पोस करेजोसे

गोह किरपान लोह नहान चयो कर केर दुनखो हे

لے کر لے کر لے کر

ایک خان کا بیٹا اور ایک لکڑی کی گلی

संस्कृत-प्रमाणानुसारं कथं वर्तते?

15-11-1954

اوس زمانہ میں نیزہ بازی میں اپنا قہر نہیں دکھاتا تھا اسکی سواری کے گھوڑے کا نام پری تھا
 اسکی دھن میں بھی شہرت تھی اس پر سوار ہو کر وہ سارس کا شکار کھیلتا تھا اور اوب کو مار لیا کرتا تھا
 بہتیرے سواروں نے اس میں کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہوا دوسرے کاموں میں بھی
 وہ بہت ہوشیار تھا وہ اپنے ہاتھ سے توپٹے حال سکتا تھا اور بہت عمدہ جوتہ بنا سکتا تھا میں
 چالیس برس گذرے ہیں کہ اوس کے ریکارڈ کیے ہوئے جوئے قائم خانی کہلاتے ہیں اور وہ آٹھ گنج
 میں لٹکا ہوا رہا تھا کہتے ہیں کہ اسے یہ محال پر حکومت کی ہے لیکن انکے نام معلوم
 نہیں ہیں۔ ایک دفعہ ایک مرہٹہ باجی راؤ کا ملازم قائم خان کے ساتھ نیزہ بازی تیری کی تلاش
 کرنے کے واسطے شہر پونا سے آیا تو اپنے بیٹھی میں رہنے کو مکان دیا اور مجھ سے ملے تک اسکی پری
 لحاظ اور بدعات کی اور اس عرصہ میں اسنے مٹکے پٹھانوں سے جو پونا میں نوکرتے رہا کرتے
 کر بھیجا کر یہ شخص کس غرض سے آیا ہے اور انھوں نے جواب لکھا کہ جیل ہنرمیں مٹکے شانی حاصل
 اس میں یہ شخص بھی حاجت رکھتا ہو باوجود مجھے محمود خان کی حاجت کے اس نے نہ کرنا چاہی
 ایک روز مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ سب پٹھان قبل طلوع آفتاب کے شکار پر میں تمہارے میں شکار پر
 شہر سے تین پارسل شمال مغرب میں ہے یہاں لنگھ کے گندے ایک بڑا وسیع میدان ہے جہاں فیر
 کی تعداد ہوتی ہے۔ نواب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مرہٹہ مذکور کو ساتھ لے کر وہاں گیا۔ وہ ہر
 دو دنوں لڑتے رہے لیکن کسی نے کسی کو چھو نہ پایا جب وہ موقع قوم مرہٹہ کے بارہ پہنچے
 اور ایک مال بند ہاتھ نواب نے اس بات کی کوشش کی کہ میں اس مال کو نیزے کی نوک سے
 اس کے بازو سے اوتار لوں۔ نواب نے اسکو چھو تو کسی دفعہ لیا کہ وہ کرپسینے کے باعث سے گر پڑا

بندگی کی اہل بین و سبیل کے تہا

بندگی کے ہولناکیوں میں ہولناکیاں آتی ہیں

یعنی۔ بوندیوں کے بہنوں کے سامنے اہل بھاگے جاتے ہیں۔ ایک بوند بیٹے اور سکو
ملاست کر کے کہا تھا کہ بوندیوں کو بچا ہے خدا

دلیل کی اہل بین و سبیل کے تہا

بندگی کے ہولناکیوں میں ہولناکیاں آتی ہیں

یعنی۔ دلیل کے حلق کے سامنے بوند بیٹے بھاگے جاتے ہیں

نواب قائم خان

شاہد اعظم اپنے باپ کی وفات کے بعد قائم خان بلاخر اجمت سند نشین ہوا اور بیٹا
کر چکے ہیں کہ شاہد اعظم دلیر خان کے انتظام لینے میں شغول ہوا اور جب شاہد اعظم اس کے
پر محمد خان کو مرہٹوں نے گیر لیا تھا اسے اور سکو چھوڑا اس کے واسطے فوج جمع کی محمد خان
کی آخر عمر میں اسے بطور اپنے والد کے نائب کے دلی میں حکومت اختیار کی۔ جس میں حکایات
اس قسم کی مشورین کہ محمد شاہ باو شاہ دلی اسکو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اسکو فرزند سوار کا
لقب عنایت کیا تھا اگرچہ کہ وہ حکایات محض حقیقت ہیں اور ان کے بیان کی جڑ ان صاحب نہیں
اور زبردست سچی تھا جو وقت نماز ادا کرتا تھا اور مسجد کا خیال رکھتا تھا اور ہر روز قرآن شریف
کی ایک آیت لکھتا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ علی کا بیٹا حامی تھا اور ہر قسم کے شکار کا پڑا تاشاں تھا
اور بادشاہی شکار گاہ میں دلی میں اسے شکار کے لیے اجازت تھی وہ بہت اچھا شکار تھا

علاوہ کثیروں کے نواب کی چار زوجہ میں۔ اول شاہد حکیم نواب کی پہلی بی بی کا چھٹا شیر
 انکی بیٹی اور قاسم خان کی چھٹی بیٹی تھی (۲۱) بی بی جو ابراہیم بھائی تھی (۲۲) خاص محل چلو
 انکی ایک بیٹی تھی یہ موضع ہلوانہ قریب ہنگو کے ہے (۲۳) ستمبر محل بی کی عورت تھی۔ دوا
 کوئی اولاد نہیں چھوڑ گیا۔ اس سال کے کوئی شخص انکی سداوت کا روبرو نہ رہا تھا
 اور نہ کوئی مرد اس کے کپڑے پہنا تھا اور نہ کوئی شخص انکی عورتوں کی بیٹی لیتا تھا
 یہ بیان انھیں کے قلم میں تھا۔ بہت سی دیگر شخصیات انھیں کے نام سے تھیں جیہ
 مرگئیں انکو انکی کچھ املاک تو صاحبک کی حکیم کو بھی سزاوار محل کو ملی۔ ابکہ نعت بنک صاحبک
 کے بیٹے کو ملے۔ نواب حاکم الوقت کو ملی جب کہیں شاہ حکیم اپنی خوشد امن کی ملاقات کو گیا
 سے فرخ آباد کو آتی تھی یا لاہور سے پہلے کہ اتحاد و کفایت اس بازار بند ہونے کو ہوتا یا یا
 بازار کتے ہیں اپنی ماں جی بازار اسے لانا ہی نقل۔ حکیم ایک چوبیس سال کا بیٹا ہوتا تھا
 بازار سے بچے تک بناٹ کھینچے دے سے لے کے ہوتے تھے۔ حکیم وسط میں بیٹھی تھی انکے
 گردا گرد کتا درخت تھیں۔ حکیم کی زور پون سے بندھے ہوئے تھے اور گاڑی ب
 عورت سے بالکل بند ہوتی تھی ایک بیٹی عورت انکے بیٹھی تھی اور ایک بڑا بھڑیاں ہانکتا
 تھا۔ اسے یہ حکیم ایک بات بھی نہ بولتی تھی خواہ ہر کچھ دن پر نہ ہو کرتے تھے۔ بازار وقت
 اس خیال سے مسدود ہوتی تھی کہ حکیم کھان کوئی موجود بات نہ پڑے۔ کہتے ہیں کہ نواب صاحب
 کے چار بھائی دوست تھے۔ (۱) انکے ان موسیٰ نگر موسیٰ نگر رہنے والا تھا اور اس وقت
 اس کے علاوہ مدت میں وہ قصبہ شمال تھا جو دریائے سندھ پر واقع ہے (۲) حکیم خان دریا باد

حضور ہوا وہی شی مل نہ کھانا اتر گئی کھانے کی کوشش کے بعد اب باسیا بی تمام مرگ گئی
 رونال اپنے بیٹے پر اٹھ لیگا۔ مرثیہ کو بہت کچھ شرافت دے کر کہہ دئے قبول کی کہ وہ خود
 اپنے ملک میں شریف تھا۔ اسکے بعد مرثیہ حضرت ہو کر بنا کر آئے اور تمام خان کا گھر بھی کے
 اللہ میں تھا اور یہ اس کے لئے والد کی عین حیات تعمیر کر آیا تھا۔ یہ مکان شریف کی ایک کھلی کھا
 انہی کی حد میں جنوب مشرق سمت واقع تھا۔ یہ نئی خوب کی آبادی کی اولی ہے اسکے گرد تختہ
 اور کی شہر نام جو ادراج بھی تھے مکان ان اب تک باقی ہے قلعہ کے آثار و اسکے مکانات
 شہر میں باقیات بقا و شہریت کی نواد میں کھین کے قلعہ سے کہہ گئے اہل قلعہ کو کہہ
 علی جو نام اچھی کے ایک باغ و شہر کو کہہ ہیں شخص اہل وقت وہاں کا تحصیل لکھا ہے اس کی
 اثبات سے انگریزی عمارت کی صورت کا ایک مکان جو قلعہ کی زمین پر موجود اور وقت
 کھائے ہیں۔ قادری اور والد کے باہر جو کھلا باغ آج کل شہر میں کا قلعہ خان کا گھر اور یہی ایک
 قلعہ وقت میں رہا۔ یہ قلعہ خان جو پروردہ یا جہاں پر عینی و ایک اور کلاں کے
 وسیع ہے اور اب بھی ایک سو اسی ہزار کو زمین پر جو ایک درہم کو کھانڈیر مانگے قلعہ کے
 کمال کی کہہ سکتے ہیں کہ اس کی اوٹار بولیا کے دروازہ کی تعمیر خدای کر کے یہ وہاں
 اور کام نہ تھا اب کی سالگرہ کے در قلعہ خوب اور مست کیا جا چکا تھا۔ دوری و بلن محل میں
 سلطان آباد کے قلعہ کے قلعہ میں زعفران لگائے جاتے تھے۔ بارہ سو سو کے قلعہ کی
 اور کے توشہ خانہ میں تحمین زر لغت کا پروردہ کما میں دروازہ پر لکھا جاتا تھا کسی کا گھر لکھا گیا
 یا انہی قلعہ میں نہ ہونے پاتا تھا سب کو کہہ گئے رہنے کے ہوں قلعہ کے دروازوں اور شاخ کا تھا

کے واسطے بیجا شہنشاہ سگڑہ تک پہنچا اور اپنی توہین سرکین۔ علی محمد خان نے ٹھکر اسکواٹ
 دی کہ فوج شاہی ہلی کو بھاگ گئی۔ محمد شاہ کو نہایت ملین آیا اور تھوڑے عرصے کے بعد اسے
 دوسری فوج طیار کی اور اس پر خواجہ اہلی صاحب کو سرور کیا اسے بھی سگڑہ پر توہین سرکین اور
 مثل ہر زند کے بعد تلف ہوئے۔ شہزاد فوج شاہی کے یہ بھی بھاگتا نظر آیا تیسری فوج محمد شاہ نے اپنی
 اہل فوج قمر الدین وزیر کے ماتحت روانہ کی۔ قمر الدین چونکہ جنگ اگر مودہ آدمی تھا اسنے اپنے دل
 میں خیال کیا کہ اگر میں بھی مقابلہ کرے واسطے جاؤں گا تو میرا بھی یہی انجام ہو گا کیونکہ یہ فوج درہرہ
 کھا چکی ہے اب دو حال سے خالی نہیں رہی یا تو بھاگ جائے یا میدان میں جان دوں گا اور دونوں
 صورت میں خوارت کا زیان ہے کہ وہ کہ ہمارا وزیر ہمیشہ برطرف ہو جائے کہ اتنا لڑا اسنے بادشاہ کو غریب
 دی کہ خود بدلت مغضب نہیں سگڑہ پر حملہ کریں۔ قائم خان معہ اپنی فوج کے بادشاہ کا شریک
 یہ واقعہ مشہور ہوئی سلطان بنوری شہنشاہ غایت شہسوار عزمین واقعہ ہوا میں منزل تک فوج
 نے ایک پہنچی کے کنارے کوچ کیا اور اسکا پانی پیا اور اسکی کلام بادشاہ نے یاد نگاہ
 رکھا یہ مذی اوسیت کے شہسوار تھی ہے بالآخر فوج سگڑہ میں پہنچی اور اسکے محاصرہ کیواسطے
 آگے بڑھی مگر یہ قسم عبدالمصور خان صفدر جنگ ہراؤں پر حکم تھا ایک ساتھی فوجوں نے
 خنجر مارا اور صفدر جنگ کے مورچہ پر ان پڑے اور بہتوں کو شہ تیغ کیا یہ روئے سگڑہ کو پہنچا
 پہنچ گئے ایک قلعہ کے گرد اسقدر گنجان بانس بونے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکے
 پارہ جاسکتا تھا۔ چند روز تک گولا باری جاری رہی آخر الامر روہیلون نے علی محمد خان کو
 صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے کیونکہ جو بے سلطان سے جنگ کرتا ہے اس پر اسکی عورت

(۳) خضر خان (۴) شجاعت خان غلزی قاضی گنج والا۔ محمد خان نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ چھٹان چادر کو اپنا بڑا خیر خواہ تصور کرنا۔ اگر کہیں جنگ پیش آوے تو چھٹان سے صلح لینا کیونکہ وہ پھر سے لڑائی میں رہا کر اگر فوج مجتمع کرنا تو شجاعت خان سے مشورہ لینا یہ شخص افغانستان میں سردار تھا۔ اگر محصول تحصیل کرنا ہو تو خضر خان سے کام لینا۔ اگر دربار شاہی میں عہد و پیمان کے واسطے کسی کو بھیجا درکار ہو تو معظم خان کو بھیجا کیونکہ اسکو وہاں بڑا تجربہ حاصل ہے۔ یہ سرداروں جنگ مقام دہلی میں قتل ہوئے اسی لڑائی میں قاضی خان بھی مارا گیا۔ ان وصیتوں پر ذرہ بھی توجہ نہیں کی گئی۔ نواب نے اپنے متین محمد خان فریدی کے اختیار میں کر دیا۔ محمد خان اٹھنی کا بیٹا تھا۔ نواب نے اسکو اپنا بخشی مقرر کیا تھا اسکے برادر احمد شاہ جو صف خان و عظیم خان و عظیم خان و سعادت خان و دیگر بن چند ہزار آفریدی پھر ملکر تھے اور ریاست میں انکی بڑی قوی جماعت تھی قلعہ میں محمد خان کا قہارہ تھا تھا اود اسکو ایک وسیع ملاک پر بڑا اختیار حاصل تھا جس سے بہت سی آمدنی وصول ہوتی تھی اسکے قہار کے شادی معان نام تھا جسکو شاہی سے جو تھے روز گھر سے لے کر دیا اور پیر کا بھین گھار ہا اور گھسیٹ کر باڈا لاسلام محمد خان کے دربار کی عہد میں ٹوٹی چھوٹی اٹھنی میں باقی تعمیر کیا۔ انام و نشان بھی نہیں رہا اسکا خاندان بالکل معدوم ہو گیا۔

معاملات روہیلکھنڈ

محمد علی روہیلکھنڈ رفتہ رفتہ علی جو خان روہیل کے قبضہ میں آ گیا اور خان مذکور نے باج شاہی دینا بند کر دیا۔ ایک فوج محمد شاہ نے اپنے دیوان ہرند کو مع فوج علی جو خان سے ملک واپس لے کر

فرما دین خان کے کہ وہ احمد شاہ سے باغ کرتے ہیں مگر لیا تھا صفدر جنگ حسب وزارت پر
 سرور کیا گیا صفدر جنگ نے اس کا دشمن جانی تھا اس نے ایک فرمان طلب قائم خان کے
 جاری کروایا قائم خان نے بدست جواب بھیجا کہ خود ہی خاکسار صفدر جنگ پر تھا وہ نہیں
 رکھتا ہے کیونکہ وہ اس کے مخالف کا دشمن جانی ہے اس جواب کے بادشاہ و وزیر دونوں سخت
 غار میں پہنچے وزیر نے جاوید خان سے صلاح لی تو بھی کہ اب اسکا انتقام کیا کر لینا چاہیے جنگ
 ایک فرمان بنا قائم خان اس ضمنوں کا طیارہ اگر ایک ڈاکار اہم تھا کہ نہ کیا گیا ہے
 یعنی بہت سے محال ہی دمراد آیا اس کے جوابدہ شاہ غلام خان کے زمانہ میں بادشاہ سے حاصل ہوئے
 تھے انہر بارہیکو سلطان ولد علی محمد خان روپیہ نے قبضہ کیا ہے اور اسی وقت
 صفدر جنگ نے روپیہ نکوا اس کے مقابلہ کے اشارہ کیا اور یہ امر کتاب بیان الواقعہ سے تصدیق
 ہوتا ہے۔ لہذا یہ ملک تھا اسے حاصل کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جاگرا و سپر قبضہ کر لو یہ
 فرمان بدست شیر جنگ و بدست خان بہادر گلان برہان الملک سعادت خان مرحوم رفتہ دار
 وزیر کے روانہ کیا گیا چہارم شوال ۱۱۳۰ ہجری مطابق ۱۷۱۷ء میں میر علی شاہ نواب مذکور فتح آباد کے
 قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرا اس نواب نے اپنی خبر اور نواب قائم خان نے
 حکم دیا کہ گلان ابوی چھپکاؤ کے قریب لٹائی جاوے اس کے بعد وہ بڑے ترنگ و احتشام سے بھر گیا
 امرائے غیبتیں کے وہاں پہنچا فرمان او سکوپڑہ کر سنا یا گیا۔ نواب آباد بجایا لایا اور
 سر فرزدی کو زین تن کیا اور ان کے تقارب سے بچے ہوئے قلعہ کو وہیں آیا بیان شہزادہ محسن
 دعوہ داران نے اگر دزدین گذرا نہیں اور سبار کیا وہی اس وقت غاص غاص میرا و غیر غاص

حرام ہو جاتی ہے چنانچہ علی محمد خان بذریعہ صفدر جنگ حضور سلطانی میں حاضر ہوا اور وزیر
 کے دیوان نول رسک کے قتل سے معاملہ عدویہ میں شروع ہوا۔ قائم خان کی افواج صفدر
 جنگ کے واسطے ہاتھ کی طرف تھی ایک روز علی محمد خان جہڑی بارہ ہزار افغانان زرہ
 صفدر جنگ کے پاس آیا تا حاجب اسکی نظر قائم خان کے غصہ پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خبر کس کا ہے جواب
 کہ قائم خان کا ہے اس کے خاص خاص سرداروں نے اسکا کہہ دیا کہ اسکا مسلح کاغذ ایکٹل
 اور دلوں کے دیوان میں نول رسک پر رکھا جاوے گی اسکا تھارڈم کوٹھن میں ہو رہا ہے اس سے
 سفارش کیو اسٹے درخواست کیجئے علی محمد خان نے اس بات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس
 کیا قائم خان اس سے نہایت شاک ہے مابہ صفدر جنگ نے جو قتل تھا یہ صفدر کی سناہیت
 حکم ہوا اور تمام عرفا قائم خان سے بغض رکھتا قائم خان نے علی محمد خان کے ہاتھ رومالی سے باندھ کر
 بادشاہ کے حضور میں لے گیا چنانچہ اسکی نقد و جہیز و لیت کو جو بنی بادشاہ نے اسکی خطبہ کی اور
 خلعت سفیدی عنایت کیا اور سو سو سند میں اسکو اسکی بیعت و بیعت سے مغرب کی طرف
 واقع ہر اسکے بعد بادشاہ معراج اور اسکی بیعت کو واپس آیا اسکو زمین پر جکڑ کر بادشاہ نے وفات پائی علی
 محمد سے اسکا کہہ دیا اور حضور کو صوبہ بلتک سری شالہ لکھنوی سلطان نے اسے جہیز میں
 اس کی دولت کی اور میں بیٹے عبداللہ خان کھنڈر خان شہزادہ خان نام جو ایک

جلوس احمد شاہ بادشاہ

احمد شاہ نے دوران لکھنوی میں وفات پائی اور جناح دہم جلوس لاکھنوی لکھنوی میں
 ۱۶ اپریل ۱۷۷۳ء کو بادشاہ کا تخت نشین ہوا اور حضور کے بعد کجا اعتماد لاکھ

اٹھا لیا اس عرصہ میں احکام بطلب فوج تنخواہ واران جاری ہو اور اطاعت کے بغیر ان بلا
 گئے اسلئے کہ رو رو لالا اور جند و سنگ چھڑی والا اور اجنبیوں کے نام حکم بھیجے گئے اور
 وہ انکو معین نہیں ہزاروں کے قاصد خان کے شریک ہو کچھ سرداران مرہٹہ بھی کہ کالیسی کے ناظم تھے
 فرخ آباد بلائے گئے اور جھنڈا خان انکو پرکھ کر پوراؤ کے پاس بھیجا گیا اور شیخ فرحت علی
 لکھنؤ میں موجود ہو کہ حادثات خانہ و صفدر جنگ سے عداوت رکھتا تھا اگر شریک ہوا نقطہ
 رہنے کے طور کی صورت دیکھ کر کہ قتل ہوئے اور اس بلا کو مٹانے کی واسطے انھوں نے ایک ہشت
 سنبانہ بیرو علی محمد تیار کی۔ بہت سیہ مصوم بردار کی سادہ سا مضمون یہ تھا کہ جیل میں قہر
 کے والد نے قضا کی شب بچہ لے کے اور تمھاری ذات کے اوسکو کسی پہرہ سناہ تھا۔ اگر تمھاری
 شہادت ملک چین لینے کا ہے خیر یا ہی سہی شجاعت خان و شیر خان خان بہادر کو یہاں بھیج دو
 ہم سب انکے ساتھ حاضر ہو جاویں گے۔ بعض اپنے والد کے ملک کے ہم پرور شیر مشرق میں
 کچھ ملک صفدر جنگ کا بیج کر لینے کے جب یہ نواب کے رو برو حاضر ہوا اوسنے سعد اللہ خان
 کو ان چادر نواب کے قدموں پر ڈال دی اور قرآن شریف ہاتھ میں اٹھایا اور اسی طرح سے
 نواب سے شکرمہ ہوا۔ ۱۔ قوم افغان کے سردار بواسطہ اس کلام محمد کے اس فقیر بچارہ کی
 سرور فرمایا کہ اگر اس آدمی کے ملک کی عاجزی کو کسی راجہ کے اسی قوم پر حرم کر دو اور
 غریب بے یار و مددگار خصوصاً ان کے خون سے دگر و خوار تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے
 دوسرے صلح پسندیدہ ہو میں نے اس کی طرف سے نواب بخشی محمود خان کی جانب مخاطب ہوا اور اس
 ان بحث کا ادا کی اسے پر محول کیا اس شخص کے دل میں سوا گھر زبانی اور فساد کے دوسری

مشورہ طلب ہوئے سرگروہ ان میں بلقی محمد و خان بہادر و شہر خان و محمد خان و اسلام
 و کمال خان و سردار خان چیلوں نے غرض کی کہ روئیلے آپ کے بدخواہ ہیں میں اگر کوئی شخص انکے
 پاس اس طرف کھٹکے بھیجا جاوے گا تو عجب نہیں ہے کہ بعد اللہ خان آپ کے پاس حاضر ہو جاوے گا
 بنظوری اس غرض کے معظم خان برادر محمد و خان معزین پیرا میان بجانب آنولار واد کیا گیا اور میں
 خلعت علی محمد خان مرحوم کے تیون بیون کی واسطے اس کے ہمراہ کیے گئے کہ جا کر اوکو عطا کرے
 اور سب ڈور کل عطا و منتقلہ ملوک علی محمد خان بنام بادشاہ عطا کر لیں گے اگر ہمیں کوئی ہرج
 واقع ہو گا تو اب محمد خان بذات خاص حملہ کرنے کو روانہ ہو گا لیکن بحکایت کرتے ہیں کہ
 قبل پہنچے معظم خان کے ہر سیران علی محمد خان کو وزیر کی طرف سے خلعت ہر فراری پہنچا
 خیر کیسا ہی ہوا جو معظم خان کی سفارت محض ناکام رہی اور وہ بروز دیگر بجانب فرخ آباد
 روانہ ہوا۔ جب معظم خان نے اپنی ماکامی کی اطلاع دی تو محمد و خان نے کہا کہ خلعت کا
 واپس آنا سخت اہانت کی بات ہے اور یہ اہانت اس صورت سے مٹ سکتی ہے کہ جی
 آنولہ کی طرف کوچ کیا جاوے بہت عرصہ تک شجاعت خان غلامی و چیلوں سے مشورہ
 رہا شجاعت خان نے اب تک سہی صلاح دی کہ میدان جنگ سے کنارہ کش ہونا چاہیے
 اگر محمد و خان کہ اہلاک و غنیمت کا تشہہ تھا کہنے لگا کہ شجاعت خان فریق ثانی کی لالی
 کرتا ہے محض اس سبب سے کہ اسے علی محمد خان کے ساتھ بکری بدلی تھی اس تو میں سے
 طیش میں اگر شجاعت خان نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں مجھ ڈاکٹر کر کے سب آگے
 ہوتا ہوں اسی وقت خزانہ کے صندوق کھولے گئے محمد ڈاکٹر کیا گیا اور نوپ خاں ہارو

اور ترک غلطی دیوین مین پوچی تشریف خان خان بہادر لکے روانہ کیے گئے۔ اور اوسیت اور وکرا
 موضعوں کی راہ کاٹ کر انواب کی لشکر گاہ مذی کے کنارے تیار کی۔ اور کچھ فوج تیر و کمان سے
 اور ہندو ق سے مسلح نواب قائم خان کی فوج سے لڑنے کو بلایا کرتی تھی انواب قائم خان کے لشکر کا
 امام حضرت ملک المومنین اگر کسی ان افعال میں خوف و ہراس نہ اس قدر غلبہ کیا کہ وہ
 فتح کی واسطے خدا سے دعا کیا کرتے تھے۔ اور ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۰۰ مطابق ۱۶ نومبر ۱۷۸۷ء کو تمام
 شب سب لوگ صلیب بیٹھے دعا کرتے رہے اور میان روہیلوں نے راہ فرار کی مسدود دیکھ کر اپنے
 خیمہ کے گرد دوری رسولپور کے قریب جو دیوین سے چار میل جنوب مشرق میں ہے خندق کھودنی
 شروع کی۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۱۰۰ مطابق ۱۷ نومبر ۱۷۸۷ء بروز دوشنبہ علی الصبح قائم خان نے
 حکم جنگ دیا اور خود لباسِ رم پہن کر مدد لینے چند بھائیوں و خاص خاص بہادران و رشتہ داران
 بخشی محمود خان کے بھائی بندو ن شل حکم خان و اعظم خان و یوسف خان و سعادت خان و ملا جانا
 و احمد خان و تیرابو و ایوہ ملک کو آئے تھے باقی بہادر ہوسے چیلہ تشریف خان و قسیم خان و اسلام خان
 و میسر خان و ستم خان و کمال خان و خان بہادر خان و پیش کش کے ساتھ روانہ کیے گئے اور یہ لوگ
 بمقام تمام اوس باغ میں جان روہیلے مدد سرداران کا فخر و محبت خان و درویش خان و فتح خان
 کے قسم تھے جہاں تشریف خان نے باغ جنوبی کو شکار گاہ بنوایا اور وہاں کی سپاہ کو دستِ جنگ
 نوین چھین لیں جس میں درویش خان و تیرابو ہوسے چیلے تھے اور کیا نظر آئے تھے اور
 سے گولی دینے پر سامنے کے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ تیر و گولی آسمان سے برستے ہیں کئی گولیاں
 بہادر خان کی زد میں لگیں اور ایک تشریف خان کی پیشانی سے چھلنا ہوا ٹپکنا اور بہت سے

نہ تھی سید سے کہنے لگا کہ تم سید ہو میرا زادہ ہو مگر معاملات دنیوی کا حال کیا معلوم ہے تم کیوں اس
 قسم کے کاموں میں ہاتھ لگاتے ہو جب چند سوال و جواب اسی قسم کے ہوئے تو سید کو معلوم ہوا
 کہ یہاں کچھ ایسا صلح و آشتی کی نہیں کسی دفعہ اسنے کہا کہ لکبر خدا اور رسول کے نزدیک بہت
 ناپسندیدہ ہے اور غرور و غرور و غرور کسی ہوتے ہیں اگر خدا اور رسول کو نہیں مانتے تو غرور و غرور کوئی
 نہ کوئی آفت بڑی اس کے بعد وہ انور کو واپس گیا اور وہ ہیلون سے کہا کہ تم جنگ کی تیاری کرو
 فی الفور وہ ہیلون نے قریب پہنچ کر آؤی سکھ مچ کر لگا کر وہی رسول کے باغات میں چھپ گئے
 ہوئے یہ تمام ہیلون سے بہت قریب ہو رہے تھے شب در روز گاہ حافظ حقیقی میں اپنی خط
 کے واسطے دست بدمارہتے تھے۔ قائم خان اور محمود خان بخشی نے اس بارادہ بڑے کاکا لکے
 ساتھ پاس ہزار سوار و پیادہ تھے جنکو سرکار فرخ آباد سے تھراہی تھی علاوہ اسکے فوج و سوار
 اور سرداران جنگ اور سب کے پاس ہاتھی تھے اور سب کا سامان جنگ اس کے پاس موجود تھا
 اور بکے بعد دیگرے سب لوگ سامان جنگ میں زیادہ کوشش کرتے جاتے تھے بخشی محمود خان نے
 نواب احمد خان و قائم خان میں کشیداری تھی اس باعث سے وہ تھوڑے عرصہ سے دہلی
 میں سکونت رکھتا تھا اس جنگ کا حال سن کر وہ بھی اگر اپنے بھائی کا شریک ہوا علاوہ عمار کی تو کون و
 کھلا اور بزرگ و سوار بڑی بڑی توپیں تھیں وہ تھوڑے عرصہ میں کسی دہلی میں بیٹا لکھنؤ
 کے پاس ہوتی ہیں اور بار بار گولی یا فضا تھی دوسری دہلی اس وقت تک چری مطابق ۱۱۰
 تو سب سے علاوہ کو فوج لگے بڑھی اور منزل منزل کوچ کرتے ہوئے دہلی لگے کانارے کا درگج
 میں پہنچی یہ مقام فرخ آباد سے تینتالیس میل شمال مغرب میں ہے اور یہاں کشتیوں کے پل سے

اور پھر اس کے کسی ہاتھ سے اسے سرواڑ لے ہوئے بیان اسکا سبیل ہو گل خان
 موسیٰ گری نے نواب قاضی خان سے شوقیہ کہہ کہا تھا کہ تا وقتیکہ جنگ کا تصفیہ نہ ہو جاوے ہرگز
 آگے قدم نہ بڑھانا کہ نواب نے اسکی نصیحت کو محض لغو تصور کیا و نون فوجوں کے درمیان
 بڑا طویل و جہش خندق تھا جسے قلعد کی خندق ہوتی ہے اس خندق کے کنارے جسکی بندی
 زبان میں پیر کہتے ہیں اور اس کت کی زمین میں کنارہ ملک کھیت باجرہ کا تھا۔ مین ہزار روپے
 ایک طرف اور پانچ ہزار دوسری طرف بند و قین ہرچی ہوئے طیارے تھے قائم خان نے
 غزو سے روپے چھ لاکھ لیا روپے ستر کی طرف بھاگے اور قائم خان انکے تعاقب میں پہنچی لہ ہزار
 جوان کار از مودہ و اکیان سرداران فیل سوار کے اوس بیٹیر کے اندر گھس پڑا اور چونکہ یہ لوگ
 پیادہ تھے لہذا با آسانی اوپر چڑھ کر جنگ کئے قائم خان اس خندق میں نصرت دلا بھی نہ جاسکتا تھا
 کہ وہ پہلے کی نگاہ میں تھے سب کے سب اوپر نہ کر رہے تھے پڑے اور انھوں نے ہزاروں ایکٹیف
 باوجود ماری ایسے نازک وقت میں راہ بند و سنگ و گھاسنگ و گسل سنگ جو قائم خان کی وہیلی جانب
 تھے حو نہ پیر کر بھاگے اور کھلی کے مرثون نے بھی انکی دیکھا دیکھی دیا ہی کیا یہ حالت دیکھ کر
 عاجز رحمت خان و وزیر خان و فتح خان باغ سے نکلے دلا سردار خان سے متفق ہو کر قائم خان
 ان ٹپ سے نواب کے ہماری جو ہر متحدہ تھے اسکی اتھی کے گرد جمع ہو گئے دشمن برابر باہرین مار رہے
 لیکن دست برد گرائی کار وہ زمین کیا بت نواب کے گرد و بہت سے سپاہی مارے گئے تب
 روہیلون نے اس کے ہاتھی کو گھیر لیا اور اوپر گولیاں چلانے لگے شیخ قزمت اسکا گھوڑا جو وہ اپنے
 بازو پر تھا اپنا ہاتھی قریب لایا مگر فی الفور مارا گیا تھوڑی دیر بعد قریب دیر گھنٹہ دن چڑھے
 نواب قائم خان کی بیٹھانی میں ایک گولی لگی اور خود اسرد ہو گیا دلاور خان تر کشی جو نواب کے

مارے گئے بعد از ان قائم خان و دیگر سردار اول ملکی مارے گئے جسے سردار کا حوالہ ہے اور
 شیریں دست ہو کر بہت سے روہیلوں کو قتل کیا اور وقت بڑی کہ شہر کی طرف سے عظیم خان
 محمود خان اور نور خان و نادر خان برادر عت خان و علاء خان کی طرف سے اور سردار
 اس باغ کے شمالی گوشہ کی طرف تھامے لوگ اچھے لڑتے تھے علاء خان نے کچھ نہ ملنے کے باعث
 میں ایک گز تھامے تھے اور تھامے کا کچھ علاء خان نے کچھ نہ ملنے کے باعث
 گرفتار کر دیا اور وقت لینا تھا تھامے کا کچھ علاء خان نے کچھ نہ ملنے کے باعث
 اپنے ہو کر میں دیک گیا اور پھرتے سے ملنے کی کوشش ملا سردار خان کا مورچہ باغ کے جنوب میں تھا
 چنانچہ ملا سردار خان سے پھرتے و پھرتے و پھرتے کے اپنے مورچہ سے جھپٹا اور تمام گولیاں
 یا زخمی ہو کر مر گیا ان کے ہاتھیوں کے بھی گولیاں لگیں اور عظیم خان و اعظم خان و ملا جان جلا
 و دیگر آفریدی سردار مارے گئے یہ تھامے محمود خان شہی اپنا ہاتھی لگے پڑھا لایا اور مورچہ کے
 بعد گولی سے مار گیا تب نواب قلم خان نے اپنے بھائی عبداللہی خان کو مارے گئے یہ تھامے
 اور عبداللہی خان و شاہ اسد علی ایک ہاتھی پر سو تھے عبداللہی کو مارا گیا اور اسد علی کی ہاتھی کے
 اور پڑ خیم لگا نواب قلم خان کے حکم سے نواب محمد خان کے پیشے کے بعد گئے تھے اور
 قتل ہوئے عبداللہی خان و راجہ خان و محمد خان و میر خان و قتل ہوئے اور امام خان و
 و محمد خان و مرغ ہوئے ان کے بعد راجہ خان و محمد خان و میر خان و قتل ہوئے اور امام خان و
 ہو چکا اور اس میں کچھ اختیار نہیں رہی فتح شکست خدا کے ہاتھ ہے تین کتابوں سے معلوم ہوتا
 کہ خواب تھامے کہیں گے میں عار نے سے مارا گیا کہ مہرون نے اس بیان کو نہیں مکتا ہے

دلا اور پھر پھر دیا ہوا ہے۔ اور پیادہ کپڑے اوتار اوتار کر دیا پیر گئے
 سب شہر میں شاہراہ چوڑی لگی گئیوں سے آئے اور اپنے اپنے گھروں میں چھپ رہے
 جب شہر میں یہ شور ہوا کہ نواب قاسم خان مارا گیا اور اسکی فوج نے شکست کھائی گئی کوہ
 میں آو دو اور پھر گھر گھر ماتم سر ہو گیا۔ اس حادثہ سے کوئی شخص غالی نہ تھا بہتیرے زخمی
 واپس ہوئے اور ہزاروں کی لاش میدان میں پڑی تھیں۔ چچا کی گئی اونکی لاش اونکے
 اوتارنے لیا کہ دفن کیں۔ نواب مقتول کی لاش کو بغیر پوشاک پہنا کر فرخ آباد کو میدان
 جنگ سے روانہ کیا فاتح پڑھتے اور ماتم کرنے والے اسکے ساتھ ساتھ تھے۔ لڑائی سے
 تیسرے روز زمین لاشیں بے سری بی بی صاحبہ کے روبرو کی گئیں۔ نواب قاسم خان کی لاش
 اس طرح شناخت کی گئی کہ اس کے ہاتھ پر ایک پدم تھا۔ بی بی صاحبہ بعد نومہ وادی کے
 اپنے بیٹے کی لاش حیات پور کو لے گئی اور وہاں اوتھیں کپڑوں میں لپیٹ کر جوڑتے وقت اس کے
 بدن پر تھے اس کے ہر مروج کے بلو میں دفن کیا

قاسم خان کے وفات کی تاریخ ذیل کے الفاظ سے ملتی ہے

قاسم شہید شد کوننگ بیاز کرد شکار پاک بعد شہید قاسم خان
 ۱۱۶۳ ۱۱۶۳ ۱۱۶۳

بعد فتح کے روئے بدھجے کہ گویا ہم از سر نو زندہ ہوئے اور اوتھوں نے ہزار ہا ہزار شکر بدھجا
 حبیب الہیات اویکے اوٹیل فتح پور بجاتے ہوئے اپنی وادرا راست گونڈ کو جو پہنچے اور سپاہ فتح
 کے ہرگز نہ جانتے کہ جو دیا گنگ کے اوترا جانب واقع ہے قیامت کی گئی اوس زمانہ میں ایم جی س

پاس بٹھیا تھا اور اس کو اپنی گود میں لیا اور اپنے رومال سے خون پونچھنے لگا بہت کچھ کوشش کی مگر
 کہ نواب کی لاش اٹھائی جاوے مگر وہ ہیلوں سے لگا رہا اور اس کا سر کاٹ لیا جو لوگوں میں لائی نہیں جا سکتا
 اور اس کے نام یہ ہیں: شگن خان موسیٰ نگر، ویرم خان، دیباوی و خضر خان بنی، و خان مبارک خان ابھرا
 و درم خان و کمال خان چیلے و درویش نام و دلریان محل امام خان مبارک خان بنی و فون ہوا و امام بن
 مشہور ہے کہ اس کا ہاتھی و سکی لاش کو میدان جنگ سے لیکر ملا لیا تھا اس جنگ میں شجاع خان بنی
 محض سوجہ سے آیا تھا کہ وہ نواب کا ملازم تھا و نہ پھر رانی باکل و سکی مرضی کے خلاف تھی تھا
 ایک جانب کھڑا تھا جب اس نے یہ شک قائم خان مارا گیا روایا اور کہنے لگا کہ ایسا سردار مارا جاوے
 اور میں سلامت جاؤں بی بی صاحبہ کو کیا موندھ دکھاؤ گا و نہ مجھ سے نہو سکیگا۔ وہ دشمن کے سردار
 روہر و اپنے تین حوالہ کر دیتے کی غرض سے گیا جب وہ حافظ رحمت خان کے قریب گیا اور اس کے
 لوگوں نے کہا تمھاری موندھ میں خاک ہے۔ مگر حافظ رحمت خان نے کہا کہ ہاتھی اور بکھڑا اس سے کہنے لگا
 تم اور وہ پاکی منگو تا ہوں مگر دیوان مانسگر جو قریب تھا زبان بستہ میں کہنے لگا غلام کو مارا جاوے
 بچے کو زندہ نہیں چھوڑا کرتے ہیں۔ اس اثنا میں ایک روہیلے نے ایک جانب سے آکر چھانچا
 کے سینہ میں گولی لگائی اور وہ فوراً جاں بحق تسلیم ہوا۔

جب نواب قائم خان مارا گیا تو باقی ماندہ سردار کچھ زرعی اور خستہ و خراب دیواروں سے بھاگے
 سفروں کی تفصیل یہ ہے: نواب احمد خان زخمی شدہ اور اس کا سر کاٹ لیا و خان حسین بنی و خان
 و اسماعیل خان و امام خان و کریم خان یہ سب قائم خان کے بھائی تھے اور شیر خان و محمد خان و
 و اسلام خان چیلے تھے جب وہ بھاگے کسی نے ان کا تعاقب نہیں کیا اور نہ کوئی اور کا سہارا ہوا ایک نو
 سب کے ساتھ شہر و پانگڑہ تھے اور اس کے بعد غنیمت کے غنیمت داروں نے ان کو بہت تنگ کیا۔ خیر چونکہ ان
 کے قریب و پانگڑہ گناہ سے یہ سب جمع ہوئے پہلے کشینوں کا بل باندھا گیا مگر نواب احمد خان نے اس

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتداء سال ۱۲۰۰ھ لغایت ۱۲۵۹ھ

مولفہ ولیم آرتھور سی ایس جگڑہ مالک مغربی شاہی

حصہ دوم

احوال نشینی و ریاست امام خان

قائم خان کی تجویز پر بنگش کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے شوہر کے سب بیٹوں کو طلب کیا
دوسری نگڑ دوسری دی یہ تھی کہ امام خان جانشین ہو مگر ارزاؤ تھویراد کو مخفی رکھ کر اس نے
امجد خان کی جانب اشارہ کیا کہ تم سر دہلی چلتا رہ کر د احمد خان نے بغراست کو سکی فرما
باطنی سے مطلع ہو کر صاف انکار کر دیا اور میرا ایک بیٹے نے نوبت بہ نوبت ایک ہی جواب دیا بالآخر
امجد خان کو کڑے نشین ہو اگر احمد خان کو اس سے نشینی سے جلافت یا حاصل نہ تھا
کہ حکام کو کو حاضر ہوئے لیکن کسی نے نذر نہ دی پچھتے گزرتے کہ خراج کی ایک کڑی تھی
اسکو حاصل نہ ہوئی چونکہ کہیں سے کوئی آمدنی نہ تھی کہ وہ اظہار و خود اپنے اس مرتبہ کا کہتا
لہذا لوگوں نے بعد چندے آج بھی ترک کر دیا جب قائم خان کی شکست ہوئی تھی خبر ملی
ہوئی انہوں نے کو سخت صدمہ ہوا اور کھٹا فوس ملنے لگے سو اسے عبدالغفور خان صاحب

محال تھے یعنی پراپون اور سیت جلال آباد اور تہار اور بیالی گھاٹ موم
 و سہ دیگر دوسکے نام شاید مرثیہ اور اسلام گئی وہ ہم نگر و سہ ایک اور نیز اسدین
 جو وہ پہلے گھاٹ ہو تک پڑھ آئے یہ ایک گئی آباد کے قریب واقع ہے اور اسی حکم پر ان کی
 اول اول روک کی گئی ایک چلی بیان کا علاقہ تھا اسے ایندوب بند و قیں سرکین اور بشیر دنگو
 مار یا جب اسے پر گئے کو چھوٹا ہیلون نے خال کیا کہ یہ کہ اسے کہیں عمارت میں بیٹھنے
 سے کیا فائدہ ہے لہذا سب کسب واپس ہونے لگے کہ پانے کے پھر پر گئے ہاتھ پیچھے کے واسطے
 قریح آباد کے نواب کے حکم سے نکل گئے مرثیہ اور گھاٹ خود ہم نگر اس گناہ چلی کی
 شجاعت سے باقی رہے تھا

شمال دہلی کی تیار کی ہوئی
کپڑے اور اسباب کے خشک کر کے
یہاں افغان و صفوی فوج تعدادی ۲۹ ہزار

کو جمع کیا اور فی الفور جنگ کی تیاری میں لگی۔ میرزا صالح و راجہ برہم پت پتیشکر پر معین
تھے۔ قلعہ شکر خور خیل راس کے زیر حکم تھا۔ پسرہ نواب بقاء اللہ کے تحت میں۔ افغان ہندو
رام پتہ کے حکم میں تھی۔ کل لشکر میں پتیشکر ہزار نو سو آٹھ تھے اور ایک سو پانچ اور متعلقین لشکر
کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ نیچے پانچ جہد کوس کے میدان میں مستاد رہے تھے بلکہ جہان نظر جاتی تھی نیچے
ہی دکھائی دیتے تھے شریک عہدہ و جہان باہم شروع ہوئے اور جہان فرخ آباد کو واپس گئے
۱۰۰۰۰ عہدہ مطابق ۲۲۰۰۰ عہدہ لشکر و کربل را۔ سنا کہ کچھ نیا اس وقت یہ مشہور ہوا کہ لہا۔

وزیر کا گھوڑا گریب ہو گیا اور فرخ آباد کو محاصرہ
کے حالات مذکور ہوئے تھے۔ اگرچہ قائم
زندہ موجود تھے مگر ابتدا میں کئی عسکری نہ
آویزاں ہوئے اور کالی دہی کے گنڈہ
تسلیں کے لئے لاکھ نکل رہے کہ بیٹے تھے۔

مفتو ہکر دوسری سمت سے جا گیا اور اسکو پیر حکیم تھا کہ خان بہادر خان مرہٹوں کی حیدر آباد
کو روکے۔ داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلم خان۔ احمد و سیرے۔ چیلیم جب ویدہ شہر
کے کٹر تھے۔ تھے احمد علی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالیٰ میں رحمت بر عاویہ
تھی کہ انہوں نے اساتذہ کرام بادشاہ بدادیش وزیر کی صلاح پر عمل کرتے ہوئے ہمارے قصد کرے تھے
اور خان شکر خور ملک کا ملک ہمارے خاندان سے حسین پورے ازراہ پیش بینی بطور نعمت
اس ملک پر خیر و مسرت سے اس ملک کی عبدالصغور صدر جنگ کے نام نہایت محرز و انکسار
کے لئے ہمارے لئے کہہ کر اساتذہ کرام سے یہ تھاکہ اگر کوئی امیر میدان جنگ میں مارا جاتا تھا

اور وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوا اور غلبہ پڑا۔ ایک برس یا دو برس بعد لاہور میں آگیا اور اس وقت اس نے
 شاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بنفس نفیس فرخ آباد کی طرف تشریف فرمائے تاکہ
 یہاں پر داران انگلش کو کوئی عذباتی نہ دے۔ اور یہ مطلع ہو جاوے۔ اور اگر کوئی جنگی
 سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اس کا دہی انجام ہو جو قائم خان کا ہوا وہ
 سب جگہاں سے جانتے گئے اور ان کی بنیاد ملک سے مستاصل کر دی جاوے گی۔ بادشاہ چونکہ وزیر کا
 بندہ ہو رہا تھا جو نہایت بڑے پیش کیاں سب پر بے ماملی راضی ہو گیا اور آخر ذی الحجہ ۱۱۸۱ھ بمطابق
 ۱۷۶۷ء میں شاہ احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل پور چلا اور صفدر جنگ شاہ کو اسی
 مقام پر چھوڑ کر خود تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھا یہ تھانہ رگنہ اعلیٰ نگر ضلع ایشہ میں فرخ آباد
 سے پانچ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے۔ وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایٹنی
 حاضر تھے اور یہ سب اس کے فرات والدہ مرزا نصیر الدین و نواب شیرجگ خان و نواب
 محی خان وغیرہم کے ذریعہ حکم تھے۔ بادشاہ اس کے وزیر نے دہلی نول راسے کو یہ حکم بھیجا
 کہ منی العود اگر میرے شریک ہو یہ نول راسے وزیر کا دیوان میں پیش تھا اور سب سے کاجتہ
 والے آباد کا نائب صوبہ ہو گیا تھا اول اول یہ تختہ قوم تھا عبدالعزیز خان حسین علی کی دیوان
 کی نظر عنایت اس کی جانب زمانہ ۱۱۸۱ھ میں میری عرضی نول راسے نے سب کا لکھ کر حضور
 فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۷ء میں وہ دہلی میں حاضر
 ہو و ہوا دس ہزار جوان کے ساتھ اس سے آن ملا تھا اور
 مالی ندی کے کنارے کے طرف ہوا اس مقام سے چار یا
 پانچ اسکے دوسرے روز نول راسے اور بقا افتد خان الہ
 ٹرے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلائے گئے کہ فوراً
 بہ کینا ندی آسوفت بڑے جوش و خروش سے جاری

اول چلوں نے اپنی صداقت سعادتی

چونکہ اسوقت آنکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی

اور بھی اُنکے اقاروں پر بھروسہ کیا اور

اُنکے بیوی بچوں کی بی بی صاحبہ نے سواپے چیلون کے درپے لشکر گاہ کی طرف کوچ کیا صرف

مہینے میں ہوئی سب پٹھان خدمت میں حاضر ہوئے اور صرف وہاں سے روانہ ہوئی سب کس جلو

میں اُنکے ساتھ ہوئے جب درپے لشکر گاہ کے قریب پہنچے سب پٹھان سرور و دل نہ دے دے

مستلم کیا۔ درپے جسدم بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سنی شہر جنگ کو ہتھیال کے واسطے بھیجا۔

صرف شہر جنگ قریب پہنچا اپنے اہل بیت سے اور کہ با ادب کھڑا ہوا اور انکھوں میں آنسو جھرا لیا

اور قائم خان کے قتل پر افسوس ظاہر کیا۔ روایت روایا اسوجہ سے کہ وہ درویش ایک طور سے

بھائی ہوتے تھے کہ انہوں نے

قائم خان کے قتل میں حصہ لیا

معاذ اللہ جان نکدہ مذکور کتاب

کی طرف گئیں۔ اس پر شہر جنگ

وہاں پہنچا لیکن جب وہ درپے کے

جواس نے قتل گنج میں گئے تھے بلکہ جو کچھ وہاں رکھ دیا تھا پٹھانوں نے

ان کو لے کر رہائی کے ایک ایک بھی خاندان نگیش کے حق میں بیٹھائی کی تہہ نہ نکالی چونکہ

ان کو لے کر رہا کر دیا اور کرون کے قریب کے قریب میں نہ پانچ سو تھانہ کچھ بڑائی اُسے

بہان کی اور ذریعہ تسلیم کر لی اور صرف شہر جنگ سے کچھ کام نہ رہا اور حال ہی میں

شروع ہوا اُسے قریب شہر خان و غیر خان نے چلو دیا کہ باہم کچھ چھندہ کیا اور اگر نیول دے

سے کہا کہ تم میں لاکھ دیکھ دینے کا اتر کر کرتے ہیں اس میں سے لاکھ سترہت کچھ نقد اور کچھ

اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہیں مادہ باقی اکیس لاکھ تین ہزار کی مدت میں اور کو دینے کو شرط

بی بی حبیان نے کیا جو کچھ ملے
میں آبلو کی طرف روانہ ہو گئی وہاں پر
خانہ داری باورچی خانہ کے پاس وغیرہ۔

وہاں خواجہ سرا جن کے سر پر تاج تھا اور ہاتھ میں
مکھن ہوئی اوس میں سے نصف لاکھ روپیہ ہنڈا لیا۔ یہ سب حساب و صلہ لاکھ کا شمار
تین تیرا دن سے ہوا۔ لاکھ کا شمار خانہ و حشر خان سے مطالبہ کیا مگر انہوں نے
یہ جواب دیا کہ تین سال میں ادا کر دینگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ ضرور کے لشکر گاہ کو
جس میں جو کچھ خاٹیں وغیرہ ہونا ہوگی وہیں ہر جاوگی۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ میرٹھوں
و جیلوں کے وزیر کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوئیں جب میں بی بی صاحبہ کے استقبال کو
گواہ سے اہل دماغ سے اسکے جلیں میں ہوا ہوا ہے جب وزیر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچیں
وہاں اپنا پٹاؤ قائم کیا۔ روز دیگر نوبل ہاسے نے شمشیر خان و دوسرے جلیوں کو بلا بھیجا
اور باقی نوٹ کا مطالبہ کیا۔ تمام دن چکنی چٹری باتوں میں گذرا اور شام تک وہ اسی میدان میں
بیٹھ رہے کہ نصیب جب دنوہ ہو جائیگا۔ اب نوبل ہاسے بند ہو کر گاہ کے اول اطلاع ہو کر
وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا۔ قریب دس بارہ تہا رہ کر دن کے ہمیشہ ساتھ رہے
تھیں یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر تھیں تھے جلیوں کے مذکورہ نوبل ہاسے نے وزیر سے
یہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک انور و شافون کا آیا جو۔ او سو وقت
جلیوں سے کہا بھیجا کہ آج رات تم میں رہو تمہارا معاملہ کیڑھنوی کیا گیا ہے۔ اور نوبل ہاسے
نے اس احتمال سے بظہر چھپا دیا کہ شاید چٹان جتا بلویش آبن بی بی صاحبہ کے غم کے دور
چند تو میں رنجسروں سے جکڑی ہوئی تمام رات قائم رہیں رات کی تاریکی بیان سے باہر اب
بی بی صاحبہ سے یہ دریافت کر لیا کہ آپ بغرض نصیب شدہ ادا آئی ہیں یا بقصد جنگ اگر
پادارہ صلح آئی میں تو ان صلح افغانوں کو جواب کے ہمراہ آئیں میں اپنے اپنے کھانوں کو رہیں

اور اس کے ساتھ ساتھ ایک اور شخص کو بھی تم بچے جو میری بی بی سے اطلاع کے دیتا ہوں اور
 حکم ہو گا آج شام کو اوس سے میری اطلاع کرونگا یہ کہ وزیر کے پاس گیا اور کل باجوہ
 اور ہوں سے باہم صلح و مشورہ کر کے ناظر بیگم خان کی بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا
 بی بی صاحبہ نے اس کی خدمت کو واپس کی مگر بی بی بی صاحبہ کی نگاہ بیگم خان
 پر پڑی اس کے اپنا چہرہ بیگم خان پہاڑ پر یاد آیا اور اس کے اس کے خوب دیکھی ناظر نے خان
 پہاڑ پر عزم کی یاد پڑی بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی اور ان میں سلیم کے واسطے یہ تھا کہ
 کہ شہر کی کیا کہ اور میرے فرماؤ میں اب کو ایسی بات کے برابر ہاں ہوں حضرت صاحب
 اور قایم خان چھوٹے رہے کے میرے اور میرے کہ اس کے چاہشیں کی کوئی دوسری بہت حال
 ہے۔ بالکل خزانہ شہر میں ایک کہ اور دو چہ داخل کرنا چاہتے بی بی صاحبہ نے کچھ
 سوچے اور غیری بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہ یاد کیا کہ بی بی صاحبہ اس عالم میں ہی جس
 کیا کہیں نصرت کہ اور میری بی بی صاحبہ لاکھ روپے دیکھی ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ لکھ کر
 بی بی صاحبہ سے طلب کیا اور بی بی صاحبہ نے اس قدر کی اطلاع ہی شہر میں داخل
 تھا کہ کوئی اور کاغذ اس کے حوالہ کر دیا اور کاغذ اس کے پاس لکھا اور وزیر نے
 بی بی صاحبہ سے کہہ دیا کہ بی بی صاحبہ سے کہہ دیا کہ آج اس کاغذ اس کے پاس
 بی بی خان دیکھی کہ اس کے واسطے سادہ کر دیا اسے دل دے کہ شہر میں
 میر خان کو طلب خان کو طلب کیا اور اسے کیا کہ بی بی صاحبہ سے خود اپنی زبان سے
 کہ لاکھ روپے دینے کا اقرار کیا جو چاہے میرے خزانہ میں داخل کر لی تم جواب
 اس کے عرض لب اور حافی حصول کا وعدہ کیا گیا جو شہر میں اور میر خان بی بی صاحبہ
 پاس گئے کہ شکایت کی کہ ہم نے تو تیس لاکھ روپے تصدیق کر لیا تھا آپ نے سادہ لکھ
 کہ اس کے لکھ دیا بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس میں ہلا میرے تصدیق میں جو کچھ کہ

ہے تھو کہ تو نے میرے لئے یہ کام کیا ہے
لیکھ دو میرے دوستوں کے نام کے یا تو
عرض سے دائرہ چھٹا کر دے
اور رس و غیرہ باقراطہ ہیا کر دے
کاہرہ و زاس اس میں گزرتا کہ آج

کئے روز اس میں موم میں گئے ایک تہہ پر گئے یہاں سے صلح ہو گئی کہ اب کیا کرنا
چاہئے اُس نے اسے دی کہ چلیوں کو پاپہ زنجیر کر کے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف
رواد ہوں اور بعد آپ کی روانگی کے میں بی بی صاحبہ اور اُس کے پانچوں بیٹوں کو گرفتار کر کے
الہ آباد کے قلعہ میں بھیج دوں گا وزیر نے اس عرض کو منظر کیا اور روز دیگر پانچوں چلیوں میں
نکشیہ خان و جعفر خان و مقیم خان و سلام خان و سردار خان کو گرفتار کر کے باغی پر سوار کیا
مافوق منزل بہ منزل محمد آباد و سہارنپور کی راہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی
روانگی کے بعد ایک روز کا یہ مذکور نے پانچوں صاحب زادوں کو طلب کیا اور اُن کے دربار
اور اہل کراؤ کے خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد ازاں
جو دکنی حیل سے آئے اور ایک مہند سے یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادوں کے واسطے خلعت لاؤ
یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا۔ اور بی الغیر یہ صلح چند صلح جو ان اور ایک لوہار لیکر بعد زنجیروں کے
آہر چھوڑا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد علی سے کہنے لگا میر صاحب
کیا اور کوئی موجود ہے تھا کہ اس کا فرسہ جب کام آپ کے سپرد کیا جائے تعجب ہو کہ آپ یہ ہو کر
ایسے نالائق کام کو اختیار کریں۔ کشمکش ہلوسے سلام جاوے پاس اس وقت موٹے تو تلواریں
لطف دکھاتے یہ کہ ہر پاؤں پر چار یا ہر ایک جہانی کے بوجہ یا بھی جیت کے کہا کہ پہلے میر
میرے پانوں میں ڈالو۔ بعد ازاں انکو دیر حراست کر کے الہ آباد کے قلعہ کو بھیج دیا جب اُن کی
گرفتاری کی خبر شہر ہوئی تو افغانوں کو بڑا اشتہار پیدا ہوا انرا یہ خبر کے حکم سے قبول کرنے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

شہید اور ذریعہ کثرت کے ہیں جسے شہرستان اور دوسرے چار چیلون کو زیرِ حریت رکھنے کا حکم
 ملے گا۔ ہر نے مشرق کی جانب کی کیا ہے جسے خبر چنانچہ کو پہنچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہو گئے
 ہیں اور ذریعہ شہرستان کی حریت پر چھانا آنا جو سب شہر کو چھوڑ کر مدد ملائیں ہو گا۔ آٹھ گئے اور ایک
 مقتضی بھی شہر میں باقی نہ رہا۔ عجب قدر غصہ شکر ٹوٹ کے قریب پہنچا تو نہول رہا ہے۔ اجازت
 چاہی کہ کچھ بدو تو ہیں ہو گا۔ حاکم خاک مسجداً کر دوں کہ نام و نشان میں تو مہم چنانچہ کا باقی نہ رہے
 ہر چند کہ وزیر کی آنکھوں میں دلی ہی دلی غمی مگر اندازہ و دراندیشی عجب جواب دہانہ ہندو چنانچہ ہیں۔
 زور باقی ہی اور بہت کثرت ہے۔ میں شاید ان کو غلبہ حاصل ہو جاوے۔ لہذا ان کی فکر کرنا خوب ہے۔
 اس بارادہ کو کسی اور شخص سے مناسب رہے تو خود کہنا چاہیے۔ ہر بڑے شکر کا حکم ہو کہ تمام علاقوں کی
 عدالتیں عدوت کے بیٹے اور بیٹے کے بیٹے ہیں۔ جب ذریعہ نو کے ترس ہو گا تو اور ذریعہ

کہ کئی دنوں میں حضور کے خطا کو اعلیٰ میں دیا گیا تھا اور ان کی اصلاح کے لیے
 ہرگز نہیں بدلتے تھے۔ اس لیے ان کے لیے ایک نیا دستور وضع کیا گیا
 کہ ان کے لیے ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔ ان کے لیے ایک نیا دستور
 وضع کیا گیا۔ ان کے لیے ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔ ان کے لیے
 ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔ ان کے لیے ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔
 ان کے لیے ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔ ان کے لیے ایک نیا دستور
 وضع کیا گیا۔ ان کے لیے ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔ ان کے لیے
 ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔ ان کے لیے ایک نیا دستور وضع کیا گیا۔

[illegible]

[illegible]

#

چلے جاوے یہ لنگر اوسے لگا ۔ پھر وہ لنگر خالی سے کرنا لگا دے کے واسطے خود ہوا
 بن گیا ہوا دینی گج وکالی نہی ملک کے لنگر کو سکو کہیں نہ پایا اب کا قہر مذکور ہے کل
 حوا وری کو لنگر بھی لگ رہا ہے اس طرح سے لنگر لگا کر کسی ہوتے ہوئے آئے ہوئی اسے سکے
 ہاروں و طاقوں کا علم سے گذر گیا یہاں تک کہ ماجر اگر افسانوں سے متاثر ہو کر لنگر
 سونے کی طرح ایک ایسی درویشی نظر کی پیش آئی جس سے افسانوں کو میر آباد چنگ ہونا پڑا
 صورت اس کی جیسے لنگر اور کوئی عورت و عورت کے کپڑے لگی لکھ ہندو نے
 اس کا بہت تر کیا اچھٹ و کر چلا گیا بعد تک جیسے کے ہندو مذکور موت واپس لایا اور جھوٹا
 لے گئے لگا کہ اپنا موت سے لے کر دوسرے دامن مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو میں
 واپس نہیں دے سکتی میں خود زمانہ میں ایسا دستور ہے کہ ایک جیسے کے بعد سو داوا پس دیا جاوے
 اوسیر ہندو نے اوسے گالی دی اوسے بھی جواب ترکی بر ترکی دیا اب ہندو نے ہانپنے
 جو تا آتا کر اوس غریب عورت کو مارا اب وہ عورت سر اور چھائی پٹی لہری افسانہ ہندو
 کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو قلعہ پیشان دیتا لست ہندو کی تم بہک مگر
 پانڈے سے ہو اور تمہارے کئے کچھ نہیں ہوتا کہ کوڑی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جھوٹ
 کو جوتی سے مدد جب چھانڑنے سے یہہا حواسنا اوکر تاب نہ دی اور کہتم چھانڑیکہ تلوں
 آفریدی اور دوسرے افسانہ جوتی کے سردار تھے سب ملکر لہری صا حب کی ڈور ڈھکی رہ گئے اور
 عرض کی کہ اب ہم سے بڑی دامن کے جوڑ چھوڑین جاتے لی لی صا حب نے پوچھا آخر صلاح
 کیا جو تباہیوں و غم و ارب و بار اگر اب اپنی لکھ کے لگم چھوڑو اگر میں تو ہم مل جاسے سے
 جنگ کریں اُسے صا حب دیکر یہ خیال اپنے دل سے دور کر دی تم کو کیسے لڑائی میرے باج
 بیٹے تو اللہ آماو کے قلعہ میں ہیں اور خاص خاص جیلے درمل ہیں مقید میں سب کسم پور میں نے دیکھا
 کہ بی بی صا حبہ کچھ خیال ہی نہیں کرتیں کہ اوس نے دوسری لکھ پڑی ہوگی

سے پیشتر سے گنگو پو جلی غی اسوقت وہ اس پرستہ مور سے تھے کہ نوبل رے پر ملک کیا جاوے۔
 صرف ہفتہ وقت غی کہ روپیہ نہ تھا اسٹم خان نے اس قرار پر چند ہزار روپیہ حاضر کیا کہ جعفر دریا
 دوس سے اس میں سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ محبت ضرورت اس کے بھائیوں اور بیٹوں
 میں تقسیم ہوا اس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجے گئے کہ اپنی ماں کے حذر یاں میں صرف کرے بعض
 اسکے احمد خان نے رقم خان کو بخشی تھے سب سالادھار کیا اور خلعت ہفت پارچہ رحمت کیا موضع
 کا ایک گج کے متصل موضع چولی کے ایک کوئی نے کئی ہزار روپیہ اس قرار پر پیش کیا کہ بعد فتح موضع
 مذکور کے معافی اسے دیجاو گی اور ایسا ہی کہتے ہیں کہ کچھ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک
 ہزار کا مکان جو سو سے سو میل کر لوٹ لائے یہاں ستر ٹوٹے ہوئے کے اور ایک تودہ
 اسٹریٹوں کا طایفہ روپیہ حال میں لکھنؤ سے آیا تھا جب اس صورت سے کچھ روپیہ فراہم کیا
 تو احمد خان نے چلوے کے پاس موتی بلخ میں جھنڈا لگا کر قریب چھ ہزار فوج جمع ہو گئی احمد
 انوار علیہ شہر ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی کرلی بی صاحب نے احمد خان کو خلعت یہ قرار
 فرما کر عنایت کیا اور پچاس فوج نے قدیم گذرانی لکھنؤ کو شیش آباد کے تہانہ پر چکر لگایا
 سچا گیا شیش آباد سے پانچ چھ میل سمت مشرق واقع ہوا اس روز لوگوں نے جو خاص ہوئے
 متعجب ہوئے تھے نوبل رے کے سب تھا لون پر چکر کر کے اس کے ہارون کو بھگا دیا۔ آمادگی سے
 فوج کے بعد احمد خان نے اتحاد روپیہ میں مل کر لکھا اور سادگی کوادی کہ جس کسی کو نہایت محتاج
 ہوئے تھے اس میں سے پانچ پیسے فی پیادہ اور میں اسے فی سو اسے اس سے زیادہ کوئی نہیں
 اور جس کے پاس کچھ روپیہ ہو وہ کچھ نہ ملے اب قریب بارہ ہزار سو اور بارہ ہزار پیادے کے جمع ہوئے
 اور موتی بلخ سے کوچ کیا بلخ کے درمیان میں بلخ آباد کے جسے ہارون کو بھگے یہاں مشتاق علی شاہ کے
 مکان پر قیام کیا سادوں کا سہ ہزار شش ہشت سو ہی غی کہتے ہیں کہ یہ کسی نے کل کہیں نہ کر کے
 اپنے بھائی کے واسطے لکھ اور نصف لیسے ہی تھے کہ جنگے پاس کچھ بھی نہ تھا اور ہستے پانے میں
 ترے بہرہ صلاح ہونے لگی بلکہ اولی تم رشید پور کے بمثلہ جس نے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا احمد

حکم کے تحت میں نے بازار اور دکانوں کے سامنے سے جھڑکا
 کہ ہم شادی کے واسطے سامان خرید کر لے گئے تو اس نے ان کے واسطے کھانا تیار کر کے
 حکم دیا بعد ازاں ان افغانوں نے کہا کہ ہم آپ سے خدمت میں کچھ کہنا چاہتے ہیں دو لون خادمہ
 رخصتی ہو باہر کو دیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہ سب زمانے مکان میں تھے اور زخمی لہند
 سے جلد تھی رخصتی کے بعد وہ بھلا لانا جبروت رخصتی آتا تھا ان کا خوش ہو جاتے تھے
 مگر جو اواز باہر جاتی تھی ان سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ باہم کچھ مشورہ ہو رہا ہے جس میں میں نہیں
 اور میں تو احمد خان اپنی رخصتی کی خبر کر کے تو بعض کی تردید کرتا تو غرض باج حیدر گشتہ
 محکم میں گشتہ رہی تا آخر الامر یہ معلوم ہوا کہ ان کے ان سے کہا کہ مجھے تم پر بہت باور ہے کہ
 مجھے تم نے قایم خان کو سزا دی ان جگہ میں رہتا تھا وہاں اس طرح رہ رہا تھا وہی حیدر گشتہ
 میں نے خبر کیا کہ تم سے ہرگز ایسا نہ ہو گا اور اس نے جھڑکا کہ ہم کسی غلطی میں آپ کا ہاتھ
 نہ چھوڑتے یا تو جان دینے یا بیع حاصل کرینگے تو اس نے ان کے سے تم جانی لہند افغانی نے
 ان کی سب کی قسم کھا کر کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے قریب غروب پٹھان جوت چوہے
 کہہ کہ ہم کو ملے ہو پوچھا غرض دو دن بہت کم سے اور سو دھلت کر ناہنہ دینے کے وہ رہ گیا
 باز کہہ ہو چکے جو جو شے جس میں کو کلا مطلوب تھے خرید کی بول واسطے کے پاس سے اسے
 نے انہیں روکا اور پوچھا تم کہاں آئے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بازار سے کچھ خرید کر آئے
 ہیں یہ جب کہ تم خان اور دوسرے پٹھان تھے یہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنی
 حسب منشا اس سے عہد و معاہدہ کر کے مو کو واپس آئے۔ محمود نے دن بعد گل بانی نام ایک
 قاصد سوسے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہ پیغام لایا کہ بی بی صاحبہ
 نے آپ کو بلایا ہے بی بی انور احمد خان نے آٹھ کھارہ گئے اور اپنی کہنے بالگی میں سوار ہو کر
 اس بالگی کی یہ صورت تھی کہ اس کا بانس بالکل ٹوٹا ہوا تھا اور سی سے بندھا تھا جان
 پہ چکر بی بی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند گز رانی شاید اس باغ میں بی بی صاحبہ

تو انصاری خان و خانسا مان خان و جمال خان و بہار خان و محمد ماہ خان و باز خان کے پوری
درویشی خان و کھن خان و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان و خیری و مرزا انوار بیگ کے تحت میں
تھے اور محمد خان مظفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل میں شامل جنگ تھے یعنی حاجی سردار خان
ورن مست خان و سرست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان غم و شیردل خان و نامدار خان
و جواہر خان و حافظ احمد خان و صلاح خان باز خان و بہار خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے
و بیٹے میثم خان کے عثمان خان و علیہ السلام خان و بہار خان و دلاور خان و بیٹے افغانوں کے
نیول ماسے کی فتح سے دو میل کے فاصلے پر پڑا و دلاور بیہ ہوا و راجہ پور کے بچہ مرگ پر
خدا گنج سے نیا مسد تین میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ نیول ماسے کی گنگ کیوہ سلسلے و زرنے
۱۲۰۲ء شہنشاہ مظاہر ۲۲ و ۲۳ جولائی ۱۷۸۷ء کو فتح تعدادی بسیں ہزار با تھی نصیر الدین عید
و سہیل بیگ و محمد علی خان و مالدار و دیسی رات فوجدار کو مل کو روانہ کئے۔ جب جسونت سنگر
راجہ میں پوری نے سنا کہ یہ فوج سکیت کو پہنچی تو اس نے نواب خان سے کہلا بھیجا کہ یہ
فتح ایک دن میں پوری پہنچی اگر اسکے پہنچنے سے قبل تم نے نیول ماسے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ
دو طرف سے تم پر حملہ ہو گا یہ خبر سننے ہی اس نے رستم خان و کسیر دلاور خان کو طلب کیا اور اسے
کہا کہ یہ باہر اسی اب ہماری صلاح کیا جا آئوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔ نواب نے کہا
کل تائید الہی چھوڑ دے کہ جسے جو کچھ ہو گا ہو سو ہو جاوے گل میان کہ برا حائل طہرس
خافیز جنس کر کے دشمن کا جھنڈے کے واسطے روانہ ہوا یہاں اسے دیکھا کہ سب طرف تو ہیں
چونکہ میں لوگوں کی جانب غیر محفوظ نہیں ہر کہ جس طرف حملہ کیا جاوے صرف ایک طرف
مخدوم ہوا رہے کے سبقتیں کئے گئے تھے اس جانب اللہ تو ہیں نہ تمہیں یہ پڑو کی پشت ملی اور
اس وقت کالی ندی کا کنارہ تھا گل میان نے وہاں آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک شب
ہو کہ جہاں طرف پہنچو بندو فوجی دشمن ہیں اور یہاں پہنچنے میں میں کو مس کا چکر پڑ گیا لیکن
چونکہ اگر تانہوں کے میں آپ کو وہاں تک ضرور پہنچا دوں گا۔ ہر رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ ہجری

کمرین مگر نواب نے اس تجویز کو نامنظر کیا اور کہا کہ اسی اس اور پھر اس میں نہ بڑھو پھر یہ ملے دوسرا
مقام مان آباد کر گئے جو جو زمین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کانپور کی
شہر کے واقع ہو۔

جنگ خد گنج و قتل نیول رائے

بھانوں کے سرؤٹھانے سے عورتوں سے ہی جن بعد نیول رائے کو یہ خبر ہو چکی کہ سنو کے افغان جنگ
امداد ہوئے زمین اور تھار سے سب تھانے لوٹ گئے ہیں۔ نیول رائے نے گایان دین شروع
کیا اور کہنے لگا کہ ان نائن پون اور کو جو ن کو مہ آؤ کی عورتوں کے برہنہ کو کے سب کو کافی
کے پانوں تلے موندواؤ اور تو یہی یہ کہہ کر مود اپنے تو جانے دشکر کے شاہ آباد سے جنوب
جانب کوچ کیا اسکے ساتھ شیار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار تو ہیں نہیں۔ اس نے علی اللہ
یہ فیصل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اس ندی کو اور کر اس کے بائیں کنارے پہلے گنج
میں پڑا اور فرخ آباد سے جنوب مشرق کی طرف ابھلا ملے مائیل اور فوج سے شمال مغرب میں
میل کے فاصلہ پر پہنچا وہاں سے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے یہ حکم ہو چکا کہ میں خود
آتا ہوں جب تک میں پہنچ نہ جاؤں جنگ ملوئی رکھنا دیر سے اپنے خط میں یہ بھی تحریر کیا تھا
کہ اگر ان جالوڑوں یعنی افغانوں میں سے بعد جنگ زندہ رہے ہینگے سب کے سب گردن ہیں
یہ فرمانہ کوئی میں باد نے جانیگے یہاں تک کہ وہ کاتھم ستر زمین ستر زمین باقی رہے بول رہے
نے یہ فیصل حکم اپنے بڑاؤ کے گرد و خندق کو دوائے اور خندق پر تو ہیں لگاؤں اور یہ کہ جو کچھ
سے باغی ہو گیا اور مقبوضوں کو حکم دیا کہ خیمہ بچھو ویر کے حکم کی منادی کر دے اور کہہ دے کہ
کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کر گیا وزیر و راجہ کے خطاب میں پڑ گا۔ اس عرصے میں محمد خان
نے حسب تجویز رسم خان کے مشرق سمت کوچ کا حکم دیا اور اس کی ڈاکہ فوج اس کے بیٹے
محمد خان کے زیر حکم تھی جس کی عمر اسی وقت صرف پندرہ سال کے تھی اور باقی افواج

کے وہاں مکر سے باندھے اور وہاں تھوڑا لکڑی گھس کر سے کچھ سپرد تو مارے باقی فرار ہوئے اور
 ہستہ کھل گیا تب سب افغان لڑکھن آئے اور بولے ہمارے کے سراج پکاس جا پونچے
 یہاں طرح میں کہ غشی کیونکہ پہلی طرح حفاظت کی دہلے جا جا بیٹھیں غشی ایک قاصد سے نکل کر
 کو شیر کی کہ بھان سید دن کو مار کر اور بھاگ کر لڑکھن آئے ہیں اور آپ کے سراج کے نزدیک بھا
 چل رہے ہیں جو کہ بول رہے ہیں کہ کسی باہر نہ نکلتا تھا لہذا یہ خبر سنکر وہ پوچھا کہ
 وہاں بیٹھا اور کتنے لڑکھن حفاظت نہیں ہیں اون کو بھڑوں کو اپنے کان سے گوشے ہاڑم
 لاؤنگا دوسری مرتبہ قاصد سے اہلی سے آکر کہا کہ بیوقوف تو یہاں بیٹھا ہے اور بھان تیرے
 اور دار و ملک آچھو گے میں یہ بہت سنکر بول رہے ہیں ہوا اور اون دونوں ہاتھوں میں سے جو
 اس کے دروازے پر بند سے رہتے تھے ایک ہاتھ لٹکایا اور ہاتھوں پر زکام بودہ کٹا جانا
 تھا اور بودہ میں دھکا میں اور دو کٹش تیر دن سے بھر رہے ہوئے تھے رہتے تھے نیوال
 نے روتہ ایک ساتھ سے من رکھ کر اور بڑی صداحت سے بہہ الفاظ بان مبارک پر لاکر
 مار کر سے سارے بھڑوں کو بھانوں پر چلائے اور بھان کو برو وجہ علی الصبح لڑائی خوب
 ہوئی غشی چھائی اب احمد خان ایسی آئی میں ہوا تھا اور اس کی حفاظت کو افغان ڈال
 رہے تھے کہ کوئی نہ مارے کوئی نہ مارے کہ نہ لگے پکاس ساتھ کھار پا لگی ساتھ شہ
 ان میں سے ایک بڑی عیسیٰ ہوا کہ شہم خان ہوا محمد خان آفریدی سے ایک نیر اور سولہ اور چار ہزار
 ہزار کے اور ایک تھوڑے جہان بول رہے ہیں چار سو چھان وچہ سات
 آئیں کے کوئی نہ مارے کوئی نہ مارے کہ نہ لگے پکاس ساتھ کھار پا لگی ساتھ شہ
 تلاش میں نہ رہے وہ جلد ہی قدم گئے ہوئے کہ بول رہے ہیں کہ ہماری کے ایک افغان نے
 بھلائی نہ مانا شہم میں کہا کہ لاؤنگا کہان جے آئے جو خبر دار یہاں کوئی آئے نہ ہاڑے
 یہاں سرداران قریب کہہ رہے ہیں شہم کی کھائی کی آواز سب نے سنی مگر اسکا کہنا کوئی نہ بھلا
 شہم کی بھلائی نہ مانا شہم میں کہا کہ لاؤنگا کہان جے آئے جو خبر دار یہاں کوئی آئے نہ ہاڑے

مطابق ہم است مشہد ہے : اور اب احمد علیہم السلام اور اب

اپنی بالائی میں سوار ہوا اور پھر اسی بارہ ہزار میل اور بارہ سو گز زمین کی طرف رہا اور وہاں

اوس کی بائیں جانب تھا سینہ شدت برس رہا تھا گل میان نرج کے آگے سوار اور ہاتھ

موسباری سے غم کی نرج سے بین کوس الگ الگ لیٹا تاکہ گھوڑوں کے نازوں کی ہوا

وغیر کے کان تک نہ پہنچے اس صورت سے بولی رائے کی نرج کے سامنے کالج عورت

ٹھیک اور ٹھیک صحت میں کافی ندی کے کنارہ جہاں باج سو بندہ بھی نہیں تھے

نصبہ خدا گنج سے لیکن اس امر کی کثرت و دیوان احمد و دو موصوفی کہتے ہیں کہ یہ

روح خدا طبع آفتاب سے دیکھ گھنٹہ قبل گل میان ہٹے اور اب سے کہتے ہیں کہ یہ

اور سیدوں نے آواز نہ سنی کہ اس میں کہلا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تک کے ارادے سے

اتے ہیں کہ یہ کفر خوب ہو سبار ہو گئے اب لغاتوں سے حملہ کیا اور دوڑوں جانب سے

چلے گئیں اور لوہا میں بھی ٹھکڑے کہیں میں ساری ہو گئی کہ انھان ایک جانب سے لشکر میں

آئے میں ہائی استعداد شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھ میں نہ آتی تھی اور تاری

میں کہ کثرت دشمن میں فرق معلوم نہ ہوتا تھا تو میں فوراً رخے لکھیں مگر بالکل بارہوئی نہیں

جس سمت کو لگی ہوئی تھیں اوس طرف سرکری نہیں۔ سیدوں نے اہل علم میں افواہوں کو

پہچان کچھ دو بھاگ گئے تب احمد خان نے اس کو نصحت ملاست کرنا شروع کی کہ تم کے

لائے ہو کہ میں تم کو نامزدی کی طرح جھلگے دیکھوں کل خبری عورتیں سے آہو کیا علی اور

میں برہنہ گئے جاو گے یہ کہہ کر کہنے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اسے تین ہلاک کرے مگر

دشمن وہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دیکھو اور اس نے کسی عرض سے اسے

گھوڑوں پر سے اتر پڑو تم خان راہی ہوا اور اب اپنے گھوڑوں پر سے اتر پڑے

تھ سو اور یہاں جنگ میں گھوڑے سے اترتا رہی گویا جان دیکھو یہ افادہ ہوتا ہے کہ

اور وقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے سرکھ ہو کر لڑتا رہی چٹاؤں نے اپنے

انکو تو کبھی خواب میں بھی ایسا خیال نہ گذرنا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی اوس نے جواب
 دیا کہ نیول راسے مارا گیا اور دور تک نواب احمد خان کی عکدار سی ہو گئی اور تم ابھی تک اسی
 خواب و خیال میں غرق ہو انہوں نے یہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہو گیا اتنے میں چائیں
 چپا س افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ انکو قتل کر ڈالیں یہیہ گورگراٹنے لگے کہ ہمارے پاس
 روپے اشرفیوں کے صندوق ہیں سو ہم جو لے سکتے دیتے ہیں ہم کو کیوں مارتے ہو نواب
 معزز جنگ کی رعایا تھے اور نواب احمد خان کی رعایا ہیں پٹانوں نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے
 روپیہ لین پھر انکو قتل کر ڈالیں مگر محمد خاں نے انکو اس ارادہ سے باز رکھا جب محمد خاں
 نے دیکھا کہ ٹوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہیں تب اوس نے اوس غلام کو جس نے
 محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیوں کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور شیون کو لشکر میں
 لے گیا بیان آکر اوس نے دستم خان کو اطلاع دی چنانچہ دستم خان نے تین سو جوان اوس سے
 کے لئے کمر واسطے بھیج دیے ان صندوقوں میں افغانوں کو درقم کشیر ہاتھ آئی اس عرصہ میں
 نیول راسے کا ایک ہاتھی جس پر طبع کار ہو وہ اور زینت کی جھول تھی نظر آیا افغانوں نے چاہا کہ فیل
 کو قتل کریں مگر اوس نے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کے بالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارک باد
 دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوئے پٹانوں نے اس بات کو بہت پسند کیا اور فیضان کو
 لاشیون کے ہولے سے گرا دیا اس صورت سے اس کی جان بھی رضائی اسوقت نواب کی بالکی
 پر کئی سپاہیوں کے ساتھ موجود تھا نواب نے اسکو حکم کیا کہ تو ہاتھی پر سوار ہوئے گو وہ کبھی سوار نہ ہوا
 نہ لگا نہ نہت سوار نہ ہوئی ایک لنگیا اب اس شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سوار ہاتھین
 دتوں و جیون و علی علی کے ہاتھ میں لے کر آتے تو سہوہ و سکالنگ ہر حال صفت ہفتہ ہاتھ آیا
 کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا اس لڑائی میں غلام نیول راسے اور محمد صالح کے لور
 بہت سے بڑے بڑے چہرہ دار و زنی ملے انہی خان و خیر و کے دے گئے مصنف بھرہ
 لاشیون نے قتل بلگرام کے سپہ سالار کے تیس اعلیٰ چہرہ و لاشوں کے نام بیان کئے ہیں و جنگ

افغانستان سے آیا تھا بڑول داسے کے افغان کو اس جملہ کا ترجمہ کر کے اپنے ساتھیوں کو
 سنایا محمد خان نے اپنے سواروں کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلوں سے کہا
 ہارٹھ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوئے مگر باقی آگے بڑھے اور سوقت بڑول داسے نے
 گالی دیکر کہا اے کو بھڑو میں تم کو قتل کرواؤں سزا دوں گا کہ زخم زخم اس ملک میں تم میں سے ایک
 بھی باقی نہ رہے گا یہ کہہ کر اس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینہ میں لگا محمد خان نے تیر کو
 ہاتھ میں لیکر کہا اے تیر تو کس نام سے کہے ہاتھ سے تیر کی کہجھ میں کچھ بھی زور نہ تھا بڑول داسے نے
 یہ کہہ کر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کے گردن میں لگا
 جو گھوڑے سے گر گیا اور سوقت بار داسے کے ایک سید جو صاحب نام نے بڑول داسے سے کہا میں
 تم کہتا تھا کہ چٹان زریب دھجے انہیں زخم دے گا چاہئے اب جہاں تک ممکن ہو انہیں جریب
 نہ کیا چاہئے وہ اس لحاظ تک پہنچا تھا کہ محمد خان کے والد نے اس پر ہندوئی چلائی گولی
 پیشانی پر لگی اور وہ ہودے میں سر ہو گیا اور سوقت ایک چٹان پر فریدی نے بڑھ کر بڑول داسے
 کے گولی لگائی کہ وہ بھی فی النہا ہوا پھر تو چٹانوں سے دشمن کو تلواریں پر کھلایا اور ہزاروں کو
 خاک و خون میں ڈال دیا بڑول داسے کے فیڈیان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا تو اس نے غصے
 کو اٹھا اور کالی دھڑی پر ایگیا اور فوج جا بھو چاہب راجہ کی فوج نے بڑول داسے کے آدمی کو لگایا
 ان کے دل میں خیال گذرا کہ یہ دو حال سے خالی نہیں ہیں اس پر ڈاکو زخمی ہوا یا مارا گیا ہیں تو راجہ
 مل فوج تے چیتھ پھیر دی ہزاروں ہولہ و پیا دہن نے جھانکنا شروع کیا جو سناری میں کھینچے
 ما جو گھوڑے پر اچھا بیٹھ سکتے تھے وہ تو ندی میں گرے اور بولچے سوار نہ تھے وہ بھی غصے میں
 آج افغانوں کی بڑول داسے کی فوج پر گویا نصرت غیر خیر قبضہ ملی فوج بچے کے قتل مگر دشمن کی ہرمت
 کے بعد محمد خان افغان تے مرفون کے ڈیروں کی طرف ہاتھ لگایا ایک چھوٹے سے درخت میں چنہ
 موٹے موٹے بنے جو پڑھیں دے تھے انہوں نے اسکو بڑول داسے کے ہاتھ میں سے ہتھیار لیا
 بوجھنے لگے تا تو وہی چٹان جھانکے ہادی ہادی میں ان پیاروں کو فوج و شکست کی کیا پڑھی

مکان باغی خانی پڑا تھا مگر روئے اور آترو فیوں کے توڑے جا چکا پھیلے ہوئے تھے یہاں
 زوریت طاعون کے پروئے پڑے تھے مدد لادوں اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑھے
 تھے ایک بلیگ جڑاؤ بچا ہوا تھا اس بلیگ کے نکلے وعرے ہوئے تھے طباق اور سرورق
 سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو مالیت کہ ولا در خان حسب حاجت
 قلعہ دار کے وہاں سے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر معیش گزرنی اور ایک مکان عالمستان اور
 کچھ آخر خان ایک برحق میں عبیری بولی جھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے
 فریج تیار میں داخل ہوا بی بی صاحبہ کو اس سے بلوا بھیجا اور ہندو گدالی اور تینیں محل کے تعالون
 پر اپنے تکیے بن گئے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب تھوچ سے منگو اور بھیجا۔ عطائی پورہ گتہ فام گنج
 کے ایک بھاٹا سمنی جھوڑے سے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کر کے سنایا جس پر نواب
 احمد خان نے غرض پر کر ایک موضع بطور ناگوار انعام دیا وہ گیت مندرجہ ذیل ہے وہ ہوندا
 طبع وہ صاحب قدرت ہو جسے ملک بھاکا ہے
 کھڑا ہندھا کر کسکر غنیم اور پلے لشکر
 نیول سے ہرو غازی کو لوٹے باجی کو
 نیول ہور کو کھد ہور کھین نامی کہیں گونا
 چلین کوہن و غراو غرے سے کھلے بھی پڑا ہے
 چلین غیری سناسن ہو چلین گلی سناسن سے
 بہو ق نام ہے میرا عطائی پورن اور پڑا
 خدا ہی پاک بولی ہے وہی ہرور دگر ہے
 لگے اوسکے عجب چکر غروری کا ہار ہے
 نیول سے مرد غازی کو پھوچ گئی ہو مار ہے
 قیامی بھی کہیں جھوڑا نہ سر حیرت بھلا ہے
 شتر نامین ٹاڑے سے تھوڑ کا چب رات ہے
 کشین کو چمن چمن چمن بڑی تلوار ہار ہے
 یہی ہے منو کا کھڑا ستے لگا کھار ہے

ونیر کی خیر چائی

عالماتوں کے کماؤ کی جنگ کی خبر غور سے ہی عرصے میں دہلی پہنچی ۱۲ شعبان ۱۰۷۱ ہجری ۱۰۷۱
 ۱۰۷۱ ہجری کو وہ خبر سکروں پہنچی کہ وہاں ہوا اور دریا سے اور کر انہی طہاری میں غور ہوا

میں کام آئے نواب بیچارہ احمد خان جو نہایت محنت میں طلب ہوا تھا۔ رمضان مطابق گیم گشت
نہشتہ کو کوکن پور سے روانہ ہوا لیکن پرتوج سے جو درہیل جنوب کی طرف واقع ہو علی الصبح
وے سب دوازم ہوئے جب ببول رائے کا لشکر چارکوس رو گیا جو گا کہ ایک بیک بفر دینا
دوازم ہو چکا شروع ہوئے۔ رائے پرتاب سنگھ کو زخمی ہو کر چھا گا تھا اول اوس نے کیفیت
مشروع میں صحبت کی بیان کی۔ بیچارہ احمد خان نے دوازمین گشتہ معلوم کیا مگر یہ خیال کر کے
کہ یاسین شریع نہایت قلیل پر توج کی طرف واپس چلا تا کہ راجہ کے سوارات دیکھ کر کہیں جاؤ
ان سب کو جمع کر کے مع راجہ کے فاش کے اور صفدہ اتلی گھوڑے کے حساب دوازمہ مسلک اوز کو
ساتھ لیکر دوازمہ واپس روانہ ہوا مگر دوازمین میں ان کے ساتھ ہوئے ان میں پرتاب سنگھ حسن علی خان
بھی تھے جو دونوں زخمی تھے۔ بروز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان مطابق ۱۲ گشتہ اوز کو دوازمین پور
پہونچے یہ مقام کانپور سے بہت مشرق چھ باسات میل لگاکے گناہ رہا تو دوازمین ۱۳ رمضان
نئے ہر گشت نہشتہ کو کانپور پہونچے یہ کوڑہ ہے پنج کوں کو یہاں سے راجہ ستونی کے گھر بار کو
لکھنؤ بھیجا اور بیچارہ احمد خان نے کوڑہ میں قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس
ساتھ ہزار فوج جمع ہو گئے اس میں صاحبزادے اور بھائی اور گشت کے حامد ان کے ساتھ لوگ
اور شہزادہ اور گاؤں وائے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب ہم ٹیپوں نے اس فوج کی خبر
سُنی خوف زدہ ہو کر فوج آباؤ کا قلعہ چھوڑ کے اپنے اپنے گاؤں کو چھا گئے جنگ کے بعد
احمد خان نے چھوڑے احمد خان نام اپنے باپ کے ایک مستر علی کو راجہ ستونی دوازمین کے
توج پر قلعہ نیلے واسطے روانہ کیا اور اوسکو حکم دیا کہ ببول رائے کے دست مل کر چھوڑ
کر دوازمین کی ہر چیز کی حفاظت کر دے اس حکم کی تعمیل حوت حرکت کی گئی یہاں ااکھن دوازمین
نہشتہ تھے اور قلعہ بھی باقراہ تھا۔ ہم جان چلیا کتر کیا کہ چھا کر فوج سے چند روز پہلے راجہ
دوازمین فوج کو گیا اور حسب الطلب دوازمین کے حاکم کے رنگ مل میں چھا گیا۔

میں چون ان کا خون کا کیا قصور ہے لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دی اور تاحمد در حکم گرفتار
 ملوئی رکھ کر پھر دونوں نے ایک ہستی آخر جلا دون کی طرف بڑھ کر ایک اپنے قتل میں
 متبادل اپنے دوسرے بھائیوں کے بہت ہستی چاہتا تھا غرض سب کے سب قتل ہو کر قلعہ میں مذکور
 ہوئے۔ یہ یہ بھی مشہور ہے کہ جو کوئی ان کی قبر پرست مانتا تھا پوری ہولی غنی حیثیت وزیر کا حکم
 جلال العابدین جب دیکھ رہا تھا وہ دین العابدین دار و قلعہ جس سے کہا کہ باخون چیلون کو باہر
 لاؤ۔ دین العابدین بالکل لیکر جس میں گیا اور چیلون سے کہا کہ وزیر کے پاس سے تمہاری تہلیل
 جانے کا حکم آیا ہو لہذا میں بالکل لیکر آیا ہوں شمشیر خان نے جواب دیا میں خوب جانتا ہوں چیلون
 میں یہ بچا ہے کہ حکم ہے خیر چار کو تو تم لیاؤ اور مجھے اتنی محبت دو کہ میں غسل کر کے کپڑے بدل
 لیں اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کون۔ دین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر
 وزیر کے حکم سے مجبور تھا شمشیر خان کو چھوڑ باقی چاروں کو بالکل پریشان کر کے گیا جب یہ قتل میں
 پہونچے جلا دئے بڑھ کر چاروں کے سر تن سے جدا کر دئے اس عرصے میں شمشیر خان نے
 ہمارا جو کوئی دوستاگ میں خوشبو لگائے اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن میں مشغول
 ہوا دین العابدین خان بالکل لیکر دیا ہوا چاہا کہ بالکل پر سو اور ہر کشتہ لپٹے۔ تب
 اوس نے قرآن مجید کو جہ ان میں رکھ کر دین العابدین خان کے جوا کیا اور پچاس ل شرفیاں دیا
 کہ کسی سیکر دین سے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کافا تھ کر دایا۔ اور جو اپنے ہاتھ سے
 جاکر دیا کہ یہ کسی خوب رہنے یا کو دیدیا اور اپنی مہر کی انگشتری انار کر لیتے لو کہ کے والد کی
 کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدیا اور اپنی تسبیح صدہ قرآن دی اور کہا کہ اگر شمشیر علی کو اولاد
 ہو تو اس کے گھر میں ڈال دینا یہ سب وصیتیں کر کے جہنم باغسل کی طرف روانہ ہوا دین العابدین
 نے پرست کیا کہ بالکل پر سو اور چاروں نے منظرہ دیکھا اور کہا کہ ہمیں یہ عظام
 بالکل نہیں کیا نسل شمشیر میں ہو گئے من گریہ سے کل و منظرہ دیوی اب ختم ہوئے جب قتل میں
 جو چاروں لاشوں کو دیکھا کہ تھ لگا بھائیو انا انشاء اللہ لکھ لا حول و جلال اللہ

۲۸ شعبان مطابق ۲۲ جولائی ۱۱۱۱ھ سے کچھ فوج نصیر الدین حیدر کے زیر حکم
نیول رائے کی کمک کو روانہ کی۔ سب ماہ رمضان بروز چہنبرہ ۱۲ جولائی ۱۱۱۱ھ کو وہیں آکر
بادگیر شاہ سے نصرت حاصل کی اور بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا جس میں ہزار آدمی سورج محل
جاٹ بھرت پور رائے کے ساتھ تھے اور کو وزیر نے تنخواہ پر لوکر رکھ لیا تھا۔ اور باقی فوج
پر سرداران مفصلہ ذیل حکم لائے تھے یعنی نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزل و شیر جنگ
و مرزا نصیر الدین حیدر و مرزا محمد علیخان کو چاک و مرزا جغت علی بیگ و اسماعیل بیگ خان چلیہ
آغا محمد باقر دہنی و مرزا امجدی بیگ و نیم خان۔ دہلی سے چلکر مین چار دھڑ میں دو منزل
آئے تھے کہ انہوں نے نیول رائے کے شکست کی خبر سنی تھی وہیں کو کمال غم و غصہ آیا
اور کہنے لگا افسوس اس خود میں داہم انحرے لگک کا انتظار نہ کیا اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو
میں کسانوں کو فتح نصیب نہ ہوتی یہ کہ کثرت الم سے جنگ پر ہاتھ دے مارے ہوئے
پر سو کہ یہوش ہو گیا اس عرصہ میں اسماعیل بیگ خان جو راجہ نیول رائے کی کمک کو اپنے
بھی گیا تھا جب میں چوری کے قریب پہونچا تو اوس جاسوسوں کی زبانی نیول رائے کو شکست
اور موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس آکر وزیر کے لشکر سے آنکارا وزیر کا لشکر اس وقت ماہرا
لے قریب مشیم شاہجی وزیر نے نگہ سے سر اٹھایا اور اوسکو غش سے آغا ہوا ایک نیشی کو مارا
اور حکم کیا کہ ایک مردانہ آہاؤ کے قلعہ دلو کے نام اس ضمنوں کا روانہ کرو کہ لغو و عہدہ حکم
باد محمد خان غلظت جنگ کے پانچون میوں کو جو دہاں مشیم میں بڑے حقوت سے قتل کیا
اور دوسرا حکم خدیر نے اپنے بیٹے جلال الدین کے نام جو بعد از ان تہجیل الدولہ کے نام سے مشہور
ہوا دہلی میں بھیجا کہ پانچون چلیوں کو قتل کر کے سروان کے میرے پاس مجید کو موجب حکم درپیش
شیخ سنگدل اس وقت ہشتیا کے خدا اور خدا کے رسول کا خوف دل سے بھولا کر پاس میرا
یہ ارادہ معلوم ہو چکا جسوقت ان نصرت زدوں میں سے جلاوطن کو دیکھا تو امام خان نے شیخ
مخاطب ہو کر کہا کہ محمد و ملاقات امام خان کے میں منتخب ہو کر جاشین کیا گیا جو کچھ مرزا

باب کے میں راہ مرزا آباد ہو گیا اور وہاں محمد بن جاسن کے مدحت کے بیچ
دفن کیا اس مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہے بگنت یافت غیبی کہ نوزدہ رحمان
ﷺ جوی

شکست وزیر

مارہرا میں ایک بلیہ مقام کہ کہ وزیر شرق سمت بڑھا اور نام چوٹے مقام میں قیام پذیر ہوا
اور مگر لشکر گاہ خندق کھود اسے رام چوٹے سپاہ سے، میل شرق اور پشالی سے پانچ
میل مغرب میں واقع ہے سورج مل اپنی فوجیں سمیت وزیر کے دانہ سے ہانڈ پریش لشکر کے
قریب تھا اور اسمیل بیگ خان سورج مل کے بائیں جانب تھا احمد خان نے شاہجہانپور و تلہر
و پرملی و آکوہ و جونپور کے پٹھانوں سمیت اندا کی تھوڑی بہت کی جونپور میں احمد خان کے خند چھا
اگر آباد ہو گئے تھے۔ احمد خان اور وقت معہ رستم خاں کے اوکا بڑا امیر کار تھا مغرب سمیت
مدانہ ہو لہذا اب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور علی صبح مل دونوں ایک استر
ہم پر چڑھائی کے لئے آئے ہیں لہذا مناسب یہ ہے کہ فرج علیہ صلحہ کر کے اپنا حریف پسند
لو گئیں۔ رستم خان نے جواب دیا یاں خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا
میں سورج مل کا خائف ہو گا۔ بتایا ۲۲ شوال ۱۱۱۱ جوی ۱۳۱۱ شمس الثانی علی الصبح سورج مل
ساتھ اسمیل بیگ خان حملہ معہ پچاس ہزار جوانوں کے رستم خان کے جانب بڑھے اور حملہ
شرع ہوا اور اس کے بائیں جانب ایک ویران گلیوں کی بلندی تھی اسمیل خان اور سورج مل
اس بلندی کے دہن میں مقیم ہوئے اور چولی پر چند فوجین قائم کیں جہاں سے رستم خان کا
ٹھیک زور پڑتا تھا رستم خان نواب کے پاس گیا اور حملہ کی اجازت چاہی نواب کا مشاہدہ یہ تھا
کہ جنگ میں تھوڑا وقت ہو چکا ہے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ استوا غیر ممکن ہے کیونکہ دونوں
تھری و لہذا وہ نے لڑائی شروع کر دینا قرین صلح ہو وہ اپنی بالگی پر سوار ہو کر واپس آیا اور
اپنے آدمیوں کو جنگ کھڑا کر کے اندا کر دیا۔ جن میں بعض نے کا حکم ہوا چنانچہ نو شمس الثانی

سکھ دیکھ کر کہ شمشیر خان یہاں شمشیر خان کے ہاتھ لگا کر جواب میں اس نے یہ کہہ دیا
 ہماں شیر و شمشیر بڑا ہنسہم چہ سب از دم کہ قبضہ نہ دارد سہم
 دگر نہ ترا خان و مانت حرمیں بیک از دم تہ خاک کردم عدم
 یہ سنکر جلال الدین نے جلا کو اشارہ کیا کہ اسکا سر تن سے اراوے جلا دے تلوار کا ہاتھ
 لکایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھ لگا یا پھر بھی خطا کی تب جلال الدین نے ایک نعل سے جو وہاں کھڑا
 تھا کہا تو اسی نعل کر پیٹے تو نعل متا مل ہوا لیکن اسکو اھرا سے تلوار ہاتھ میں لی اور ایک مٹی سے
 میں سر تن سے جدا کر دیا لاش لکڑی پر مٹی جوئی کسب کی طرف دس قدم چل کر کھڑی ہو گئی اور گلابی دھواں
 ہاتھوں کی اب تک وہ ہاتھ سے تسبیح چنبش کرتی تھیں یہ حالت دیکھ کر نعل اسکی طرف تھما نہ
 برشا اور پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ خاٹا صاحب تم شہید ہوئے جو میں یہاں تھا اوس نے
 زبان سے نکالے لاش اسکی طرف پھری اور رکوع میں آئی نعل یہ حالت دیکھ کر تار زار ہو گیا
 اور جلال الدین سے مخاطب ہو کر کہا اے ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سے قتل کر دیا پھر
 اپنی تلوار پھر بر توڑ کر اور کپڑے بھاڑ کر جنگل کو بھاگ گیا پھر جلال الدین نے پانچوں لاشوں کو
 کنوئین میں ڈلو کر کنواں پھروں سے پر کر دیا صبح کو پانچ تازہ بھول چنبلی کے کنوئین پر لے
 اور ہر روز پتھر بھول اٹھ جاتے تھے اور انکی جگہ پر تازہ بھول رکھے جاتے تھے جب شہید
 احمد شاہ تہانی دہلی میں آیا تو اب احمد خاں بہر اسی عمر علیخان سپہ شمشیر خان شہید وہاں گیا
 ایک روز عمر علیخان نے شمشیر خان کو خواب میں دیکھا کہ شمشیر خان کہتا ہے میں پندرہ
 سال سے یہاں کنوئین میں پڑا ہوں مجھے یہاں سے نکال کر فرخ آباد بھیجا اور جاہن کے درخت کے
 نیچے مسجد میں دفن کر دو عمر علیخان چونک پڑا اور پھر ارمو کر دے لگا کیونکہ اسوقت وہ یہاں
 مغل خاں تھا اسے میں اسکا ایک دوست صراف وہاں آیا اور اس نے روئے کا سبب پوچھا
 اسے کل کیفیت خواب کی بیان کی غرض فرود مل کو بولا کہ کنوئین کو کھودو یا لاشیں وہاں
 سے بالکل سلم نکلی کہہ رہے اوپر موجود تھے مگر بالکل بوسیدہ ہو گئے تھے غرض کہ لاشیں

سین سال اب ابراہیم حیدر سے جس کی فوج کے قریب تھے وہاں سے گئے اور ان کے
 معاونوں نے ایسی غلبت کی کہ ان کا کچھ بھی نقصان نہ ہوا جب وہ قریب پہنچے تو مصطفیٰ خان نے
 جنگ نہانی میں مشہور کیا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اور اس کا مقابل ہوا اور دونوں
 مر کر گھوڑے سے گر گئے جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا تو ان کی بازو
 دکھ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اور وقت احمد خان اور اس مقام پر آ پہنچا جہاں مصطفیٰ خان
 اور نصیر الدین حیدر کی لاشیں پڑی تھیں وزیر کو یہ شکست بالخصوص کا نگار خان بلوچ توجہ
 دلا لی کی بنا پر اس سے ہوئی اور اس نے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کرنا لگا جبکہ وزیر نے
 دیکھا کہ یہ نصیر الدین حیدر تو اس نے غلبت تمام محمد علی خان رسالدار و نور احمد حسن خان حیدر علی
 وغیرہ عبداللہ علی خان جیلہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد سے لشکر پیش کر کے لشکر کو شکست پہنچا دو کہ
 ان میں ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس ناز و وار و فوج کی کوششیں بعض ملکداروں
 لیکن باقیوں نے باز نہ کیا یہاں تین ہزار پیدل فوج صف بندی سے کھڑی تھی اور ان کے
 کچھ کچھ سامنے تھے جب دشمنان قریب آ پہنچے تب نور احمد حسن خان اور ان کے سپاہیوں نے
 ان اٹھائی اور عبداللہ علی خان کے بندو بھوں نے بندو میں حکمیں اس سے بہت سے دشمنان
 مارے گئے اور منتشر ہو گئے مگر عمر فی الفوز جمع ہو گئے اور برابر رستے چلے آئے تو محمد علی
 کے ہتھیار خد میں کوئی گولی اور نور احمد حسن خان کے ہاتھ کے چند زخم تو اس کے گلے جو وقت اس
 احمد خان میدان میں چلے گئے انہوں نے پھرتی پڑی سب تو میں کچھ دھکی سرکھن ان میں گھر و
 اور لوہے کے ٹکڑے پڑے تھے انکی آواز سے زمین تو لرز اٹھی مگر انہوں کو کچھ بھی نقصان
 نہ پہنچا نصیر الدین حیدر کی کھلی کی کھال اور ڈگنی سگر زمین و آسمان و دیوان و حار
 پر گیا داخل تدریجی چھا گئی احمد خان نے تھوڑی دیر وقت کیا جب دیوان کم ہوا تو شاہک
 کے درخت کی آڑ میں بڑا ستون کیا سرداروں نے گھوڑوں سے اتر کر تلواروں میں لڑنے
 لڑنے لگے ہر طرف زو اب کہلنے لگا کہ کھانا جانا تھا کہ میری پاکی جلد بڑھانے چلو اور

فوج دیکھی کہ صف باندھے گھڑی ہے اوس سے حکم دیا کہ حملہ ہو تو فوج نہ ہو۔ یہی سوچ مل کی
فوج خاص اوس کے زیر حکم تھی سوچ مل نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم چٹاؤں سے بہت
بے لڑو کہو نہ کہ اوٹو کہ مستعزنی میں مہارت کمال حاصل ہو بلکہ تیر و بدوئی سے جنگ کرو
اور سبیل جنگ تھاں اور بہت سنگر عدد وہ سے جو عقب میں بطور کمک کے چھپے ہو تھو کہ کئے
لگاؤں کی بھی مسلح ہوئی کہ چٹان قریب نہ آئے یا وہیں ہلکے سم اوٹو دیکھو دیکھو وہیں طرف
سے گھیر لیں اور بہت سی فوج کو بصورت ہلال قائم کر کے چٹانوں کی طرف چڑھیں انھوں نے
آہستہ آہستہ دوق و تیر سے افکاروں پر آگ برساتنا شروع کی مگر انھوں نے اور کچھ خیالی نہ کہ
بتم خان اہم باہمی غنائیہ و کان لیکر مالکی سے اور ترشا اور پیسروں کو ہلاک کیا اور انھوں
میں سے جن میں کوئی غنائی نہ رہ گیا مگر بتم خان جب یہاں سے ہٹا اور چٹانوں کے ان سرگرم
مل ہوا سوچ مل و اوس کے رفیقوں نے باقی لوگوں کا تاغی گچ لٹا کر کیا یہ تمام
جنگ سے جو سبیل چل چوب مشرق و آفتاب و سوقت بتم خان کی فوجی جانب سے نہ کوں
حاصل ہو اب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوس کے کان میں کہا کہ
نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف و یابغ کے پھر سے پر غایاں نہ ہونے سے
اور عالم سکوت میں اپنے سرداروں کے طرف پھر کر اوس نے یہ آواز بلند کیا کہ بتم خان نے
فوج حاصل کی و سوچ مل و سبیل خان بہت سنگر فیروں کو گرفتار کر کے جلوعیم عی کو شمشیر
میں وہ بہادری میں ہم پر سبقت لیکر اہم وزیر سے جنگ کرتے ہیں اگر ہم اسے چٹان
کو پار کرنا نہ ہوگا اور اگر ہارے تو ہم میں سے کوئی غیر کو نہ دیکھو گئے کے قابل نہ رہے گا
نے جوابدہ اگر فضل الہی شامل حال ہو اور نواب کا اقبال پادشہ تو ابھی جو کہ ہوتا ہے کہ
دیتے ہیں جب تک فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کہ وہ اپنے اہل خانہ
سے دعا مانگی اور اپنی جانوں کو اود کے حملہ و امان میں بہرہ کو کے دشمن پر حملہ آور نہ ہوں

کامل دست ہوئے اور اللہ شہر کے ہوئے خوشی خوشی وزیر سے کو آئے تھے نواب خان
 معہ چند جوانوں کے اس وقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کئے ہوئے تھاجب اس کی نظر اس لشکر
 عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کر کے ہاتھ آسمان کی
 طرف اٹھا کر دعا کی کہ بار الہا اس مہذہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ سے میرے سوا کسی
 اور کو آفت سے بچا نیوالا کون ہو دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان بیوں سرداروں کو
 پہونچی انکے حواس جاتے رہے اون کی خوشی تبدیل ہو رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے
 کانپتے دہلی کی طرف راہی ہوئے۔ نواب احمد خان شکر بجالایا۔ اتنے میں جو لوگ وزیر کے
 تعاقب سے بونے ہوئے آتے تھے ان سے مل کر نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہو گیا اس نے
 بہادری سے کہا کہ میں وزیر عبدالمصنوع بیہ سکر افغانوں نے اسے گھیر لیا اور
 ہاتھی پر سے اسکو پکڑ کر اسکا سر کاٹ لیا اور لا کر نواب احمد خان کے قدموں پر ڈال دیا اور
 کہنے لگے کہ یہ وزیر کا سر ہے۔ جب نواب نے اس پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ حق خان کا
 سر ہے نہ وزیر کا بعد جنگ ایک شب وزیر نے مارہرا میں مقام کیا اور وہاں اپنے زخم
 کی مرہم ٹپی کی یہ مقام میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پرست مغرب واقع ہے
 ۱۹ ستمبر ۱۷۰۲ء کو دہلی میں داخل ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گیا یہاں
 جاوید خان کے سازش سے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور
 بجائے اوس کے وزیر سابق مسمی قمر الدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان
 مقہر موجب وزیر کی شکست و ذلت کی خبر ہو چکی تھی بادشاہ نے خازی احمد خان فیروز جنگ
 و لد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آوے تو کیا کرنا چاہئے اپنے
 عرض کی اگر حکم ہو تو کچھ انہاس کروں بادشاہ نے اسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے
 کل کیفیت شرح بیان کی اور نیکش خان دان کی خدمات شایستہ معرض بیان میں لایا اور
 کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ لادہ جنگ ہوئے ورنہ وہ مطیع

دشمن کی قلع میں پہنچا وہ پکار کر یہی کہتا تھا اور کان سے بھی اشارہ کرتا تھا جب چٹان
 تو لوں کے قریب پہنچے بندو توں سے گولہ نازوں کو بھگا دیا خبریں بشکر گاہ کی تلوار و زہر سے
 کاٹ دین اور وہاں جا پہنچے جہاں وزیر کھڑا تھا اور تیر و گولی برسنا شروع کی نواب بھی
 وزیر ایک لمبی فرج لیکر اُسے آملان نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانوں نے تلواریں
 ہاتھ میں لین اور شہنوں کے پشتے لگا دیئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اور وقت بھر کا ایک
 رو سیلہ چٹان وزیر کے حصب میں آ پہنچا اور لڑائی مہوتی دیکھ کر اسے ایک شتر سوار خبر لائے
 کے واسطے روانہ کیا اسکو حکم ملا کہ تم اس جانب سے حملہ کرو جس طرف شتر دار ہووے کا نام
 کھڑا ہے اس میں دربر سوار ہو اور طرف آوی بھی کم میں اس سے امید کی جاتی ہو کہ تباہی کرنی
 روک بھی نہ کر سکیگا۔ تھر کا افغان میں ہو جو انوں کے ساتھ اس طرف گھس آیا جہاں وزیر
 کھڑا تھا اس کے بند و قچیوں نے بند و قین مارنا شروع کین وزیر کا فیلیان مارا گیا اور
 اس کے پیشے شجاع الدولہ کا استاد مرزا علی نقی بھی زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیت زخم لگا
 گولی جڑے و گردن کو چھبیتی ہوئی داہنے جڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ عیش کھا کر ہووے
 میں گر پڑا اسکا نوہ نہایت مضبوط آگنی سپر نکالنا ہوا ہوا تھا اور ہقدر طبع تھا کہ فقط سر اور
 نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخموں سے محفوظ رہا پٹھانوں نے ہووہ خالی اور ہاتھی کو
 بے مالک دیکھ کر اسکا کچھ خیال نہ کیا اور مغلان کے قصاب میں بڑھتے چلے گئے فقط وزیر علی
 و محمد علی خان اپنے حال میں رہے یہہ دونوں سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب
 کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوادلو مگر باوجود اس طبل بجنے کے سوائے دو سو
 جواؤں کے ایک متغیس بھی وزیر کے پاس نہ آیا اب رات ہونے لگی تب بھی نراں جگت نہاں
 کا بھائی بچا ہے ہمارے مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا
 مگر مجبوری میدان جنگ سے مارہرا کی طرف واپس چلا وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی ہی
 دیر بعد سوچا جل جلف و سبیل بیگ و راجہ بہت سنگہ رسم خان آفریدی کی فرج کو شکست

وکند شیر خان حلیہ کو کوڑہ کی طرف بڑھنے کا حکم ہوا کوڑہ جہان آباد صوبہ الہ آباد میں واقع ہو محمد امیر خان اونیسوان جیسا غازی پور پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اور پورے نے علی شیخ کبیر و پر مول خان و دیگر سرداران کو معہ افواج شاہ آباد و خیر آباد کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے ان پر گھمبیرہ آسانی قبضہ کر لیا نیول رائے کی شکست ہوت ہوئے سے صوبہ الہ آباد کے بڑے حصہ میں بدتمطامی واقع ہو گئی روپ سنگھ کپھر جو رگنہ کروالی پر قابض تھا عزانہ جال میں ضلع الہ آباد میں واقع ہو دوسرے سنگھ مولہ بند و سنگھ چندیلہ و گھنٹہ سنگھ گنہر و سانی میں پٹھانوں کے دست تھے اب ان سب سے مرہٹوں نے سازش کی اور مثل سالگندہ شہ اب بھی مرہٹوں کو مذی اسپار پولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعد ستمبر و اکتوبر شہ عزمین پٹھانوں نے طبع آباد میں قمانہ قائم کیا جو گھنٹہ سے مرہٹوں سے و امیل سکے فاصلہ پر واقع ہو۔ ساندھی میں جواب ضلع برودئی میں ہر گر پر کر دیا اور امیشی کو جواب ضلع سلطان پور میں واقع ہو کر لٹ گیا اور بڑی فوج سے وال موکے جو گنگا کے کنارے و رائے بریلی کو بھی قبضہ کرنے کا سامان کیا کہتے ہیں کہ بعد فتح نواب احمد خان اکثر بی صاحبہ سے کہا کرتا تھا کہ قادر مطلق نے مجھے فضل نامتناہی سے ایک فتح میں درخیزین عنایت کیں ایک تو عبدالمصنوع کوڑک دی دوسرے یہ کہ کہستم خان سے بھی نجات پائی کہ وہ نصف ریاست کا دعویدار تھا لیکن یہ بیہ لوس اقرارہ کی طرف اشارہ تھا جو نواب نے نیول رائے پر حملہ کرنے سے قبل کہستم خان کے ساتھ کیا تھا کہ اگر وہ دوسرے دیگا تو بعد فتح نصف نوابی کا مستحق ہوگا

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد اعظام مقام نواب احمد خان بذات خود فوج کو گیا اوکی آمد شکر نواب بقا و اللہ خان برتاؤ سرداران و وزیر جو ایک ہزار پانچ سو سپاہ کے ساتھ دیر سے مٹی لے تے تھے لکھنؤ کی

سرکار کے قید خانے سے بھاگ کر آیا۔ مہاراجا نے اس میں اسکا حضور کو بلا کر
 نے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تم نے عرض کی ہے صحیح ہے محمد خان غفر جنگ اور
 اس کے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہیں کی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے۔
 لیکن قہر دی کیا دے گا اگر نواب احمد خان قابو پا کر صفدر جنگ کا تعاقب کرنا جو دہلی کا غور
 کرے اور وقت کیا لگایا جائیگا غفر جنگ نے اتھاس کی کہ صلاح دولت یہی ہو کہ نواب احمد خان
 کو ایک فرمان شاہی جوہر ملت و قبل واپس پیشتر بھیجا جاوے اور اسکو لکھا جاوے کہ اب تک
 جو کچھ ہوا اسکا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب خبر کی ضرورت ہے ہوا وہ اتنی کفر کر داکا
 ہو چکا اب اگر تم صلح سرکار کو تو قصہ دہلی کا ترک کر کے فرخ آباد کو پیش جاؤ یہ صلح بادشاہ
 نہایت پسند آئی فرمان شاہی جوہر ملت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس
 گیا شاہ دل خان شجاعت خان غلڑی کے چیتے کو معہ دس ہزار سپاہ دلاور دلاور دلاور
 اس حصہ ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑا یہ مقام پیشتر اس کے چچا شجاعت خان کے
 حکم میں تھا اب نواب احمد خان خود فرخ آباد کو واپس گیا جو ملک کہ اب جاہل ہوا تھا اس کے
 کامل نظم و نسق کی واسطے نواب نے اپنے بھائیوں اور قریب داروں کو جا بجا حاکم مقرر کیا بعض
 خان نواب محمد خان کا چوتھا بیٹا اناؤہ کو بھیجا گیا اور اسکا تیرہ جوان بیٹا معہ ہند کا حاکم مقرر
 ہوا اس کے متعلق مقامات ذیل بھی سر دئے گئے تھے سور کھ سکوت پور بوسکر اور دس غلام خان
 کسبوان جیسا شکوہ آباؤ میں مقرر ہوا اس کے متعلق شکیت کو راولی علی پور کھڑا کیا گیا
 نواز خان خشک اکبر پور و ٹھکار پور میں مقرر ہوا اور الفکار خان چلیہ عرف مچھلے نواب شش آباؤ
 مقرر ہوا اس کے متعلق چھپرہ اور بوسکر پور و بھونگاون کئے گئے مقرر خان اشکاروان
 بیٹا پانی رسا ندی کا حاکم مقرر ہوا خدا بندہ خان بارہوان بیٹا بلگرام کا فوجدار کیا گیا نواب
 احمد خان کا بڑا بیٹا محمد خان و بھوان خان چلیہ معہ دس ہزار سوار و بیٹا پریا دلی کے لکھنؤ جوہر
 اور برہنہ کرنے کے واسطے بھیجے گئے اس زمانہ میں شاہجہان پور بھون بیٹے دکانچان ملہ

اپنی توہین ایک بلندی پر نصب کی اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہر بونگ تھا عام اللہ آباد
 کو قلعہ آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا
 کوئی جنگیہ بجز شیخ محمد افضل اللہ آبادی نہیں دیکھا اور یہاں کے لوٹ سے باقی نہ رہی ان دونوں
 جگہوں پر پٹھان قابض تھے بقدر اہل خانہ علی قلی خان و علی قلی خان و علی قلی خان و علی قلی خان
 کرتے تھے اتفاقاً اندر گھر نام سینا سے مہر باغ ہزار ہر ہر جنگجو فقیروں کے وہاں تیرتھ
 کو آیا اور پانے شہر اور قلعہ کے درمیان ٹھہرا یہ فقیر وزیر کے لوگوں کی جانب شریک
 ہوئے تھا رائد گار آز نمودہ آدمی تھا اور جنگ میں مہارت کامل رکھتا تھا اس نے دیر پا
 ایک بل اس مقام پر باندھا جو درمیان تربی جو قلعہ کا پچاس کھڑا اور قصبہ اراہل کے
 واقع ہے یہ قصبہ گنگا کے دہانے کنارے پر گنگا و جینا کے سنگم کے نیچے ہے اس نے اپنا
 لشکر گاہ تو اس قصبہ میں چھوڑا اور خود توجہ صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا اور اس وقت
 فصل سے برابر توہین دشمن پر لینے نواب احمد خان پر چھوٹی رہیں اس کی جانب سے
 راجہ پر تھی پٹ اور دوسرے سرداروں نے قلعہ کو لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے
 راجہ بلونت سنگھ جیسے بذات خود آئینا حکم ہوا تھا اس وقت چھوٹی کڑی ہو چکا اور نواب کے
 بیٹے محمد خان کے توسط سے نواب کے حضور میں حاضر ہوا محمد خان حال میں لکھنؤ سے
 آیا تھا راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ دویہ نذر گزارا اس کو خلعت مرحمت ہوا اور
 نصف اس کی ریاست اس کے نام کرانی گئی باقی نصف پر صاحب خان دلاڑاک جو پوری
 نواب کی کسی عظیم کار شدہ و مقدر ہوا تو اب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم کیا کہ تم محمد خان
 کو ساتھ لیکر اراہل کو جاؤ بعد دشمن کو ہارنے کے چھوڑ کر اپنی فوج کا پراؤ وہاں ڈالو تاکہ
 قلعہ کی آمد و رفت رستے اور باب و سرد سرد و ہوا راجہ منظور کیا اور اپنی لشکر گاہ مقام
 چھوٹی کو آکر مادیں چھپا کرنے کا حکم دیا جب نواب بقا رائد خان کے جاسوسوں نے
 اس بار اسے کی خبر اس کو پہچانی تب اس نے فکر کرنا شروع کی اور باہم اپنے لوگوں

رام سے جھوٹی کو بھاگ گئے تب علی قلی خان صوبہ الہ آباد کا اور نئے ملنے کو آیا اور سوخت
 آہنوں نے معلوم کیا کہ شادی بیش ہزار سپاہ کے ساتھ آیا سو علی قلی خان اپنی فرج اور
 کچھ راسے پر تائب نراین کی فرج کی لیکر شادی خان کے مقابلہ کو مددگاروں کو جو کھا
 کوڑہ جہان آباد میں مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھا کر تائب
 اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اس نے ارادہ کیا کہ بہت سے ملک جسے مگر
 صلاح کا دن کے کہا کہ اب خود وہاں چلے گئے کہ آپ کی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
 کا قلعہ خالی کر دینگے بقاۃ اللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سنکر حملت قلم
 وہاں سے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ احمد خان نے کوڑہ جہان آباد میں
 پہونچ کر چند روز قیام کیا اور یہ عزم کیا کہ خود وہاں سے گھر کو واپس آوے اور جنگ ان
 میں سرورادوں میں منصور علی خان و ستم خان بنگش و سعادت خان افریدی برادر محمد خان
 و بخشی نواب قلیم خان کے ہاتھ چوڑ دے ان تینوں سرداروں کے پاس بہت سی
 سپاہ نوکر علی لیکن شرفی صوبہ جات کے حاکموں میں پریمی پت و لدہ شہر و ہاری و لدی بنگ
 سوم منشی حاکم بر تائب گڈم و راجہ بلوت راو حاکم بلکس کے وکیل جو اس کے پاس پہونچے
 تو اسکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی یہ کہیل بدرایہ مستجاب خان و حاجی سردار خان
 کے جو اسوقت حاضر تھے نواب کے دو بیٹے پہونچے حضرتین نامہ جات کا یہ تھا کہ اگر
 آپ الہ آباد کی طرف برہنگے تو ہم لوگ کو شش سر کے بہت جلد قلعہ خالی کر دینگے
 پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپ کے قبضہ میں آجاء و لگا ان ناموں کے پہونچنے سے
 نواب الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پریمی پت پر تائب گڈم سے اپنی فرج لاکر لگلا کے
 کھارے چلے گئے اور نواب وہاں پہونچا تو اسے دریا پار ہو کر نواب سے ملاقات کی
 اور سوخت نواب نے اسکو خدمت عطا کیا اور خود اس کی درجویت پر اسکو پیش نشکرین
 فار کیا۔ الہ آباد کو پہونچ کر نواب وہاں سے لگلا کو عبور کر کے جھوٹی کو پہونچا اور بیان

نصیب ہوئی اور میدان جنگ برپا ہوا جس جگہ یہ لوگ مقیم تھے وہاں سے مل نام نکال
نظر آتا تھا جس وقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج
کو دشمن پر بڑھا لیا جب منصور علیخان کے لوگوں نے یہ حال دیکھا ازراہ رشک جلد
برہکراؤں لوگوں نے آگے ہوئے مسلم الدین کہتا ہے کہ میں خود اس وقت موجود تھا اور منصور علیخان
کی فوج میں تھا بعد فتح کے حسام الدین و سعادت خان فیصل کے قریب کھڑے تھے جہاں
سے سب کاسب مل معلوم ہوتا تھا انکا یہ قصد ہوا کہ مل کے سر سے ہرجا دین راخبر بھی پت
کی بھی رہنے ہوئی لیکن جس وقت نواب احمد خان نے خیر فتح کی شہنشاہی فوراً ایکہ بشتربوار
لوگ منصور علیخان کو واپس بلا نیلے واسطے دوڑایا اور کھلا بھیجا کہ آگے جانا گویا تیرے
حیرہ سے مارنے کے برابر جو حکم پاتے ہی منصور علیخان کے قصد ہوئے گا کیا مگر رہتی رہے
کہا کہ ترے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ عالی چھوڑ گیا جو پس میں کیا قیامت ملی اگر ہم
مل کے سر سے ملک جاوین اگر قلعہ میں کوئی شخص باقی ہوگا تو بیشک ہکواتے دیکھا گولی
چلا دیا پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جلد سے کی تو تصور کر لیجئے کہ قلعہ عالی ہوا اس میں
تقصیر کر لیجئے منصور علیخان نے جواب دیا کہ میں خلافت حکم الیہ قصد نہیں کر سکتا ہوں یہ
بھگت شاہ نے فتح کے بجائے اور نواب کی خدمت میں واپس آکر میرے دوسرے سرداروں
کے درگزرانی سبقت محارہ ہو رہا تھا نواب نے صاحبزمان خان و ملاک جو نوہری کو
مقامات جو نوہری حکم گدھ اکبر پر دو دیگر مقامات میں اپنا نایب مقرر کیا بلوٹ سنگدے
مصفیہ دیپٹ کے دینے سے انکا کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اسکو ملک
سے بھگا دو اسکو ملک بھیجی گئی اور اکبر شاہ ماجہ اعظم گدھ اور شاہ جہان زمیندار اہل
او کے آکر شریک ہوئے اول اعظم گدھ سے تین میل کے فاصلہ پر واقعہ تھی فوج کو نوہری
میں جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرمان پر کابندہ روز کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہوئی
زمان بعد جو نوہری طرف بڑھے اور چھ گھنٹے سخت لڑائی کی بعد حملہ آور ہو کر گھس آئے

مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر کرنا چاہئے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ ہوئے پاوے
 آخر سپہرا یوں کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کریں چنانچہ
 بقاۃ اللہ خان بڑی فوج لیکر مل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اس سے متعلق ہوئی
 اندر گھر سینا سے بھی حکم ہا کر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ میں آگے بڑھا اور گھاٹے
 کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صفت باز حکم لے کر ہم جنگ کھڑا ہوا جس وقت جنگ اچھا
 لے یہ خبر سنی خود سوار ہو کر اپنی لشکر گاہ کے کنارے آیا اور وہاں سے اپنے دوستوں کو بلایا
 ولو اب شاہی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کا بھیجا جو جب حکم کے لئے آئے اس کے لئے علاوہ
 ازین ان کے ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم و سکم خان بیکش و دیگر ارباب تحت
 سعادت خان آفریدی اور دو ہزار سنگل خان کے حکم میں تھے جن میں ہزار کی تعداد تھی
 آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان کے حکم میں تھے ان کے ساتھ
 بعد بھی سوار ساتھ تھے پتے نامدار خان براہہ نواب احمد خان و دیگر خان و غلام خان
 مشہور نامدار خان براہہ نواب خان متیہ و عبداللہ خان و دیگر کی لشکر نے ان سب کو حکم
 دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھ کر دشمن کو بھیجا میں راجہ پرتی پتے نواب نے کہا کہ تیار
 مقام پیش لشکر جو وہاں جاؤ راجہ حملہ میں آگے ہوا اور جنگ شروع ہوئی گھنٹہ توپ
 و ہندوق وہاں کا ہنگامہ گرم رہا آخر کار راجہ پرتی پتے کے تھا قادیار کو دشمن کی سپاہ
 تھک گیا تھوڑے دیکھ کر منصور علی خان اور دوسرے سرداروں کی مدد کو بڑھے راجہ پرتی سے اور
 بے پرواہ ہوئے اور بیکے چرای اپنے گھوڑوں سے اور کرشمہ شہر بہت دشمن پر چھپے
 میں مقام پر پہنچ کر منصور علی خان پرتی پتے سے اور تکر راجہ کے گئے ہوئے تھا اور
 بے چیدہ و چیدہ آدمی کام آئے اور جب بقاۃ اللہ نے دیکھا کہ فوج کی امید نہیں جو اپنی سپاہ کے
 ساتھ مل کے بارگیا اور گولند از تو میں قلعہ میں چھوڑ کر مل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے
 وقت اپنے کنارہ کی طرف پل تھوڑا نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے بے فوج

وزیر چار شنبہ کی شکست کھا کر ۲۴ سوال سلطان ۲۰ ستر شہداء کو دہلی کو واپس آیا اور یہاں
 پہنچ کر اوسنے دیکھا کہ بادشاہ مجھ سے سخت ناراض میں تو نہایت غمگین ہوا ایک عرصہ تک
 وہ گھر سے نہ نکلا ہر وقت سر پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہتا تھا آخر الامرا و سکی سلیم نے اوسکو
 دھم دی اور اقرار کیا کہ جتنا دیر یہ میرے پاس ہر سب ٹکودتی ہوں یہہ شکر اوسکو
 بہت ہوئی اور اوسنے راجہ ناگرمل اور کچھی زاین اور اسماعیل بیگ خان کو طلب کیا پھیل بیگ
 نے صلح دہی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہئے ناگرمل کی رائے ہوئی کہ سیکریو کو بلا لیا جائے
 اور کہا کہ قائم خان کے حملہ کے سبب سے اوسیلے فوج آباد کے چھانوں سے عداوت رکھتے
 ہیں وزیر نے اسی تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہیں لیکن اگر کوئی
 اور غنیمت اوسے لڑنے جاوے گا تو سب متفق ہو جاوے گا تب وزیر نے کچھی زاین سے صلح
 ہو چکی اوسنے مرہٹوں کی فوج کثیر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ جی آپا اور ملہراؤ کے پاس تھراہی
 چھوڑ فوج اسوقت کوڑے کے قرب و جوار میں ہر ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانوں کو پوسٹ
 بس میں بادشاہ چھان مرہٹوں کے نام سے چونک پڑتے ہیں اب وزیر نے مرہٹوں سے مدد
 مانگنے کا ارادہ کیا وزیر کو دوسرا برا کام اہم یہہ جانی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت رضامند
 کرنا چاہئے بدین عرض وزیر نے جو گل کشود کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور
 اوس سے اعانت چاہی اس جاوید خان خواجہ سہرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا
 وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بحث بالموافقہ
 ہونی چاہئے جو درجہ شنبہ میں بغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المشایخ نظام الدین
 لویا کی درگاہ کو جاوید کا وقت واپسی وزیر کے مکان پر آوے گا اسوقت جن جن مجید گروں
 کو وہ سلجھانا چاہئے مجھ سے بیان کرے جو گل کشود سے واپس آکر وزیر سے اوسکا پیغام
 بیان کیا چار شنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین لویا کے فرار شریعت کی زیارت کے
 بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا اور صراحت کر کے باتوں کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ

اور اس قسم رہا بعض ہو گئے صاحبزادگان نے آپ ہی بڑھنے میں تاخیر کی تا کہ تمام
 کی طرف کوچ کیا یہ مقام جو پورے میں مل شمال مشرق جو بلوٹ سنگ نے عہد و بیان
 ہونے کے بعد حکماء کو مشیر ہو چکا ہے صاحب زمان خان مدد سر دار خان کے اوس حصہ
 ملک پر قصد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور اسے لگا کے شمال کی طرف واقع ہوئے
 تھوڑے عرصہ کے بعد نواب احمد خان یہ خبر سن کر کہ صفر جنگ اور میرے فرخ آباد کی
 طرف صحرانے میں اوس طرف روانہ ہوا بلوٹ سنگ لگا پور سے جو علاقے کے تھوڑے
 فاصلہ پر واقع ہے روانہ ہو کر میرے میں ہو گیا یہ مقام جو پورے باہر مل خوب میں ہے
 اور صاحبزادگان سے اپنے ملک کے واسطے کہ سلطان کی سر دوشیا میں کا قصد جنگ
 منحصر ہوا بلوٹ سنگ کے افغان سرحدوں سے اپنی قوم و افغان سے صاحبزادگان جانے
 جنگ کرنے کا اظہار کیا لہذا بارہوکر بلوٹ سنگ کے معاملہ میں کچھ نا مناسب جملہ معنی
 سے جانتی ہیں برین پڑاؤ والا دوسرے روز اوس کی فوج میں باہر تہلای خواہ کے
 مجبور ہو گیا اور وہ تہا اعظم گڑھ کی طرف روانہ ہوا صاحب زمان خان ملک تہا کو گیا اور
 دہان کے راجہ نے اوسکو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جو پور کو اوس بابائین
 دولت مسکن نے پھر اسے مقرر کر دیا اوسکی وفات کے اوسکے بیٹے اوسکے جانشین ہوئے
 مگر انہیں سے کوئی خاں مذکور نہیں ہے اس وقت کہ جب ہمارے کے صاحبزادے
 صاحبزادوں کی آمد تھی تو انہوں نے کہا ہم نوکر و مدد یہ پھر حصول داخل کرے میں اس
 کہ خاں ہمارے پھر میں نزادین انکا یہ حال تھا کہ کہتے تھے کہ اگر ہم خاں کو جواب
 میں دوسرے دیکھتے ہیں تو کہنے میں غرض کہ دو گروہ یہ دیا گیا اور
 خاں اوس گئے۔

شکرہ کا محاصرہ اور نواب کا بھاگنا

اسکے بعد اس کا غم مٹ گیا اور جب ان فوجیوں نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی کہ اسے
 شکر عظیم اکتھا تو کیا یہ علمایہ کہتے ہیں کہ کتاب آخون در یوزہ مصنفہ مرشد و ولی افغانا
 میں یہ لکھا ہے کہ کوئی افغان سردار جمعیت زائد از دو از دہ ہزار مرتبہ شاہی کو پوچھی
 پس اس صورت میں احمد خان جس کے پاس ایک لاکھ سے زائد فوج ہو اور سات صوبے
 قضاہ میں ہیں اپنے تئیں بادشاہ قرار دینے سے کیونکر باز رہ سکتا ہے جب جاوید خان نے
 اس طوالت کے ساتھ یہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متروک ہو کر وچنے لگا کہ اب
 اس شکل سے بچنے کی کونسی صورت ہے یہ سنتے ہی جاوید خان نے عرض کی کہ مصنفہ
 کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطلع کرنے کا کام اوسکو تفویض کیا جاوے بادشاہ نے
 اوسکا جواب یہ دیا کہ مصنفہ جنگ سے کچھ بھی امید نہیں ہے کیونکہ وہ فوج کثیر توپ و زندقہ
 اور اسلحہ بہت لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے غصہ ہی سی فوج سے اوسکو شکست فاش دی
 اور اب جبکہ احمد خان کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو مصنفہ جنگ اوسی دل ہاری فوج کو
 اب کیا کر سکتا ہے اور زدہ زباہ زدہ مسل مشہور ہے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ
 میری رائے میں تمہاری تجویز بالکل خیال غام ہے میں اسے ہرگز منظور نہیں کر سکتا ہوں
 کیونکہ اچھی تجویز میں گنجی ایسی خفت نہ ہو کہ جاوید خان نے جو اب دیا کہ کترین کی اس تجویز کے
 متعلق اور بھی تاخیر میں آیا پسند آیا اور پھر راؤ جو اس وقت راجپوتانہ میں ہیں اور کوہ
 دہ کے محاصرہ میں ہیں اگر طلب کے جاوے تو حضور عالی کی نوکری کر لینگے اور ایسی
 ستاع کی امید سے جو حکم انکو دیا جاوے گا اوسکی تعمیل و فادہ دہی کے ساتھ عمل میں لائینگے
 سو سچ مل جاٹ کی فوج بھی اگر یہ مصنفہ جنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اوس نے شکست
 نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے حافظ رحمت خان رند سیلوں کا سردار مصنفہ جنگ کا
 دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان کی باتوں میں آگیا اور حکم کیا کہ مصنفہ جنگ سے
 کہو کہ اوسکا قصور معاف ہو گیا ہے مگر دربار میں حاضر ہو جاوید خان خوش خوش

۸
کہ بادشاہ سلامت کا مزاج بھاری طرف سے باں پھر رہا ہو لیسکو جرات نہیں ہو کہ کوئی بات
بہتری کی بھنار سے ہی ان حضور میں عرض کرے اور نواب فرور جنگ نواب احمد خان کو پہلے
سعی کہنے پر اس قدر سخت ہو کہ کیسکی مجال نہیں ہو کہ اس کے خلاف ایک بات بھی موندہ سے
نکال سکے ورنہ اسے اصل الفاظ قریب انھیں جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس
معاملہ میں دست اندازی کریں اور لیونان شہادت بادشاہ سلامت سے عرض ہو کر
تو عیب ہو تو اب ناظر نے اپنی بات پر چھوڑ سکے اور کہا کہ جب میں نے مناسب ہوگا تب تک
حق میں خاشاک کرونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تبدیلی طرف
کر دوں گا بعد اس گفتگو کے وہ سہار ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوئے مگر رخصت کے بعد ایک خیار
کے پاس سے جو احمد خان کے لشکر کا دھن متعین تھا ایک خط اس حضور کا آیا کہ سر
مستفی کے رہنما راجہ راجی پت وراجہ بلوچ سنگھ دوسرے چندار معہ زکریا کے
خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے تین نواب کا صلح قرار دیا بعد ہی الہ آباد کے محاصرہ
واسطے نواب کے شریک ہوئے مین بڑی فوج جمع ہو گئی ہو اور مدد پر جمع ہوئی جاتی ہو
ایک لاکھ سوار اور بیستار پیدل زیر لو اسے نواب احمد خان جمع ہو گئے ہیں دیکھا جاسے
بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پر وہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہو نواب ناظر نے موقع پا کر صلح
در پر سے اڑا کر آیا تھا لکھنا شروع کیا اور جو جو باتیں پذیر نے امداد و در اندہی اسکو
سکھائی تھیں اس سے بادشاہ سے بیان کیں ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دل پر
بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ یہ ملکی سلامات کی طرف خیال کرنا ہوں مجھے سخت خود ہوتا ہو
میری امید جاتی تھی کہ صفد جنگ کے شکست کھا کر وہاں نے کے بعد فرور جنگ نے
ایک فرمان گویا بصورت تہمت نامہ لکھا احمد خان کے نام بہت قریب راست ہو رہی ہو گیا
تھا اس پر قیامت نہ کر کے اس سے دریافت کئے خالدہ پر بھی نصیحت کر لیا جو اور اپنے بیٹے
کو نیز حق شہر ملک اور دھوکے رو دیکھا ہو اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہو اس کے بعد

کچھ کا حصہ تک اندکی مشورہ کی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہراؤ اور آپا صاحب بادشاہ
 کے حضور میں حاضر ہوئے اور خلعت رحمت ہوا وزیر نے سورج مل جاٹ کو بلوایا اور لوگوں کو بھی
 خلعت ملا وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پنج عنایت کر کے خدمت کیا
 اور حکم کیا کہ اپنی فتح لیکر احمد خان پر چڑھائی کر دے صفدر جنگ اپنی فتح لیکر معہ اس کے جوا کے
 شریک تھے یعنی فتح شاہی ۔ و جاٹ کے دیہاتے جہاں پار ہوا صفدر جنگ نے پہلا پیہ
 حکم مرہٹوں کو دیا شاہ دل خان فتح آباد کے عامل کو کوئل کی نواح سے بھگانا چاہئے اور
 جب وہ فتح آباد کی طرف بھاگے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فتح آباد کی طرف بڑھنا چاہئے
 ملہراؤ اور آپا صاحب نے ہندازا سواروں کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگائے اور
 دیران کرنے چلے جاؤ بھدر حکم کے لٹنا شروع کیا اور شاہ دل خان کو جاگیر اٹھوڑے سے روک دیا
 ملہراؤ اور آپا صاحب غور دیاں پہونچے اور ملہر شروع ہوا اگرچہ شاہ دل خان کے پاس
 بمقابلہ شہنشاہ کے فتح بنایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمانے رہا اور جہاں تک
 ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فتح کی خوب حفاظت کر کے اور دشمن کے بہت سے
 آدمی مار کر آخر کار گٹھا پار ہو کر تھوڑے چوک کو پہونچا دیاں سے اس نے گل خان احمد خان کو مقام
 اللہ آباد لکھ بھیجا اور مشرق سمت لگائے کہ اسے کنارے فتح آباد کی طرف روانہ ہوا شاہ دل خان
 ابتدا سے جمادی الاولیٰ ۱۱۳۷ عیسے طبع واپس لائے کو پس پامپا وزیر کی شکست موخر
 ۱۱۳۷ عیسے چہرہ چہینے بعد احمد خان نے مرہٹوں کے مقابلہ سے شاہ دل خان کا پس پا
 ہونا سنا فو اب نے راجہ برہمی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی
 طرف جانا ضرور ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بارہ دگر واپس آتا ہوں اس وقت ضلع مشرق قبضہ
 کروٹھار راجہ برہمی پت نے کہا میری ایک ضلع ہو کہ بالفصل فتح آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب
 معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکا ہو اب آپ کیسی محبت کرینگے تاہم برکت پہونچنا
 محال ہو اور بالفرض آپ عین وقت پہونچ ہی گئے تاہم فتح چونکہ منتشر ہو جاوے گی اس کے جمع کرنے

اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونوں باہم خلیکیر ہوئے بعد ازاں چوتنگو
 بادشاہ سے ہوئی بھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان جو گل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان
 کو گیا اور اس سے کہا کہ وزیر سے کہہ دینا کہ کل دربار میں حاضر ہواور فی العذر ایک خود نذر کیا
 تیار کرے خداوند خدا کی عیب لاکھ روپیہ سے کم نہ ہو جو گل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ
 عیب لاکھ نذر فرمایا ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہئے دوسرے روز
 علی الصبح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام میں سنگ مرمر کے تخت پر جا کر فرمایا
 ابراہیم اگر میں حاضر ہوئے اور ادب بجا لا کر اسے اپنے پاس پر کھڑے ہوئے اور وقت طویل
 کو حکم ہوا کہ وزیر صفد جنگ کو بارگاہ سلطانی میں حاضر کرے جو وقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا
 میں جوان جو بہرہ پارچہ لائے تھیں کے اوسے دو ہوش کئے گئے بعد ازاں کے حضور میں حاضر
 ہوئے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدموں پر رکھ دیا بادشاہ نے سر اٹھا کر چھاتی سے
 لگا یا وزیر نے عرض کی غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتی عفو قبول جس حدی علیہ الرحمہ عذہ
 جان یہ کہ تو قصیر خویش صفد بدگاہ چند آورد و در نہ سر اوار خدا و پیش گشت تو گند
 کہ بجا آورد بادشاہ نے فرمایا کہ میں نے بے عذر تھارا منظور معاف کیا اور عذر پذیر کیا
 حضرت تہ پارچہ پیش رہا پھر ابراہیم شایہ شمشیر وزیر صفد جنگ کو حرکت ہوئی وزیر نے
 اپنی خود نذرانہ نقد نوی عیب لاکھ پیش کی اور حضرت جو کرچاس ہزار روپیہ خیرات
 کرنا سر اٹھ کر روانہ ہوا حسب ہستد عاے جاوید خان مہر راؤ و آیا سینہد بائے تام
 ایک فرمان شایہ جاری ہوا رام نراین قاصد کو کوڑہ سے دو پراوا اس طرف اور دلی سے
 دو سو اکسٹھ حمل جنوب میں مرٹھے لے آیا سینہد بائے دو کوڑہ روپیہ طلب کئے
 رام نراین نے کہا کہ بچا جس لاکھ روپیہ دینگے آخر کار مہر راؤ ایک کوڑہ روپیہ دینی ہوا
 اور آیا صاحب کو بھی سمجھا کر دینی کیا اور بعض کہتے ہیں کہ حسب ہزار روپیہ نذرانہ جنگ
 کا اقرار ہوا بہر حال مرٹھے دلی کی طرف روانہ ہوئے اور جلد آج پہنچے ایک عہدہ دار

اعلیٰ اور روانہ ہوا تو اعلیٰ حکم کے موجب نواب کا بیٹا محمود خان جس کی عمر
 تینتالیس سال کی تھی اور وہ موکر چوٹھی سے سمیت نوب روانہ ہوا اٹھارے راہ میں لکھنؤ
 کے قریب کے زمینداروں نے نواب کے توشہ خانہ کی گاڑیاں لوٹ لیں یہ کپڑے
 اہل لکھنؤ نے جنوب کی طرف واقع ہے جب محمود خان کو یہ خبر ہوئی کہ اسباب مل گیا اور چند
 عسکری ہمارے گئے اور سنے فوراً حاکم کیا اور گاڑیوں کو لوٹ کر باٹھروں کو قتل کر ڈالا بعد
 لڑائی کے کئی ہزار مسدوق گاڑیوں سے واپس ملے جب وہ مغرب کی طرف آگے بڑھا تو اس نے
 دیکھا کہ لکھنؤ اور کاکڑی کے بیچوں نے سڑا اٹھا یا ہے اور چھانوں کو نکال دیا ہے چونکہ وقت
 میں استقامت ممکن نہ تھی چارہ نوجوان نواب آگے بڑھتا ہوا ملگرام کے قریب پہونچا بیان
 اور سکندر کو لکھنؤ کی باتا فرسانڈی پالی سے گزرتے ہوئے گنگا کے کنارے اس مقام
 پہونچا جس کی دوسری جانب بقام نگر ٹھہرا ہو سکے باپ کا لکھنؤ کا گاہ تھا نواب محمود خان اللہ آباد
 سے مدد کے لئے چھ روز کے عرصہ میں اپنی والدہ ریاست کو پہونچا مگر اس کے ساتھی جو محض زور
 آٹھ تھے لڑتے سے اس کے ساتھ چھوڑ چھوڑ کر جانے عاقبت میں پناہ گزین ہو کر مر
 وہ لوگ جن کو تمام حریف کا خیال تھا وہ ساتھ رہ گئے پہلے اس نے بی بی صاحبہ اور اپنے
 دوسرے رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ میں پہونچا دینے کی فکر کی یہ سب شکل تمام
 وہاں سے آؤ کہ شاہجہانپور کو روانہ ہوئیں شہر کے بہت سے باشندوں نے جب بی بی صاحبہ
 کو دیکھا تو اسے دیکھا اپنا گھر چھوڑ دیا نواب نے ہر سزا کو نام نہام طلب کیا اور اسے
 حیلان پہونچی کہ دشمن سے کسی طرح مقابلہ کرنا چاہئے تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجروں
 اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لیس و چالیس ہزار تھے نواب کے دہرہ حاضر
 ہوئے انہوں نے عرض کی کہ دشمن کے ساتھ فوج بٹھاری اور نواب کی فوج مقابلہ کرے
 گو یا دال میں نمک کے برابر ہے یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہیں مگر ہار دینا
 لیکن بزرگوں کا قول ہے کہ ایک شخص مقابل حریف کے جنگ کر سکتا ہے اور نہ ایک ہزار سے

کی وقت ہوگی کہنا بہتر یہی حکوم ہونا ہے کہ آپ اپار ہو رہے ہیں اور میں دروازہ
 جانب مغرب روانہ ہوں اس میں چند نوادہ ہیں ایک تو شتابزدگی کہنا نہ بڑی فوج بھی
 منتشر نہ ہوگی اور زحید اولوگ اور دوسرے کے چلنے اپنے گھروں سے جاگ گئے تھے دہانے لگے
 دروازہ ہے اور سپاہ سے دینگے دوسری وجہ یہ ہے کہ بہت سی ذرا شتاب فوج یعنی کلاں
 کی فوج جو آپ کے حکم میں جمع ہو رہی ہے جب آپ فرخ آباد کو بھلت روانہ ہونگے وہ بہت
 ساتھ چھوڑ دینگے۔ نواب نے کہا میں اپنے سرداروں سے مشورہ کروں دیکھوں اور انکی کیا
 رائے ہو راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بخش و گل خان غلزی و محمد خان غریبی و ساجد
 و کریم و حاجی سردار خان و دیگر سرداران کو طلب کیا جسوقت انہوں نے رستم کی اطلاع
 انہوں نے کہا علیحدہ باہم مشورہ کر کے جواب دینگے زاید لوگوں کی رائے تو یہ تھی کہ گنگا کو نہ
 چاہئے فقط حاجی سردار خان کی رائے اسکے خلاف تھی سب اقبال سردار نواب کے پاس
 حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر گنگا پار جائینگے تو نقص بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے
 بھاگ گئے ہم کو خوف نہ کرنا چاہئے یہ وہی فدیہ ہے جسے ہم ایک بار زک دے چکے ہیں اور
 اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ چھوڑے دیوینگے اور ہمارے
 نزدیک اس کے فوج کی یہ وقت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مثل ہے
 نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا تم کو یں خاموشی ہوا سے جواہر یا
 کہ میری بات سے یہ لوگ خوش نہ ہونگے میری رائے راجہ پر بھی پت کی رائے سے مطابق
 ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اون کی رائے بہت مناسب ہے حسب صلاح سرداروں کے فرخ آباد
 کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اس سے اونکو اطلاع دی
 راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا میں تلو بالفضل اس ملک میں بطور اپنے نائب
 کے چھوڑے جاتا ہوں لہذا تم اپنی زمین اسی کو دیاں جاؤ اور دوسرے زمینداروں سے کہہ
 کہ اپنے اپنے گھروں میں جا بسو راجہ کو اسوقت خلعت عرمت ہوا اور وہ رخصت ہو کر واپس گئے

اور اس کے علاوہ دوسرے بھی ہیں۔ جاکر جاردن طرف رسد بند کر دے اور کہیں سے گھانا
 یا چارہ وغیرہ کو نہ پہنچے۔ پادے موجب حکم کے انہوں نے تاقیا کو بحیثیت دس ہزار سوار
 فوج آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے انہوں نے دیکھا کہ سردار چھوڑ کر
 چلے گئے ہیں انہوں نے بہت سے گلاؤں اور قصبوں کو آگ لگا دی جب مرثوں کے سردار
 میں پہنچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی و جھوک پیاس میں مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید
 ان کے دل میں تھی وہ برباد ہو گئی اب دسے دس ہزار فوج کی طرف روانہ ہوئی جہاں لوہا
 ادا و جنگ تمام محتاج ان کی نظر فوج پر پڑی اور انہوں نے باجم کہا کہ چھوڑ دو ورسد یہاں ہے حکم
 اس فوج سے لڑنے اور ان کے محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہ تو اب ایسا جرم ہے کہ ان کی
 قوم ایسی ہیادار ہے کہ ان سے غلطی ہی فوج سے دیر کی بیشمار فوج کو روک دی ایسے لوگوں کے
 ساتھ بڑے خرم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہئے یہ بہت سکر کہ کچھ تو میں یا قوت گنج میں رہی ہیں
 چھوڑ دے باغ میل اور شکرہ سے جاکر مل کے فاصلہ پر واقع رہے تا قبائے نے حذر و
 دس طرف بدلتے گئے انہوں نے چند گلاؤں کو جمع کیا اور توپیں اپنے لشکر کی طرف تھپتھپا
 جب قاسم باغ کی قریب پہنچے اور شکرہ سے نصف میل جنوب میں جو میدان چٹان گذر میں
 لیکن گامین تھے فوراً مرثوں پر آن پڑے تو میں اُسے چھین لیں اور پھر کر اور نہیں پوس کر
 اور گولی اور خان انہیں خلا شروع کئے یہاں تک کہ کتنے مرثوں کے آدمی کھیت رہے اور
 جاگ لگے جب تانہا نے یہ آفت دیکھی خود گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی فوج کو نکلے کا حکم دیا
 کی کل فوج چٹانوں پر کھڑی اور گولی اور بان و سپر چھوڑ کر شروع کئے یہ بہت خون کی آگ اور
 نواب احمد خان سوار ہو کر اپنے توپخانے کے پاس آگھرا اور دسے دسے رسالوں میں حکم دیا
 کہ جن چٹانوں پر گولی مل رہی ہے وہاں کی جاکر مدد کر دیا۔ خان احمد خان احمد خان احمد خان
 و محمد خان اوریدی و محمد علی خان اوریدی خان میان خان ملک محمد خان گوالیاری و ناصر خان
 براہ و اب عزت خان نور خان ولد خلیل خان سید علی خان تھرو والا و دیگر اقامتیں سردار

اس میں شک نہیں کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت اس قدر کمزور رہی کہ
 سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج بھرا دی گئی
 آیا ہے جاٹ و مرہٹے، گور و ملخ کی طرح ایک ہندو کشمیر کے ساتھ آئے ہیں ہندو مصلحت وقت
 یہ بھی ہے کہ یہاں سے حسین پور کے گھاٹ پر لنگھا کے کنارے آئے تھیں چلتا جا رہے وہاں ایک
 چھوٹا سا قلعہ ہے جہاں سے غوثی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہو اس قلعہ کے گرد دروازے
 وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس میدان کے کنارے پر پڑے خار و تر سے تین سو
 دس مقام پر پڑاؤ دیاں خوب ہو گا اسکا ذکر نہیں ہے کہ شہر کا قلعہ کیوں بلکام شہر آباد ہو
 سکے کہ دشمن باطلات کی آمد و رفت روک دین اور آمد و رفت بند کر دین شکار کے لیے دریا
 بھی ہے جس کی کشتیاں بہ آسانی جہتا ہو سکتی ہیں مگر ناہنستیکہ دشمن بار بار دوسرے کنارے
 پر قابض ہو یہ خوف کشی موجود ہونے نہیں ہو سکتا ہے باسحاق صلاح سرداران و شہر طاقت
 و شیر گاران نواب نے اسی مشورہ پر اتفاق رائے کیا اور فی القہر غوثی سے رسوا ہو کر قلعہ
 لشکر دریا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہنچا اور وہاں لشکر گاہ قرار دیا دوسرے
 روز تو پچھانے پہنچے اور توپیں لشکر میں داخل ہوئیں نواب خود خندون و غارون کی طرف
 چلا نکرو ہو چکا ہے گیا اور وہاں توپیں ذخیرہ دین سے باہم کس کس نصب کیں توپوں پر اپنے
 بھائیوں اور رسالہ داروں کو متعین کر کے خواہش لگا کہ توپا اور تانہ دون کا ایک پل تیار کر دیا
 جس پر پل تیار ہوا تو نواب کا بیٹا محمود خان لنگا کی دوسری جانب پہنچے باقی کنارے پر
 پہنچا اور شاہل خان غلزی بھی قادی چوک سے گیا اپنے اپنے پہنچے سے دوسرے روز دونوں
 نے نواب کی ملازمت حاصل کی اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہیں کہ وہاں کیا گذر چکی ہے
 وزیر کو خبر ہو چکی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری
 کر رہا ہے اس نے ملہ راز کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا راستہ ہے تو انہوں نے جواب دیا
 کہ ہم تمہارے مطیع حکم ہیں وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی متبر سردار کو ایک نوی فوج کے ساتھ

دشمن ہے بلکہ کہیں حافظ رحمت خان نے پہلے تو یہ یہ معذ کیا کہ ابھی تک قائم خان کے خون کا
 دھوی باقی ہے تاوقتیکہ وہ عہدے ہو کر اپنے آہی بھارے تاویں کرنے سے خوف آتا کہ
 نواب نے جوابدیا کہ ہم نے قائم خان کا خون معاف کیا آج سے تاقیاست اور کما ہی ہم
 نہ کر گئے بغور ہو چکے اس خط کے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان دو دہے خان و طا
 سردار خان و بہادر خان چلیہ و فتح خان کو طلب کیا رحمت خان باعث اسکے کہ درجہ سے اور
 دوس سے اتحاد تھا خاموش بیٹھا با اور دوسرے سردار بھی اسکی خاموشی کی وجہ سے کچھ
 نہ بولے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم کچھ بولتے نہیں تب حافظ رحمت خان
 نے کہا آخر تمہارا ارادہ کیا ہے اسے جوابدیا جواب سرداروں کی رائے ہوگی وہی میری رائے
 ہے حافظ رحمت خان نے جوابدیا کہ اس لڑائی میں کسی جانب تکیہ نہ ہونا چاہیے یہاں نہ خان
 جو کچھ شجاعت خان کے باعث سے سب رو سیلوں سرداروں میں خود رکھتا تھا بول اٹھا چھ
 کیا آہو سردار و ستار کے عوض زمانہ برق کون نہیں پہن لیتے ایسے نامردی کے الفاظ بھی
 کسی بھان کے منہ سے نہ نکلے ہو گئے اور نواب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوچ کا حکم
 نہ ہو گا تو کل میں اپنی پیش لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاؤ گا اور جس بھان کو اپنے نام اور ابر و خال
 ہو گا اسکو ساتھ ہو چکا اختیار ہے یہ کہہ کر ہانے رخصت ہوا اور تیاری میں مصروف ہوا
 نواب سعد اللہ خان محل میں گیا اور جو رحمت خان و بہادر خان میں ہوئی تھی فطرت
 لفظ اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ میں حافظ رحمت خان کی بات سنوں یا بہادر خان کا
 ترکیب ہوں مان نے جوابدیا کہ ایسے امور میں ہم مستورات سے مشورہ لیتا کیا مناسب ہے
 جو تمہارا دل قبول کرے ہو کہ وہ میری رائے میں یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانب
 کی وجہ سے منہ کرنا ہے اور بہادر خان اپنے عزت و نام کے واسطے یہ عزم کرنا ہے یہ کہہ کر
 اپنی مان سے مسگر نواب سعد اللہ خان باہر آیا اور اپنے خاص خاص سرداروں کو طلب کیا
 اور کہا کہ اچھے خان کی درخواست مدد کو نامعلوم کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو ہو بلکہ میں

سو رہا کہ چوڑا کر پھاؤں کی مدد کو پہنچے تاہم یہ بھی اوس پر زور تھا کہ اٹلو کر گھبراؤ سب دوز
 فوجیں قریب ہوئیں بندھن ہو تو فوج ہوئیں اور تلوار چلنے لگی پٹانوں نے یہاں تک سختی سے
 حملہ کیا کہ گردن بڑا کر تلوار میں چھین لیں آخر کار مرثے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگے جب اس فتح
 کی خبر احمد خان کو پہنچی اس نے فخر سو کر بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھیں میں سے دیکھیں
 سردار دن نے یہ حکم سنکر تو میں جو دہس لی تھیں آگے روانہ گئیں اور خود مل فتنہ کی سر
 اونس کے پیچھے ہوئے۔ نواب نے ہر سپاہی کی بڑی تربیت کی اور سردار کو خلعت عطا کیا اور
 اپنے محلے کو واپس گیا۔ تانہا کی شکست کی خبر شکر وزیر محلہ جاٹ و مرہٹوں اور باقی فوج کے کچھ
 کر کے نواب کے لشکر کا دھکے خندق کے قریب آ پہنچا۔ ملہر داؤد آیا حیدر صیاد تانہا کو قاسم
 باغ میں چھوڑ کر خود آگے بڑھا اور سنگی پلیم دیں ہو گیا۔ یہہ ایک کھاٹ دیا ہے لگھا کار کا
 مذکور کے ہتھکڑا ہے پر قریب بارہ میل گنگہ سے بڑھ کر گنگہ جھج پور میں دیکھا اس نے
 اپنا لشکر گاہ قائم کیا اور نور الحسن خان بلگرامی کو حکم کیا کہ کشتی کا ایک پل تیار کرادے
 نواب احمد خان حیدر خاں نے اسے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ وہ زمین ہزار سپاہی متعین
 کر دے ورنہ دربریل مذہبوانے پاوے اس نوجوان نواب نے شام سنگھ برادر شہر جنگ
 جیلہ جرم کو اس طرح بھیجا کہ سردار مسدود فوج کے اوس مقام پر گیا دیکھا تو اوہا حال تیار ہو گیا
 تھا اس نے ایسے گئے اور بیان اوپر چھوڑنا شروع کئے کہ جس پل چھوڑ کر بھاگ گئے اس
 مرتبہ ڈاکو کو اس کو کشتی میں ناگاہیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع کیا اور زیادہ کھینچا
 حال ہوئی۔ جب اول اول وزیر کے دہس آنے کی خبر مشہور ہوئی نواب نے ہر جانب مدد
 کے واسطے لکھا علاوہ دوسروں کے اس نے نواب محمد اللہ خان اور صادق خان ہر دو
 دھمیلہ کو بھی طلب مدد کے تحریر کیا اور یہ لکھا کہ جلد سے مدد بلد سے درمیان میں مساتفتہ ہے
 لیکن یہی جھگڑنے سے ہوتے رہ گئے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ خیر کے ساتھ سے بھی ہرزہ روا
 رکھا جاوے۔ امید ہے کہ آپ فوج برائے دور روانہ کرینگے تاکہ ہم اس ظلم پر جو ہم دونوں کا

سردار ہوا ہوا ملی فتح من سے شہب کو کچھ سپیدی عکاس مرثیہ شہرہ کر کے میں اور وہی
 سرسبز دن پر لیجائے من آخر اس قحط کا سبب کیلے تھے تلاء ہین تو میں نہاری ٹاشی
 بھوک دہکا کچھ تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور اون دوزن باتوں
 میں سے کوئی مرتد ہو یا تو میں کہ شکست دیکر اور اون کے سر لا کر میرے قدموں پر ڈالو
 دیا اسی جان دو۔ یہ کہ میرے اگر مرٹون میں شریک ہوئے اور نہ پڑی دیر کے آرام کے بعد
 فاسم باغ کی طرف اوس جانب سے جہاں تو چاند رہے حکم منصور علیخان تیر حوین بیٹے نواب
 محمد خان کے قلم طابع اور تو بخاند کے درمیان میں کوئی سیاہ نہ رہی فقط نامہ وار زمین غمی حب
 عاشق ہوا دیں نے دیکھا کہ میرے تیر بچانے کے قریب ہو چکے تھے اپنے گھوڑے پر سے
 اتر کر میرے پاس آئے اور سب نے شفقت ہو کر حکم کیا تھان جو دشمن کے منتظر ہی
 ایک ایک ہاتھ لڑائی کی سر کی اور باقی چلائے بعد ازاں غرارین کھینچ کھینچ کر اوپر چھپے اور
 میرے عدا اور اون کو تیر سچ کیا جوابی تھے انہوں نے جھاک کر قاصد باغ میں سیاہ ملی
 تھان سے اور کھانا کھا کیا اور باغ سے اوکر چلا کر خود قاضی ہو گئے دایم طوف باغ کے
 شرق میں کچھ کٹا وہ سطح میں کھسپ میں درمیان مرٹون کی بڑی فتح کہیں کچھ میں غمی حب
 مرٹون نے دیکھا کہ میری طرف جھانک اور تھان اپنا مورچہ چھوڑ کر اوکے متغای باغ تک
 چلائے میں بہت سے مرٹون کے سوار درمیان افغانان حکم کیا اور اوکے کو چاند کے دہانے
 یہ میں نے حکم دیا کہ صاحب تھان قوم افغان نے دیکھا کہ دشمن نے ہمارا دایم کلا ستر
 دھک دیا دایم میر کیا تھان میر گھوڑوں کے پیروں پر چلاؤ اور تھان غمی بیٹے گھوڑوں
 کی کچھ پیروں پر لگاؤ جب دشمن گر جاؤں پھر اوکو قتل کر لیا دایم میر غور غشا کر دای غور
 مرٹون پر چلا کر اوکو ہلا کر مارا اور مرٹون کے اوکے جنگ شروع ہوئی منصور علیخان
 صاحبزادہ میر جنگ اپنے مورچے سے دیکھ رہا تھا یہ دیکھ کر اوکے اسی تلوار لی اور تلوار
 بادشمن کی طرف چلاؤ کے تھان غمی فقط تلوار لیکر اوکے گھاتے ہوئے چلا اور وہ کچھ حاکم

زوائد ہو گئے جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسروں کو ہٹا کر غریب اور سب سے بہادر خان
 کو مل کر یہ حکم دیا کہ میری فوج میں یہ حکم سنا دو کہ جو اپنے تئیں میرے ملازم جانتے ہیں
 تیاری روانگی کی کریں نہیں تو میں سب کو برطرف کر دوں گا بہادر خان نے یہ حکم سنا دیا سو اسے
 حافظ رحمت خان ووندی خان کی فوج کے باقی بھروسہ ہی فتح خان خاندان مان روانگی پر آمادہ
 ہوئے اور دوسرا کوچ ہوا۔ یہاں کچھ مذکور محکمہ کے لڑنے والوں کا ہوتا ہے۔ ہر روز مہر راز
 اور آپا سب سے پاک کے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا قرع غروب
 برابر توپیں چلا کرتی تھیں اور ہر شام کو افغان اپنی خندقوں سے ٹھکر توپ خانہ پر چلا کرتے
 تھے اور جو لوگ توپوں کی نگرانی پر ہوتے تھے ان کو بھگا کر وہ ایک چھوٹی توپ میں اپنے لشکر
 میں کھینچ لاتے تھے غوثی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقوں میں پوشیدہ ہوتے تھے ٹھکر
 اپنے کھانے پکانے یا کسی کام میں مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
 جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمہ کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو گلیاں
 دیکھ کر اپنی ایک بڑی توپ ان کی طرف رخ کر کے سرکی۔ اتفاقاً گو کہ کاظم خان وند شہر خان
 شہید کے پہلو میں لگا یہ وہ اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا علاوہ ازیں نواب شادی خان
 محمد خان کے سوا ہر بیٹے کا بازو اس سے اوڑ گیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہ سب گئے
 جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ بالکی پر سوار ہو کر وہاں آیا اور ان کے گفن و فن کا
 حکم دیا اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ ان کے انتقام میں دشمن کے چند لوگوں کو ضرور
 ہلاک کروں گا۔ لاشوں کو دفن کرنے کے بعد پھانوں کا ایک دستہ محاصرہ میں سے نکلا اور
 مرثیوں کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہاوری سے لڑے کہ مرثیوں کے قدم شاہی
 جب صبح ہوئی پھل بجاتے ہوئے اور کواہیں کھینچے ہوئے اور بہت سے مرثیوں کے سر
 نیزوں پر لٹے ہوئے اپنے لشکر میں واپس آئے جب مشاہدہ حمید کی خبر وزیر کو پہونچی اس نے
 مغل سرداروں اور قزلباشوں کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ

خوشی سے ٹھکن ہوا احمد خان سے صلح کرکے مثل ہے کہ صلح سر حال میں ہلاوت بہتر ہے دوسرے
 وزیر ملہ راو دیا پاسبینہ حیات کے لشکر میں گیا اور سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کر کے
 کہا کہ تمہاری صلح کیا ہے ملہ راو اور دیا پاسبینہ حیات نے اپنے خاص خاص عہدہ داروں کو بلا یا
 اور اونسے کل حال بیان کر کے مشورہ پوچھا جلد سرداروں نے ہانڈاے آ پاسبینہ حیات کے
 جو پوشیدہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہیں ہمارے پوچھنے کی گئی
 حاجت نہیں ہے میں جو حکم ہوگا اوسکے بجالانے پر مستعد ہیں تب وزیر نے آ پاسبینہ حیات کا
 طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہے اوسنے جواب دیا کہ عیان راہ چلے جانے پر
 عاجز اب تک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہیں یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ حاضر نہیں ہیں
 راہ و تاشیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھے مگر اوسکو کامیابی نصیب نہیں ہوئی وزیر کے لشکر میں
 کچھ پیہ خوج ہے مگر اوسکی جو کچھ حالت ہے اوس سے وزیر خود واقف ہے احمد خان کو
 کسی فوج پر غالب رہا ہے اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہو جاوے گا تو افواج مستعد کر
 شکست دینا مشکل ہو دیگا وزیر نے سرداران مرہ سے یہی عی بیان کیا کہ حافظہ محمد اللہ خان
 لکھنوی کو سعد اللہ خان بہادر خان کے خواہ سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہو کر عیادیں مذکور کے
 حافظہ محمد صلح دیتا ہے کہ احمد خان سے صلح کر لینا چاہئے اب تمہاری صلح کیا ہے اوسنے
 جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ دونوں جانب کی جانیں چھٹکی اب یہ پوچھا کہ اس عہدہ بیان
 کی ابتدا کیونکر ہونا چاہئے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو کب تک ہوگی تو اوس سے
 عہد کی سرشان ہے آ پاسبینہ حیات نے کہا کہ میری رائے میں نواب عزت خان ویرت خان کے
 بگڑنے سے یہ حرکت رنج ہو سکتی ہے ملہ راو اور آ پاسبینہ حیات محمد دیگر سرداران دہانے اوسے
 اور دوسری جگہ جا کر جمع ہوئے اور نواب عزت خان اور عزت خان کو بلوایا گیا اور اوسے
 کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ احمد خان بالکل ہٹ جاوے یا وہ اپنے ملک سے ہٹا دیا جاوے
 یا میدان میں جانی جان دیوے چونکہ ہمارا ہنڈا ہے کہ وزیر اور احمد خان میں صلح ہو جاوے

و بیاری ہی ساتھ تھا اس قسم الدین کی کتاب سے ہم سے اس کتاب میں میں لیا و مسطور علیان
نے اپنے ساتھیوں کو ان لوگوں کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے حبش شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب
ایک لاکھ آدمیوں کے تھے یہ سب باغی تھے اٹھارہ خانوں اور مرہٹوں کے بیچ میں گھوس پڑے انہوں نے
دوسری جانب سے بھی حملہ کیا اور ان کے پیشانی پر مشرقی سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ
ان کی کمک کو کھینچے اور احمد خان و لوگ بھی دھماکا بخانہ خانک اور خان گجر اور
دوسرے اٹھارہ خانوں نے اپنی شیرازی کی کہ مرہٹوں کے قدم اٹھ گئے جب تاقیہ نے دیکھا کہ
میرے لوگ بھاگنے پر ہیں کہ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا اور
اوسوقت وہی آثار نمودار ہوئے اور گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور چلایا کہ میں پیچھے ہٹے ہو میں
بیتر جانتا ہوں لیکن اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بڑا کر کے بڑا کر کے بڑا کر کے بڑا کر کے
شکست کی کریمیاں شریک ہو کر ان میں مسطور علیان اور دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑے
سوار ہو کر ان کے تعاقب میں باغ کے مشرقی گوشہ تک گئے یہاں سے انہوں نے
نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت ہستانی سے اپنے لشکر میں چورچے مسطور علیان و سب سردار باغ
کے مشرقی گوشہ کو دہاتے ہاتھ پر چڑھ کر گھوم کے باغ کے بائیں گوشہ کی طرف آئے اور
یہاں پر سب نے قاب احمد خان اوسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تو جگانے کے قریب آگیا اور
انہوں نے کہا کہ ہرچہ چورچہ مرست جایا کر دو خندق سے آگے اپنی فوج کو کھینچ لیا یا کر وینڈ
مرستہ کو کیا دیکھتے نہ دیکھتے مسطور علیان اپنے فوج قدیم پر آیا احمد خان سے اس کی بہت
گروہیت کی سب سرداروں کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچے پر ہوشیار ہو اسکے اندر احمد خان اپنی
قیام گاہ کو واپس آیا سب جنگجو کے محاصرہ کو ایک جیسے سے زائد عرصہ گذر گیا سب نے
مسطور علیان کی مدد کے ساتھ خان قریب آیا پھر بچا اس خبر سے وزیر دھور اور گیارہ سہ ہزار
نہایت تردد پیدا ہوا حاکم دھرت خان نے وزیر کو خبر کیا کہ ہر چند میں نے مسطور علیان کو
بہت مدد کا گوارا دیا تھا مگر وہ احمد خان کی مدد کو آئے ہوا ہے لہذا میری صلاح یہ ہے کہ

کہ میں محمود بنوں کو نوکے میں کیس وقت اونٹے میدان میں لڑنے پر مقدموں وزیر کو جو میں نے زکری
ہے وہ ایک فضیل ہو گئی ہے سوچ ل بھی وہی ہے جواب مقادست نہ لا کر وزیر کے ساتھ بھاگ
کیا انشا اللہ تعالیٰ بعد فتح اونکو معلوم ہو گا کہ ذی عزت اور نامور لوگ کس طرح مقابلہ کرتے ہیں یہ کہہ کر
اور الف خان کو خلعت و شیر و سپ و کمر نصبت کیا الف خان کے جانے بعد قاصد نے آ کر خبر
دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریا سے گنگا کے کنارے مقام کرگیا فوراً حکم ہوا کہ نواب محمود
خان و مہر خان او سکی پیشانی کو چادریں طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونوں سردار
نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے روز دیکر نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی
اور زلزلہ ایسی کھینچے ہوئے نظر آئی کہتے ہیں کہ یہم بارہ ہزار جوان تھے۔ تمام افغان اور بدخشی
اور سرطرت کے سپاہی اس ملک کو آتے دیکھ کر فرط خوشی سے توہین داغنے لگے دے خوشی
سے ایسے چھوٹے کہ خدا کو بھول گئے سید اسد علی شاہ مومہ حسام الدین و دیگر اشخاص دریا کے کنارے
پر گھبیا ہوا سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہا تھا جب شاہ صاحب مدوح کی نظر اس فوج پر پڑی
ایک کیفیت انہر طاری ہوئی اور اس حال کی حالت میں فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے
جب وہ کیفیت زائل ہوئی کہنے لگے کہ ان کی خوشی اور خرمی خدا کو خوش نہ آئی دے کھینچے
کہ کل کیا پیش آتا ہے سعد اللہ خان نے اپنے بچے دریا سے گنگا کے دوسرے یعنی بائیں کنارے
پر استناؤ کئے اور احمد خان نے او سکے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان و درگزی
کے ساتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا او تر آؤ
کیونکہ فوجوں کا متفق ہونا پر ضرور ہے یہم پیغام سعد اللہ خان کو پہونچا لیکن اس نے
کہا کہ میں اپنے خاص خاص سرداروں سے مشورہ کر کے جواب دوں گا تب
اوس نے بہادر حسان اور فتح حسان کو طلب کر کے ان سے احمد خان کا
پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے رد میں
بے نذرانہ جانا مناسب نہیں ہے احمد خان کو جواب بھیجنا چاہئے کہ انشا اللہ کل

لہذا ہم آپ سے درخواست کر رہے ہیں کہ آپ شرائط تجویز کریں جس سے ان دونوں جانوں سے ہم
 ظلم و زیر کے باعث احمد خان کے خاندان کو بچو گئے تھے بیان کئے اور مرثیوں کو بھی سلامت کر
 کہ تم میں اور خطفر جنگ کے خاندان میں جو اتحاد تھا وہ تم بھلا گئے مرثیوں نے تسلیم کیا کہ
 بیشک ہم سے سابق میں دوستی تھی مگر ہم تجویز میں کہ شاہ ہنگامہ ان ہمارے نام اس جنگ
 کا جاری ہو اس کے ذریعے کے باعث ہوں اور بیشک ہم نے بالکل بے پروا ہی سے جان و مال
 جنگ کی جو تیب غیرت خان و تربت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا ہے ملک اس ملک
 خطفر جنگ کے خاندان سے کہا اور تربت سے اعتراض کئے بعد اس میں قتل و قاتل کے پوچھا کہ
 جب تجویز کیا ہو مرثیوں کہا اس وقت آپ تسلیم لیا ہوں ہم نام مرثیوں سے مشورہ
 میں جو کچھ ملو یاد کیا اوس سے آپ کو اطلاع دیا جائے گی وہاں پہلے ہی سے مرثیوں
 کو اسے اور مرثیے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ بطور
 خونیہ خطفر جنگ کے مرثیوں کے ادا کرے اور علاوہ ملک و روٹی کے وزیر اپنے دو محل
 ساندھی و پالی احمد خان کے حوالے کر دیے جب انہوں نے اس شرائط کی اطلاع وزیر کو
 کی اوس نے منظور کر لیا یہ سواران مرہہ لوب عزت خان و تربت خان کے بیٹوں کو گئے اور
 اوس نے شرائط مجوزہ بیان کئے انہوں نے اول شرائط کو محض نواب احمد خان بہت مناسب سمجھا
 تب انہوں نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطی میں معاملہ کے نواب احمد خان کے پاس بھیجا جائے
 نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کو واسطی میں بھیجا اور الف خان نے
 نواب احمد خان کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ دس لاکھ روپیہ اور ساندھی و پالی آپ کو
 دینا تجویز جواب ہے۔ جو میں یہ بات احمد خان نے سنی اوس نے کہا کہ اگر وزیر دس لاکھ روپیہ
 میرے بھائیوں کے خونیہ میں دے میں قبول نہ کروں گا اور اگر وزیر کے بیٹے قتل ہوں
 تب بھی میں راضی نہ ہوں گا اوس نے صلح کو نامطور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تکرار ہونے لگا
 اور خطرہ پڑھا ہے ہر کہ شمشیر زندہ نہک یا شمشیر کر دندہ و دشمنوں کو کہیں نہ قصور کرنا چاہیے

اس طرح سے گھیر لیا تھا جیسے شکار کو گھیر لیتے ہیں اور تیرا دو گولی انہیں برسانا شروع کی انہوں نے
 ہی اتوار اور دھوپ اور چھری و نیزہ سے بعض کچھ قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم میں جان رہی تلووار ہاتھ
 سے تہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوس کی مدد نہ آئی آخر گھوڑے سے گر کر
 جان بحق تسلیم ہوا دشمنوں نے اوس کا سر کاٹ لیا اور جو کچھ سپاہی باقی رہ گئے اوہوں نے
 بھاگ کر جان بچائی اس منہوش شکست سے جنگ کی صورت بالکل بدل گئی تاریخ اس شکست
 کی ابتدا سے جمادی الثانی ۱۱۸۶ ہجری سے ۱۶ اپریل سے لغات ۱۰ مارچ ۱۸۷۳ء جب
 سعد اللہ خان نے سنا کہ بہادر خان قتل ہوا اوس نے فتح خان خاں مان سے پوچھا کہ
 اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولہ سے رخصت ہو کر
 حافظ رحمت خان نے محض فتح خان سے کہا تھا کہ بہادر خان فردر جنگ میں آگے ہوگا ایسی تدبیر
 کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پاوے اور وہ مغلوب ہو کر مارا جاوے اور اس صورت سے
 اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا۔ اگر کہیں احمد خان
 پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعویٰ کر گیا کیونکہ پھر کوئی اوسکی مقابلہ کو باقی نہ رہیگا اور اہمیت
 قائم خان کے انتقام میں تمام روسیوں کو ملک سے نکال دیگا جب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
 صلاح پوچھی اوسنے موقع پا کر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو سعد اللہ خان نے جواب
 دیا کہ جو میں مردی مانع ہو کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ میں چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ
 احمد خان کے کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے وہ بھی غوڑے عرصے میں آنولہ کو آویگا و یا چونکہ
 صلاح پھرے اوس پر حمل کرنا سعد اللہ خان فتح خان کی باتوں میں آگیا اور آنولہ کی طرف نواب منور خان
 و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ
 و جواہر سنگھ و لدھیو مل جاٹ جو اسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر
 کہ صابر جنرل کو روک سکین جواہر سنگھ نے چاہا کہ سدا راہ مولیٰ رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غلظت
 کے خاندان کا خیر خواہ تھا ولیہ خان جو نواب غلظت جنگ کا سردار تھا اوسکا چچا تھا رانا نے جب صلح

آپ کے ہوا خواہ آپ کے دشمنوں یعنی وزیر اور سرداران جاٹ و مرہ کے سر
 بطور نذر پیش کر گئے سعد اللہ خان چونکہ نو عمر اور نا تجرب کار تھا اس نے ہی پیغام مجید یا
 احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے
 کہ کسی حال میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر میرے مہندہ موثرین تو اونکا تعاقب نہ کیجیو اپنے
 سپاہیوں کو ان کے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہ اس نوع کی عادت ہی کہ اس قاعدے سے
 اپنے دشمن کو اس جگہ سے دور کر دیتے ہیں تاکہ وہاں کو نہ پہنچ سکے اور دیگر سعد اللہ خان
 و منور خان و محمود خان امدادہ جنگ ہوئے اور اپنی فوجوں کی نصرت یافتہ حکر دشمن کی طرف
 بڑے وزیر سعد اللہ خان کے کہنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہا تھا اس نے ملہر راؤ اور آبا
 ٹیندھیا و سوج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان
 سے لڑنے کی واسطے بھیج دیاوے قبل ازاں کہ سعد اللہ اور احمد خان تعین نہ ہونے پاوئے سنگھ
 کامل جو خراب ہو رہا تھا اس کی وصیت کی گئی پھر کھانڈ راؤ و لد ملہر راؤ و قاضی گنگا و مر
 جمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوئے جو اپر سنگھ و لد سوج مل جاٹ و رانا جیم سنگھ
 زمیندار گوالیار معہ چالیس ہزار سوار و پیادہ اور کئی کنگ کے پہنچے اور بدو سپاہیوں پر حملہ
 شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیوں نے باؤ نکا مہندہ برسانا شروع کیا ازاں بعد بدو
 سرکین رفتہ رفتہ اونہوں نے بند و قین بند کین اور تلواریں کھینچ کھینچ کر بندوں پر حملہ آور
 ہوئے اور مہندوں نے فی الغور پشت دی بہادر خان احمد خان کی نصیحت فراموش کر کے
 دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑے بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار
 آدمی تھے یہ بہیمانہ پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب شکر کے مقابل جا پہنچے۔ دشمن نے بھیجا
 کہ فقط ایک باغی بے اور غور سے ہے جو ان میں اور ان کے پیچھے کچھ کنگ بھی نہیں مگر چاروں
 طرف سے بہانگہ گھیر لیا بہادر خان باغی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کے جوان بھی
 تلوار کھینچ کر اس کے ہمراہ ہوئے اور دشمن کو پس پکڑنے کی کوشش کی لیکن مہندوں نے اونکو

اس عرصے میں نواب منصور علیخان صاحبزادہ و عبداللہ خان درکزی کو نواب کی روانگی کی کوئی خبر نہ پہنچی انکا مورچہ نواب کے خیمہ سے بائیں جانب واقع تھا جب کہ نواب کے گریز کی افواہ پہنچی منصور علیخان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا حسام الدین و رسول خان اس کے ساتھ ہوئے اس نے اپنے جمہداروں کو بلا کر کہا کہ نواب نے مجھے طلب کیا ہوا میں جاتا ہوں دیکھوں کہ کیا حکم ہوتا ہے یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا جب اس کے آنے میں دیر ہوئی رن خان نے حسام الدین سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ نواب چلا گیا اور اس نے ایک آدمی دریافت حال کیا اسے روانہ کیا یہ بھی لوگوں نے آیا اس انتظار میں رات آخر ہو گئی جب نواب کے فرار ہونے کی خبر پہلے سب کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا امد ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا بعض تو جہاؤ میں دریا کے کنارے چھپ رہے اور بعضوں نے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اس امید سے کہ پیر کلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے حسام الدین کہتا ہے کہ اسی دن کاما جرایان نہیں ہو سکتا جو کچھ مجھ پہنچتی وہ میں بیان کرتا ہوں جب دن چڑھا حسام الدین عزت خان رسول خان و عبداللہ خان درکزی نے ارادہ کیا کہ ہم خوب لڑ کر جان دینگے دے خود اپنے مورچہ سے نکلے انہوں نے دیکھا کہ جو لوگ بھاگ رہے تھے یا دریا میں نہ ڈوبے تھے مرہٹے ان کے کپڑے اتار رہے میں چند مرہٹے حسام الدین کے قریب بھی آئے اور انکو گھیر لیا اس جماعت میں صرف تین شخص گھوڑوں پر تھے یعنی حسام الدین و رسول خان و عبداللہ خان درکزی اپنے گھوڑوں پر تھے باقی پیدل تھے۔ پیدل ان اپنے کپڑے اتارے اور دشمن کے حوالہ کئے عزت خان تلوار کھینچ کر دشمن پر چھپٹا اور چند حملہ کر کے زخمی ہو کر گرا دشمنوں نے اسکو شناخت کر کے گرفتار کر لیا رسول خان و عبداللہ خان کا بھی یہی حال ہوا حسام الدین مع چند شخص کے ایک طرف کھڑا ہوا سرفراز خان دلازک و ہولیور شکار میں گاہ بنیوالا حسام الدین کا گھوڑا کپڑے ہوئے تھا یہ سیدوں کا بڑا خیر خواہ اور محافظ تھا۔ حسام الدین نے اس سے کہا تم دیکھتے ہو کہ دوسروں کا کیا حال ہوا اب ہم کو کیا کرنا چاہیے اس نے جواب دیا کہ جب میں نے نوکری کی تو جسکامین نوکر ہوں اس کے واسطے سر دنیا بھی لازم ہے

ہوا ہر سنگ کو سدا راہ ہونے سے مانعت کی تو صاحب زادے یحیریت قریب غروب آفتاب وہاں
 لکے پاس حاضر ہوئے جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ بہاد خان مارا گیا اور سعد اللہ خان آنولہ کو واپس گیا
 تو سب لوگ لشکر میں مثل عید کے لرزے لگے نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر توپخانہ کے قریب
 گیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھ سعد اللہ خان کی مدد پر خیر نہ تھی اگر خدا نے
 چاہا ہل تو پخانہ بڑھ سنگی نام پور کو جا کر دربار سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازاں ہر سردار کو پوشیدہ
 بلا کر کہا خوب ہوشیار رہنا میں ہر رات رہے دشمن پر شب خون ماروں گا جس قسم کی دلاہی کی
 یاقین کر کے وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اور سنے پل کو توڑنے کا حکم دیا اب محاصرہ کو ایک مہینہ اور
 گیا یہ روز ہونے چکے تھے ہر رات گئے مرہٹوں اور جاٹوں نے سعد اللہ خان کے خیموں میں آگ لگا
 دی اور شعلہ اس قدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ میں مثل روز روشن کے روشنی ہو گئی فوج کے جن
 آدمیوں نے تمام عمر کسی ایسا غوغایا آتش ندگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے سردار اور نامور لوگ
 تو البتہ اپنی اپنی جگہوں میں قائم رہے۔ ان سرداروں نے فوج کا خوف دیکھ کر نواب کے پاس جا کر
 سب حال کہا نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے انہوں نے جواب دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے
 پہلے تو اس نے انکار کیا مگر بالآخر یہ دیکھ کر کہ کوئی دوسری صورت نہیں ہو وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور
 اپنے بھائیوں مرقتی خان و خدا بندہ خان اعظم خان منور خان صلابت خان و شایستہ خان اور
 سرداروں میں سے خاص خاص کو مثل رستم خان بگیش و غیاث علی خان و مہتاب خان و شاہ دل خان
 و گل خان و سعادت خان و مستجاب خان کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی میں جانب کچھ
 دریا کے کنارے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹانوں کے عقب لشکر پر بمقام شکار پڑا پہنچے
 یہ مقام فتح گڑھ سے پانچ میل نواب کمر دل گھاٹ تک برابر بٹھا گیا جو اس مقام سے ۱۵ میل
 اوپر واقع ہے اور یہاں اوسکا ہاتھی کالا بھڑا مٹے دریا پر تلوار معنائی اوسکو ہانکتا تھا نکلنے وقت
 شرفیوں کا توڑا دیا کے جڑوں کے خشکیا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پر بٹے جانے کی
 کوشش میں صنایع ہونے لگے یہاں کی راہ سے شہر بھانپور پر پوچھا اور وہاں سے آنولہ میں داخل

پوچھا کہ احمد خان نے دریا کو ابتدائے شب میں عبور کیا یا زیادہ رات کئے۔ حسام الدین مجھ کو معلوم
 نہیں۔ مہر راو مجھے کیسے یقین آوے کہ تم احمد خان کے لشکر میں تھے اور تم کو یہ بات معلوم
 نہیں ہے۔ حسام الدین۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کے ساتھ کون نہ جاتا۔ مہر راو۔ یہ سچ ہے
 مہر راو نے حکم دیا کہ اسکو کھانڈے راؤ کے پاس لیجاؤ اور حسبِ قدر آرام قیدی کو جائز ہو اسکو
 دیو جب کھانڈے راؤ کے پاس پہنچا او نے حسام الدین کو بہت آرام کی جگہ دی۔ دوسرے
 روز مہر راو معہ اپنے خاص خاص سردار دن کے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کی ملاقات گویا
 محی الدین بھی اُسکے ساتھ تھا یہہ شیخ محی الدین ساکن نر مال پور انتہال راؤ گوالیار کی کا
 تھا یہہ شیخ حسام الدین کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ حسام الدین۔
 حسام الدین۔ محی الدین۔ تمہارا وطن کہاں ہے۔ حسام الدین۔ گوالیار۔ محی الدین۔ تم
 کس محلہ میں رہتے ہو۔ حسام الدین۔ میرا گھر شہر کے باہر ہے جسے غوث پور کہتے ہیں۔
 محی الدین۔ حضرت غوث الاسلامؒ سے اور تم سے کوئی قرابت ہے۔ حسام الدین۔ میرے دادا
 مخدوم ابو الحسن قدس سرہ حضرت غوث الاسلام کے منشی زادے اور داماد تھے یہہ
 شکر محی الدین اسکو نواب سنور خان ولد انور خان کے پاس لے گیا نواب انور خان شاہ عیسیٰ
 برہان پوری کی اولاد سے تھا شاہ عیسیٰ شاہ شکر عارف کا مرید تھا اور شکر عارف برہان
 حمید الدین کا مرید تھا جو غوث گوالیار کی نام سے موسوم تھا نواب سے اسنے کل حال
 تفصیل دریافت کیا جب نواب نے یہہ حال سنا اپنے انوہ سے کلکٹر بڑے ادب اور عظیم
 سے حسام الدین کے دو برو آیا اور کہا مجھے آپ اپنا دوست سمجھے اور بڑی عزت اور حرمت سے
 اپنے گھوڑے پر سوار کر کے مکان کو لے گیا یہاں اسکا اچھی طرح سے معالجہ ہوا۔ ایک روز
 نواب نے اس سے کہا کہ تم نوکری کرو مگر حسام الدین نے انکار کیا اور کہا میں آپکا نہایت
 ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے گنگا پار پہنچا دیں تاکہ میں نواب احمد خان سے جہاں کہیں وہ ہو
 جا ملوں۔ آخر نواب نے حسام الدین کو نوکرنے کا ارادہ دے دیا اور تیسرے روز خود حسام الدین کے

اب ضرب سے بھاگنا نہ دیکھا کام ہے تباہی تینوں بھائیوں کو بلکہ چاروں ملکر تلواریں کھینچ
 کھینچ دشمن پر جھپٹے خوب لڑکر مارے گئے تب دشمن کے سواروں نے حسام الدین کو گھیر لیا اور
 کہا کہ اگر تم کو جان بچانا ہے تو گھوڑے کی لگام چھوڑ دو ادھے جوابدہ کہ جان دوسرے گھوڑے کے
 ساتھ ہے جب میں گر جاؤں گا اسوقت گھوڑا تمہارا ہے اسپر اہنوں نے مرثی زبان میں کچھ یہاں
 کہا جو اس کے سمجھ میں نہ آیا اس میں ایک مرثی نے داسنا ہاتھ اٹھا کر حسام الدین کے
 بائیں بازو اور پہلو کے درمیان میں لگا اس شخص نے دوسرا نیزہ بائیں ہاتھ سے مارا
 دوسرا نیزہ داسنے پہلو میں لگا یہ دونوں ایک دوسرے پر گذر کر باہم مثل معارض کے
 پھلون کے چسپان ہو گئے زخم سے حسام الدین کو چکر آگیا اور طاقت تلوار چلانے کی باقی
 نہ رہی اتنے میں ایک برجی کی چھڑ گر ٹری اور گھوڑی کی دچی پر لگی جس سے گھوڑے نے
 جست کیا حسام الدین کا آسن چھوٹ گیا اور زمین پر گر پڑا اور برجی اسوقت تک چھدی ہوئی
 تھی تب چند بد ذات اپنے گھوڑوں سے اتریں اور اسکو گرفتار کر لیا اور تلوار اس کے داسنے
 ہاتھ سے چھین لی حسام الدین شکر خدا بجا لایا کہ جزدی جان بھی یا نہ بھی مگر زیادہ بے ابروی
 تو ہنیں ہوئی حسام الدین نے پرے پرے لنگا کے طرف منہ بہ منہ پھیرا چونکہ وہ بلندی پر بڑھتا
 اس سبب سے نیچے کا سب حال معلوم ہوتا تھا جن قانون نے جان کے خوف سے اپنے کپڑے
 اتار دئے تھے پانی میں دب کے بیٹھے ہوئے تھے اس میں چند مرثیہ آئے اور انکو پانی میں
 ڈوبا دیا بعضوں نے دانتوں میں اونگلی داب کر بیاہ مانگی اور نگو گرفتار کر کے اپنی لشکر گاہ
 میں لے گئے اس عرصہ میں اور سوار وہاں پہنچے اور حسام الدین سے پوچھا کہ تم بیان تنہا
 کیوں بیٹھے ہو حسام الدین نے کہا اب میں کیا کر سکتا ہوں انہوں نے کہا ہمارے ساتھ آؤ
 اسنے جواب دیا میں چل نہیں سکتا ہوں بونکر پاس ایک زخمی گھوڑا تھا اسپر اسکو سوار
 کرایا اور وہ سوار ہو کر اس کے ساتھ چلا سوار انکو سیدھا ملہراؤ کے پاس لے گئے وہ
 اسوقت اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قائم باغ کے قریب کھڑا تھا۔ ملہراؤ نے ان سے

کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انوکہ کو وہاں جلیں چونکہ بدش قریب پریم بے کھٹکے آرا پر کر نیکی
 اور اپنی ہم قوم کو ہر طرف سے بلائیے اور مرہٹوں سے جنگ کر نیکی جب ششہ کا موسم برسات ختم ہوا
 جنگ کی تیاری شروع ہوئی کشتی جمع کی گئیں اور رام لنگا پرلی بنایا گیا یہ ہندی رسول کنڈ من
 بہتی ہوئی لنگھا میں قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائیں جانب سے لنگھا میں داخل
 ہوئی ہے جہاں معلوم ہوا کہ دشمن جمع ہو چکے ہیں اور دوسرے افغانوں کے ساتھ لئے حملہ کرنے کو پہنچا
 ہے انہوں نے کھانڈے راؤ ولد لہر راؤ کو بیشمار فرج کے ساتھ اوس سے جنگ کرنے اٹھ
 بھگا دینے کے لئے لنگھا پر بھیجا تب احمد خان اور دو ہیلیہ سردار اپنے پل پر سے رام لنگا کو پار ہو گئے
 اور اپنے سپاہیوں کے تئیں سخت تاکید کی کہ دریا سے دور بیت جانا اوس کے کنارے کنارے
 چلنا۔ ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہاں مرہٹوں نے احمد خان کو روکنے کے
 ارادے سے مقام کیا تھا دونوں نے خان جو پیش لشکر میں تھا دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال
 کیا کہ اب میں دریا کے کنارے کنارے نہیں بڑھ سکتا ہوں لہذا اوسنے کوچ موٹو کر کے
 دریا کے گہاؤ کے دونوں گوشوں یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا اس تدبیر سے اوسنے
 دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کر دی جب کھانڈے راؤ نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی
 اور دیکھا کہ پھانوں نے سب طرف سے آمد رفت بند کر دی ہو تو اوسنے احمد خان کے پاس
 پیغام صلح کا بھیجا۔ قاعد نے انکو اب احمد خان کیوں بیان کیا گو ہم حسب حکم سلطان ہند کے
 اس جنگ میں شریک ہوئے ہیں مگر ہم دلیہ دذیر کی طرف سے نہیں لڑتے ہیں محض وقت کا
 نباہ کرتے ہیں اسوقت جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر ہو چکا ہو گا ہم
 کھا کر اتر کر کرتے ہیں جبکہ جنگ کماؤں شروع ہوگی ہم ٹکڑے ٹکڑے اطلاع دینگے جب یہ پیغام
 احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اوس سے مرہٹوں کی درخواست ظاہر کی
 اور یہ بھی کہا کہ محمد خان اور مرہٹوں میں سابق میں اتحاد بھی تھا ابتدا سے اوسنے رحمت خان سے
 کہا کہ تم دونوں نے خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹوں کی راہ جو اسے بند کر دی ہے کھول دے حافظ رحمت

ساتھ دہاکے کنا سے پر گیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حسام الدین بھیریت لنگھ پار ہو گیا۔
 بعد ازاں مجدد ارمدہ ایک جماعت افغانوں و دہلیوں کے اوسوقت دریا پار ہوا تھا
 حسام الدین کے ساتھ ہو کر نواب احمد خان کے لشکر کی جانب روانہ ہوا۔

جنگ روہیلکھنڈ

جب احمد خان کا ساتھ سب نے بجز اوسکے عہدہ داروں کے اور مجدد ارمدہ کے چھوڑ دیا تب
 اوسنے دل میں خیال کیا کہ آنوہ کے حاکم نے بہادر خان کو دور کرنے کی غرض سے نواب
 سعد احمد خان کو مجھ سے شریک ہونے کے واسطے بھیجا یا اونکی غرض تھی کہ احمد خان کے پاس
 مالوس ہو کر اوسکا ساتھ چھوڑ دیا اور ہم سے آملین۔ اگرچہ وہ ان امور سے بخوبی واقف تھا
 مگر اوسکو بھی معلوم ہوا کہ اوس کے سپاہیوں کی حالت ایسی خراب ہو گئی تھی جسکے سبب سے
 مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوا بہر صورت وہ لنگھا اور لنگھ کر آیا یہاں روہیلہ سردار اوسکی ملاقات
 کو آئے۔ سٹرملش لکھتا ہے کہ حکمت علی کی رو سے روہیلیوں نے یہہ بڑی حماقت کی کہ اپنی
 کچھ فوج کو احمد خان کے شریک کر دیا مگر معائنہ اوسوقت کی صورت کے اس اعتراض کا
 جواب بہت آسان ہے کیفیت اوسوقت کی بالکل ویسی ہی سٹرملش نے بھی بیان کی
 جیسی ہم نے لکھی ہے یہہ کارروائی تند مزاج نوجوان سعد احمد خان سے بخلاف رہے
 سرداران تجربہ کار کے ہوئی تھی۔ اگر موقع ملجائے تو وزیر بامرہٹے سعد احمد خان کی عداوت
 اور دوسروں کی دوستی میں کچھ بھی فرق نہ کرتے اور کل روہیلیوں پر حملہ کیا جاتا احمد خان
 اور روہیلہ سرداروں کے مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل کوہ کنون کے دامن میں
 پناہ گزین ہونا چاہئے دوسرے سعد احمد خان معہ روہیلہ سرداروں کے پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر
 مراد آباد پہونچا ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں چند روز مقام کرنا پڑا اس عرصہ میں یہہ خبر آئی کہ وزیر
 ملہر لاؤ و آبا سیندھیا کو سنگسں رام پور میں چوڑ کر لکھنؤ کو گیا ہے یہہ خبر روہیلیوں نے احمد خان سے

کے نام آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ میں تھوڑے عرصہ میں ملک کو ہر پختا ہوں وہ دریائے گنگا کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا آتا تھا جب اسکو یہ حال معلوم ہوا تو یہی مناسب نظر آیا کہ آگے چلکر سورج پور میں مقام کرنا چاہئے سورج پور پر گنہ گیل میں ایک گھاٹ ہے اور فرخ آباد سے بیس میل اور گیلی رام پور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور انہوں نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی مل سکیں گی اور ہم دریائے بہ آسانی اور تر کر نجیب خان سے جا ملینگے اور برہم پلغار ملہر راو کی طرف برہمنگے کیونکہ اسوقت ملہر راو کے پاس فقط تھوڑی سی فوج تھی لہذا ایل کی مرمت میں تفتیح اوقات کرنا خوب بہین اور کوچ کے وقت میں مشہور کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے اور تازہ رسد ہم پہنچا کر ہم پھر اپنے قدم موقع پر آکر جنگ شروع کرینگے۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا اور افغانوں نے کوچ کیا جب وہ پل پر پہنچے تو وہیں داغے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانوں کی کوشش کا نہ کوڑنا نہ تعجیل تمام پیچھے ہٹ کر اور میدی گھاٹ سے اور تر کر بتاریخ ۹ محرم ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۱۵۵ھ ملہر راو سے مقام سنگی رلم پور جا ملا میدی گھاٹ پر گنہ گیل میں فرخ آباد کے نیچے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے جب وزیر وہاں داخل ہوا اکل توہین سلامی میں سر ہوئیں۔ اونکی آواز سے پٹھانوں کے لشکر میں بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سرداروں نے وزیر کی آمد شنئی سب نے محنت ہو کر صلاح کی آخر یہ بات قرار پائی کہ سید سے بنگدہ کی طرف کوچ کر چلیں بنگدہ پر گنہ گیل خاص بدایوں سے دس میل پر بازید خان حاکم تو پٹھانہ طلب ہوا اور اسکو حکم ہوا کہ اپنی سب توہین بطور حیلہ سر کر کے روانہ ہو جاوے یہ قہیل اس حکم کے تو پٹھانہ روانہ ہوا اس کی تجویز کی اطلاع سپاہیوں کو نہیں دی گئی جب تو پٹھانہ روانہ ہو گیا اگل فوج میں پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نہ رہے فقط عہدہ دار و خاص خاص لوگ تو البتہ اس خوف سے محفوظ تھے جب عہدہ داروں نے سپاہ کا یہ حال دیکھا متروک ہو کر کہنے لگے کہ ہم کو تو بے جنگ شکست ہو گئی نواب احمد خان ہم فوج سعدا خان کی فوج سے نصرت کوں پر تھکا اور اسکو

نے جواب دیا کہ لڑائی کی وقت دوندے خان کیسکا حکم نہیں سنیگا ہاں نواب خود اگر وہاں تک پہنچنے کی
 تکلیف کریں تو شاید وہ مانے۔ اور میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ افغانوں کی فوج ذیل کی تھی
 سے تھی دوندے خان کے عقب میں ملک کیواسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اُنکے پیچھے
 فتح خان خانسان تھا اور اُن کے بعد سعد الدخان و رحمت خان یہ دونوں ہاتھی پر سوار تھے
 یہ سب نواب احمد خان کا ہر اول تھا نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر مہمند خان
 کے پاس گئے اور مرہٹوں کی درخواست سے اُسکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنہوں نے اپنے اُتار پر ستم
 کھائی ہے اسے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خوا خواہ درخواست مصاحبت کی کر چکے کیونکہ
 اُنکی حالت نہایت نازک ہو رہی ہو تین طرف تو اُنکے ندی حایل ہو اور چوتھی جانب میں نے
 راہ بند کر دی ہو اب اُنکا ایسا حال ہو کہ بلا تصدیق و بے تضمین اوقات اُنکو کم و بیش ہر آسانی شکست
 خاش دلیکتے ہیں ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے نواب نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے
 مگر مذہب اسلام میں امان مانگینو اے کو امان دنیا جائز نہیں بلکہ سخت بُرا ہے۔ اگر وہ جو بھی
 قسم کھائینگے خدا اُنکو سزا دیگا دوندے خان نے مجبور ہو کر منظور کیا اور اپنی پلٹوں کو حکم عجیب
 کہ رستہ کھول دیں سپاہی وہاں سے ہٹ گئے اور دشمن کے واسطے رستہ کھول دیا نواب احمد خان
 اور نواب سعد الدخان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کر دے روز دیگر افغان ناؤ کے پل پر
 پر پہنچے جو وزیر نے سنگی رام پور پر بندھوا یا تھا مسلمانوں کے پہنچنے سے قبل مرہٹوں نے پل
 کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان وہاں پہنچا اُس نے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا
 حایل ہو دونوں جانب سے توپیں چلنے لگیں جن مرہٹوں کا نازک حالت میں رستہ کھول دیا گیا تھا
 وہ بھی نواب کے لشکر کے گرد جمع ہوئے مگر قریب نہ آ سکے قریب ایک مہفتہ تک یہی حال رہا مگر
 دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم ہو گئی
 روہیلہ سرداروں نے نواب احمد خان سے صورت حالی عرض کی اُس نے پوچھا تمہارے نزدیک
 کیا غذا سب ہو اسوقت حافظ رحمت خان نے کہا کہ شب گذشتہ ایک خط نجیب خان کا سوا دھان

مشغول رہے پھر گھروں کو چھوڑ کر اپنے اہل و عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گھروں میں آگ
 لگا دی پہرہات گئے رامپور پہونچ کر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہو کر مراد آباد
 کی نواح میں پہونچے اور یہاں چھ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مراد آباد سے بیس میل
 شمال میں ہے اور وقت ایک جاسوس آپا سبندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر
 آیا اس میں یہ لکھا تھا کہ جب وزیر نے سنا افغان پہاڑ کی طرف بٹے جاتے ہیں اوستے اپنی
 فرج کو حکم دیا کہ فوراً ہندی بارہو کو روانہ ہو کر کاشی پور کے دشمن کے متعاقب جاویں اور
 کہیں مقام نہ کریں ملہر لٹو تاہم یہاں تک کہ سب ہزار سوار و غل قزلباش اس تعاقب کیواسطے مصین
 ہوئے ہیں وہ پہونچنے ہی چاہتے ہیں لہذا تم کو لازم ہے بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر
 جاے اس تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھ کر سرداران روہیلہ و احمد خان کو طلب کیا
 اور حال کہا اور قاصد کو سات اشرافیان دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوا
 اور دوسرے روز جنگل میں پہونچ گئے اس جنگل میں تین طرف سے دشوار گزار خارستان تھا اور
 ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانوں نے عمیق خندق کھودے اور برج بنائے اب یہ مقام
 قلعہ دولت آباد دکن کی طرح مستحکم و بے گزر ہو گیا اس جنگل کے وسط میں اپنا لشکر گاہ قائم کیا
 آنوکہ کے سرداروں نے بھی اپنے خیمے کھڑے کئے اور نوچین قرینے سے نصب کر کے زنجیروں
 سے کس دین باد و دوران سب کے وہ نہایت مضبوط تھے کہ کہیں سے سلمان نہس کا نہ تھا اور کھانا
 اونکے پاس باطل نہ تھا تو دوسرے عرصے تک انہوں نے میسر پر بس کی ٹین چار روز اس صورت
 سے گزرتے اور کہیں سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا اب نواب احمد خان نے روہیلیوں سرداروں کو
 طلب کر کے کہا کہ قادیان سے بچو جائے اس تو ایسی عطا کی ہو کہ جہاں سے ہم شاہ ہفت اقلیم
 سے بھی جنگ کر سکتے ہیں مگر غنیمت پہونچانا نہایت ضرور ہے روہیلیوں نے جواب دیا کہ الموتہ کا رعبہ
 اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید محمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور سید و صوف ہماری قوم
 کا بھی بوائو ہے اگر آپ سید کو کچھ تحفہ تحایف دیکر راجہ کے پاس بھیجیں اور اس کے بعد

اصلاً خبر نہ تھی کہ روسیوں کا کیا حال ہے آفتاب طلوع نہ ہونے پایا تھا کہ سعد احمد خان جاقظ
رحمت خان ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و دیگر سرداران نواب احمد خان کے پاس
پہنچے نواب و سوت ہوتا تھا استیجاب خان و سر قزاق خان نے بلکہ اوسکو جگایا اور کل حال کہا اور
یہ بھی کہا کہ سعد احمد خان وغیرہ بیان موجود ہیں۔ یہ سنکر نواب نے اپنے سرداروں و ستم خان
شگش و سعادت خان آفریدی و گل خان و جمال خان و صابطہ خان و محمد خان و عبد اللہ خان
و انور خان و سعادت خان طویہ و شمشیر خان و محمد شاہل خان غلزنئی و دیگر کو طلب کیا اور شاہد خان
و سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ پل کو توڑ ڈالو اور ناوین ہو جو رکھاٹ لیجاؤ
اور وہاں پل طیار کرو میں آج مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سرداروں کو حکم دیا کہ تم
مسلح ہو کر تیار ہو جب وہ خود روسیوں کی طرف چلا اور اوسکو ساتھ لیکر ایک کھلے ہوئے
وسیع میدان میں مقام کیا روسیوں نے تب نواب سے ملاقات کر کے اپنی فوج کا حال کہا کہ
تو سچانہ کے روانہ ہو جانے انکے دلون میں ہراس پیدا ہو گیا سی اور ب کے سب بھاگنا چاہتے ہیں
جب یہ حال ہو تو ہم میدان میں کیسے جنگ کر سکتے ہیں نواب نے کہا انکے ارادے سے مجھے
پیشتر ہی سے اطلاع کر دی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی غراب
بات ہے دنیا بھر میں کوئی اوسکو پسند نہ کرے گا روسیوں نے سنیچا کر لیا اور کچھ نہ بولے بعد ایک
ٹکڑے کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہو چکا تیرا مکان جستہ باز نہ آید بعد ازاں بعد گفتگو و سوال جواب کے
اونہوں نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے اس صورت میں بہتر ہے کہ آؤ کہہ کو واپس جاویں اور
وہاں اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کر کے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں نواب
کو گو یہ منظور نہ تھا مگر بغیر تردد نہ بنا بڑا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب ہمت مانولہ کو پہنچے
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ میں مقام کیا اور یہاں و گھنٹے مقام بھی کیا جب
صبح ہوئے لگی نواب سعد احمد خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا۔ دوسرے لوگ مقام پر
گھر کے کام میں نقد روپیہ جمع کرنے میں اور دفون کرنے میں اور بان اور توپخانے کے کام میں

اپنا لشکر موضع چکیا میں ڈالا ہر روز وزیر خود تو پیچھے رہتا تھا اور مہم ہون کوڑے کے واسطے
 آگے کرتا تھا روز شام کو وہ واپس آتے تھے وزیر کا تو بچانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا ہر روز یہی
 طرح جنگ ہوتی تھی ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہو کر اور اپنا تو بچانہ نواب احمد خان کے
 تو بچانہ کے مقابل لایا وزیر کے تو بچانہ کا گولہ اتنا بلند جاتا تھا کہ نواب کے نواب کے تو بچانے
 کے اوپر سے گذر کر لشکر کے پیچھے میدان میں جا کر گرتا تھا اس کو سبھر کے میدان میں افسلے
 کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک تو میں چلا کرتی تھیں اور ات نہیں ہونے پاتی
 تھی کہ وزیر اپنی تو میں بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کچھ الگ جاتا تھا دو جیسے یہی حال رہا
 مگر افغانوں کو اس سے کچھ بھی ضرر نہ ہوا پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہہ اور بھی وزیر
 کی تدابیر میں ہاراج تھا روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اسکا پانی اپنے لشکر
 کے گرد ہو بچایا تھا ملہراو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش بہتہ معلوم کرنے کی کی مگر
 سب بے سود ہوئی۔ اسوقت وزیر کے پاس ایک خط اوس کے کارندہ کے پاس سے جو دربار
 شاہی میں متعین تھا اس معنون کا آیا کہ جاسوسوں نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہے کہ احمد شاہ
 درانی اپنے ہم قوم افغانوں کی مدد کو آیا ہے اور درانی مذکور نے افغانان کو ہستانی کو اطلاع
 دی ہے کہ میں آتا ہوں سب کے سب دریائے سندھ کے کنارے مجتمع ہو کر میرے منتظر ہیں
 خط میں یہہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی نہایت متروہ ہو کر فیروز جنگ سے
 کہا کہ صغیر جنگ میری تمام فوج اوپر مقام سے زمینداروں کو لیکر میوہ جنگ کرنے گیا
 ہے اب تک یہہ بھی نہیں معلوم ہوا ہے کہ وہ احمد خان پر غالب آیا یا فتحیاب ہوئی کچھ امید
 بھی ہے اب ہم کیا کریں فیروز جنگ نے آداب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تھا
 وہی پیش آیا کرتین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا چونکہ سلطان نے اس امر میں
 جاوید خان سے صلاح لی تھی لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا چاہئے بادشاہ
 سلامت نے فرمایا یہہ توجہ ہے مگر خطا انسان سے ہو رہی جاتی ہے اسوقت ہم کہ یہہ نہیں لازمی

بہم رسانی غلہ کی کرین تو بہت مناسب ہو گا نواب نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ حجت خان نواب
 رخصت ہو کر سید حامد کے پاس گیا سید مذکور خجیب خان کے قریب تو چخانہ میں تھا اور جو تجویز
 کیا گیا تھا اس سے بیان کیا سید کو نواب کے پاس بولا لائے نواب نے اس کو خط و تحائف
 دیے اور المورٹا کی طرف رخصت کیا سید کے پہونچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی چکل کے راہ سے
 راجہ المورٹا کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تھا کہ ہمارے دشمنوں نے دہن کوہ میں پناہ لی ہے تم تمہاری
 دوستی سے امید رکھتے ہیں کہ ان کو رسد نہ پہونچے پاوے یہ عرض اسکے دو ہیلیوں کا تمام ملک
 تمہاری ریاست شامل کر دیا جاوے گا جب سید معہ تحائف وہاں پہونچا اور نواب کا خط دیا
 المورٹا کے راجہ نے وزیر نے وزیر کے وکیل کو رخصت کیا اور کہا کہ یہ نہ انسانیت سے بعید ہے
 کہ جو تمہارے یہاں آکر پناہ لے ہم اس پر کھانا بند کریں اس سے خوراک اپنے کارندوں کو حکم دیا
 کہ جو گاؤں واسے نواب کے لشکر سے قریب ہیں اسے کو بہت جلد اناج لا کر نواب کے لشکر
 میں پہونچا دیں اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا سید وہاں پہونچے ہی نہ پایا تھا کہ ہزاروں
 پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے نمودار ہوئے اور پچھا شروع کیا افغانوں نے اس غلہ کو نصرت
 عظمیٰ تصور کیا اور پچاس بھوکھوں مر رہے تھے اس کو بہت غمیت جانا جتنا جس کو درکار تھا
 خرید کیا اور شکر خداجا لائے اور کھانے پکالنے میں مصروف ہوئے بعد ازاں سید جواب خط
 لیکر پہونچا اسکا مضمون سوا سے خاص خاص لوگوں کے اور کسی کو نہ سنایا گیا جب وزیر گنگا پار
 ہوا اور سختے ملہراؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سرداروں
 بہ ایقانے اپنے قول کے توقع کیا اور یہہ عذر کیا کہ تانیا گنگا دھراور محل افغانوں کے قریب
 میں گئے ہیں لہذا مناسب یہہ ہے کہ اتنی انتظار کیجاوے کہ دشمن کس طرف کا ارادہ رکھتے ہیں
 جب معتبر خبر ملجاوے گی تو اس وقت کوچ بلیجاؤ کرنا مناسب ہو گا تھوڑے ہی عرصہ میں خبر مشہور
 ہوئی کہ نواب احمد خان دروہیلے واس کوہ کی طرف گئے مرٹوں نے یہ تعجیل تمام کوچ کیا تینا یک
 کہ نواب احمد خان کے قیام کے قریب جا پہونچے یہاں پر انہوں نے مقام کیا اور

اسوقت میں اوسپر حملہ کر دیا وزیر نے اس کے حسب لحاظ حکم دیا راجہ اند گہرنے بڑھ کر شیب میں مقام
 کیا اور منظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچہ پر حملہ کیا لڑائی شروع ہو گئی مغلوں نے
 حتی الحدود بڑی جواہر دی کی مگر نجیب خان نے بڑی دجہلی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے دوستوں
 سے کہا کہ ابھی گولہ باری موتوں کرو جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا نجیب خان نے
 سردار خان و دوندے خان سے کہا بلا بھیجا کہ اپنے اپنی جگہ میں چھوڑ کر اس میں کوئی نہ دیکھتا تھا
 حملہ میری طرف کیا گیا ہے حافظ رحمت خان نے یہہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے سوار
 ہو کر نواب احمد خان کے پاس پہنچا مگر قبل اس کے پہنچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہو کر
 اپنے مورچہ کو جا چکا تھا رحمت خان نے نواب سے عرض کی کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے پوچھ
 کی طرف ہے نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر نقطہ دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ احمد خان پر قوم
 اشیہ کے ہاتھ سے ہوگا لہذا تم اپنے مورچہ کو جاؤ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب شیواہ میں
 دیکھ کر گھنٹہ دن رہے اٹیوں کی فوج میدان میں آئی پٹھان قنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی
 کی اجازت چاہی نواب نے اون سے کہا کہ فاتحہ خیر بڑھ کر ارادہ جنگ کا کرو چنانچہ افغانوں نے
 دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فاتحہ خیر بڑھ کر دشمن کی طرف چلے دونوں جانب سے
 پیشتر بان و بندوق سر ہوئی اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی آخر الامر پٹھان
 بڑھ کر دشمن پر جا پہنچے اور تلوار چلنے لگی افغانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اٹیوں نے تاب
 نہ لا کر ہٹنا شروع کیا اسوقت اند گہر کا چلہ اٹیوں پر حکمران تھا جب اوس نے دیکھا کہ ناگاہ
 اٹیوں نے مہمہ پھیر لیا وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور انکو جمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص
 ہمارا ہیوں سے کہا تلوار لیکر حملہ کرو اوہوں نے اوس کے حکم کی تعمیل کی اور خوب جان بازی
 سے لڑے بھڑے ان میں سے مارے گئے اور باقی منتشر ہو گئے تب خود اٹیوں کا سردار شمشیر
 بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوس کے مقابل ہوا تھوڑی دیر لڑ کر پٹھان نے
 اوسکو ہلایا اور اوسکا سر تن سے جدا کر لیا جب اٹیوں نے دیکھا کہ اوسکا سردار قتل ہوا بھاگ

کہ مشورہ دینے سے انکار کر و تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شیعہ روانہ ہونا چاہیے
کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تم کو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کر لو اور یہ صلح دی کہ علی قلی خان
چھٹکا اس قاصدی بھیجا جاوے اور علی قلی خان شیعہ لیکر روانہ ہوا ہے ۔

راجہ اندر گیر کے اشیون کا حملہ

وزیر نے اس خبر کو اپنے مسندوں سے بھی مخفی رکھا اور سرے روز اس نے مہر راؤ و آپا سیندھیہ و تانیا
گنگا دھر و سورج مل جات کو طلب کیا اور کہا دو چہنے تو گذر گئے مگر ہنوز روز اول پر تم ذرہ بھی آگے
نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی آپا سیندھیہ نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں
اور نہ خارستان و قلعہ و خندق کے اندر گھیرنے کہا کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے نہ وہ قلعہ میں ہے
نہ خندق میں نقطہ پانی سدا بہر دو گوشتوں مشرق و مغرب کی طرف اپنی ہتھیں کی طرف
نجیب خان و سید احمد کا تو چنانہ ہے اور مغرب بہت نواب احمد خان پر اگر کوئی شخص ٹھوڑی بھی
تخلیف کرے تو انہیں فتح حاصل کر سکتا ہے آپا سیندھیہ نے کہا تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو
اتنی تخلیف کیوں نہیں کرتے ہوا اندر گھیرتے کہا کل میں نواب احمد خان کے مورچہ پر حملہ کرونگا اور
بے مدد و سپر قبضہ کر لوں گا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاؤنگا یا اسکا سر منہ
لاؤنگا سر دارم شہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے اور سب سردار حضرت ہو کر اپنے اپنے
مقام کو گئے آپا سیندھیہ نے نواب احمد خان سے کہا بھیجا کہ کل راجہ اندر گیر تم پر حملہ کر گیا اور مجھے لپٹا
کہ یا تو وہ مارا جاوے گا یا شکست کھاوے گا جب رات تھم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر
جمہیت پندرہ ہزار سوار و پیادہ تھامی از قوم اٹیٹھ و ناگاسلیم بابان و ہندوؤں وزیر کے رو رو گیا
اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گیر نے وزیر سے درخواست کی کہ نخل اور شیر جھونکوں
ہو کہ اول دے داؤ کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچہ پر کریں تاکہ کل پٹیان اور طرف مخاطب خان
اور نجیب خان کی مدد کو جاویں اور احمد خان کا جانب خالی چھوڑیں اور پٹیان اور سکاکوئی محاول نہ کرے

دوسرے روز نواب راجہ کی ملاقات کو گیارہ بجے اوس کے ہتھکڑیوں کو نکال دیا۔ وہاں سے ہاتھ من ہاتھ دئے ہوئے راجہ کے خیمہ میں داخل ہوئے۔ راجہ نے نواب کو بڑی خوش
 آمد پر بٹھلایا اور کوہستانی اسٹیشن پر گھڑاؤ میں بیٹھ کر وہاں سے دیکر پورے شکاری تانہا کے شکار
 و جھوٹا سوگند یہ ایک خوشبو شل عطر گلاب کے ہے۔ اور رنگ رنگ کے نایاب راس
 مانگن تدر کے سوا اس کے راجہ نے طرح بہ طرح کے جواہرات قیمتی پیش کئے۔ نواب نے انکو
 قبول کرنے سے انکار کیا تب راجہ نے کہا سید احمد سے کہ میں خود مقرموں کہ بے چیزیں محض
 بیحد ہیں لیکن اگر نواب تو جہات سے قبول فرماوے تو مجھے نہایت درجہ خوشی حاصل ہوگی۔ تب
 نواب نے اسکی خاطر سے سب چیزیں قبول کر لیں۔ دوسرے روز راجہ رخصت ہو کر اپنے پہاڑ کو روانہ ہوا۔

عہد و پیمان توسط علی قلیخان

وزیر کا اس ہم مشکلات سے وزارت تردد رہتا تھا اسوقت علی قلیخان عباسی جو شاہان ولایت کی
 اولاد سے تھا وزیر کے لشکر میں بادشاہ دہلی کا شوق لیکر داخل ہوا یہ شوق بدستخط خاص تھا جس میں
 یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کر لینا چاہئے یہ شوق وزیر کو حوالہ کر کے علی قلی نے بادشاہ
 کا دہائی پیغام اپنے احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری
 طرف سے ہوگی تو اوس میں تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے
 علی قلیخان نے جواب دیا کہ مجھ میں اور احمد خان غالب جنگ میں قدیم سے رابطہ اتحاد ہے اگر
 تمہاری مرضی ہو تو میں احمد خان سے ملاقات کر کے اسکو صلح کی طرف مائل کروں وزیر اس
 تدبیر سے نہایت محظوظ ہوا علی قلیخان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھ
 تمہاری ملاقات کی کمال آمد ہے بوصول اس خط کے نواب نے حافظ رحمت خان کو دو دیگر
 سرداران مدد طلب کیا اور خط کا مضمون کہایا کہ یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلیخان انکا
 دوست ہے لہذا ملاقات مناسب ہے۔ نواب نے جواب لکھا کہ آپ کے ہتھکڑی کی کیا ضرورت ہے

کھڑے ہوئے۔ راجہ اندر گریہ پر گشتگی طالع دیکھ کر میدان جنگ سے پھرا اچھانوں نے وزیر کے لشکر تک اور کتا قاب کیا اور غروب آفتاب کے وقت وہاں پہنچے۔ بعد غروب ہندو تلک کی بیٹی کہ ایک دوسرے کو شناخت نہ کر سکا تھا نواب نے فوراً قاصد برونہ کیا اور حکم دیا کہ سب قنات سے واپس آئیں بچانوں نے وزیر کے توپ کی گالزوں میں آگ لگادی اور معہ مال غنیمت اپنے لشکر میں واپس آئے خاص خاص سردار نواب کے روبرو حاضر ہوئے اور اس فتح کی خوشی کی تندی کی نوا نے ان کی بہت تحسین و آفرین کی اور ان کی بہادری کا بڑا شکریہ ادا کیا جب وزیر نے اندر گریہ کی شکست کی خبر سنی نہایت اندر وہ خاطر ہوا اور اپنے خیمہ میں سے نکل کر باغی پر سوار ہوا اور کاشی کی طرف بھاگا جب ملہر راؤ اور آپاسیندہ سب کی تینوں وزیر کے گریز کی خبر ملی بہت سی فوج دیکر اور کتا قاب کیا اور کاشی پور پہنچ کر اوسکی سدرہ ہوئے اور وزیر کے پاس جا کر بولے کہ شکست تو اندر گریہ ہوئی تمہاری اس بزدلی کا کیا باعث ہے او نے اپنے غرور کی واقعی سنرا پائی عرض ملہر راؤ اور آپاسیندہ بیانے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اس کے مرتبہ کے تھی باز کر اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہ میں قیام پذیر ہوا۔

راجہ الموراک کی احمد خان سے ملاقات

سید احمد کی تحریک نے راجہ الموراک احمد خان کے لشکر کو دیکھنے چلا کے ہزار پیدل سپاہی ساتھ لئے ہوئے اور ایک زرنگار تخت پر چوار چوہرات سے لدا ہوا پہاڑ سے اور نواب احمد خان اوسکی پیشوائی کو بڑا صاحب نظر دو چار ہوئیں دونوں نے ایک ہی بیج ایک دوسرے کو سلام کیا نواب راجہ کو اپنے قیام گاہ میں لگیا اور ایک علیحدہ مسند پر بٹھلایا۔ ہندوستان کے قنات معہ ایک باغی کے راجہ کے روبرو پیش کئے گئے منجملہ ان کے راجہ نے فقط دو رومال قبول کئے اور باقی سب اشیاء واپس کر دیں سید احمد راجہ کی زبان سے واقف تھا چنانچہ جو کچھ راجہ کہتا تھا وہ نواب کو سمجھاتا جاتا تھا تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد راجہ چھت ہو کر اپنے لشکر میں گیا

بسا طہی کیا ہوئے پوچھا تمہارے اس سوال سے غرض کیا ہو ماسر دوانے جواب دیا کہ مولا
 صلح اپنے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچھ قوت اور اختیار رکھتا ہو کہ اگر ضرورت پڑے
 تو قلیل شرائط میں مجبور کرے اور در صورت نسخ معاہدہ بمقامہ پیش آسکے اور اسکا مطلب یہ تھا کہ
 صلح نامہ ملہر راؤ و آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہئے مگر کسی حال میں مجھے یہ نہ منظور نہیں ہے
 کہ محمود خان دشمن کے لشکر گاہ میں جاوے حافظ رحمت خان کو خستہ پار کہ چاہے جاوے
 یا نہ جاوے کیونکہ اس میں اور وزیر میں مخفی اتحاد ہے احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا کہ میں
 تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہوں اور اوپر عمل کرونگا بعد ازاں نواب اپنے لشکر گاہ میں واپس
 آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تم پر اعتماد کامل ہے مگر وہ پہلے سردار میرے
 بیٹے کے عینے میں لائے نہیں دیتے ہیں یہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا والد تمہارے سردار
 نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہیں یہی میری خواہش تھی جو انہوں نے صلاح دی میری
 مراد صلح سے تھی وہ چاہی کہ کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کی طرف رغبہ کرنے کی تھی
 نواب نے جواب دیا کہ تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کا انچر ہے بعد اس ملاقات کے
 علی قلی خان نصرت ہو کر اپنے لشکر میں آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا اور
 کہا کہ میں نے احمد خان کو صلح پر قہر دہنی کر لیا ہے مگر شرط یہ ہے صلح نامہ توسط ملہر راؤ و آپا
 سیندھیا کے ہونا چاہئے لہذا کھانڈے راؤ محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کیواسطے بھیجا
 جاوے وزیر نے ملہر راؤ و آپا سیندھیا کو طلب کر کے کہا کہ نواب کے بیٹے کے پہان لانے کی
 تدبیر کرو جب وہ یہاں آؤ گے ہم کوئی تصفیہ کرینگے ان دونوں سرداروں نے منظور کیا مگر یہ
 کہا کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پاوے کہ پھر نگو وزیر سے مخاصمیت کرنا پڑے وزیر نے باوجود
 اپنے مرتبے کے مجبور ہو کر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ و عا کا نہیں ہے تب ملہر راؤ نے اپنے بیٹے
 کھانڈے راؤ کو نواب کے بیٹے کے وزیر کے لشکر میں لائینگے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے اچھٹن
 سے کہا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجے میں کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راؤ معہ ہر اسویک نواب کے

گھر آپ کا ہر جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی
 کہ ہرگز ارشادہ صلح کا میری جانب سے نہ مقصود ہو۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ
 میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری قومیں بادشاہ کی اہانت ہر جب علی قلی خان نواب کے توجہ کے
 قریب پہنچا نواب احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا جب محمود خان وہاں پہنچا دونوں باہم
 گفتگو ہوئے اور ایک ہفتی پر ہزار ہوا کہ احمد خان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نواب اٹھ کر فرش
 استقبال کو آیا اور اوس سے گفتگو ہوا ہفتہ میں ہفتہ دسے ہوئے سند تک گئے بہت دیر تک
 باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازاں علی قلی خان کو ایک خیمہ میں پہنچایا جو خاص اسی کے آرام
 کیونکہ اسے استادہ ہوا تھا بعد ازاں طعام قہریم کا تیار کر کے بھیجا گیا شام کو احمد خان علی قلی خان
 کے خیمہ کو گیا دوستانہ گفتگو کی بعد معاملات کا ذکر درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا
 دستخطی شفقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شفقہ کو سر پر رکھا تعلیم کی
 خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور علی کی طرف منہ کر کے آداب بجالایا بعد ازاں شفقہ کو کھول کر چلا
 اوسکا مضنون پڑھا منظر خاص حاصل سرداروں کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا شریعہ صلح شروع ہونے سے
 تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا کہ سلطان نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے احمد خان نے شفقہ شاہی کو
 پڑھ کر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہو علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور
 حافظ احمد خان کو میرے ہمراہ بھیج دو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری میں
 کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامرو فوق الادب سمجھ کر اطاعت کی اور اپنے بیٹے
 محمود خان اور خاص سردار کو نواب احمد خان کے ہمراہ وزیر کے لشکر میں بغرض صلح بھیج دیا
 اسی میں وزیر کی بھی آبرو بنی بیگی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہے احمد خان نے جواب دیا کہ اس
 امر میں بغیر مشورہ اپنے سرداروں کے چلن کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں احمد خان نے انھیں روانہ ہو کر
 سعد اللہ خان کی فرود گاہ میں دیا اور حافظ احمد خان اور دوسرے سرداروں کو طلب کر کے
 امر مذکور میں صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اس سب میں عمر میں زیادہ تھا ہوا کہ علی قلی خان کی

صاحبزادہ سے سخت توفیق کیا اور اپنے ہمراہیوں کو اندھ جانے کا حکم کیا جب سب اندھ پہنچ گئے
 اوسکے بعد وہ اندھ جا کر ٹھہرا تب ظہر اٹھو آپا مسند بیٹھنے آگے بڑھ کر اوسکو پا لگی سے اوتار
 اور اوسکے ہاتھ چلے صاحبزادہ لپیٹ قریش پہنچ کر آداب بجالایا وزیر نے کہا مہر جا اور دونوں
 ہاتھ میل کر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم سلام مغلوں کی تھی کہ وقت ملا تھا
 جسکو وہ زیادہ عزیز رکھتے ہیں اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں وزیر نے آگے بڑھ کر اپنی داہنی جانب
 کی سند پر صاحبزادہ کو بیٹھنے کو کہا صاحبزادہ نے اوسوقت چند اشرفیاں ہاتھ میں لیکر
 گدازین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے مزدراپس کی مگر صاحبزادہ نے اسرا کیا تب
 اوسنے قسم کر کے تدر قبل کی اوسکے بعد صاحبزادہ بیٹھا وزیر نے اوسکا ہاتھ لیکر اپنے سینے
 سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وزیر نے
 کہا کہ چنان بھاگا نہیں کرتے میں تمہارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے محمود خان نے جواب
 دیا کہ اوسکی وجہ یہ ہے کہ میرا باپ دو غلہ ہے وزیر نے پوچھا اسکے کیا معنی صاحبزادہ نے
 کہا کہ میرے والد کی ماں قوم مغل سے تھی اور باپ چٹان تھا چنانچہ وہ اہل پدری کی طرف
 جاتا ہے بہادری سے میدان میں آتا ہے اور چیل مالدی کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
 ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہو گیا کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھا اسکے بعد وزیر نے ظہر اٹھ
 و آپا سید میا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے ابھی کچھ کھلایا نہیں جو آپ براہ عنایت بابا
 محمود خان سے نصرت ہوئے یہ سنکر دونوں سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے وزیر تب محمود خان
 و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے میں گیا اور خاصہ طلب کیا بھارامد خان نے ہماڑوں
 کے واسطے کھانا بھیجا جب کھانے سے فلیخ ہوئے وزیر نے اسماعیل خان کو حکم دیا کہ چارے سراپا
 کی دوہری چلباسکے واسطے خیمے استادہ کر جب خیمے کھڑے ہو چکے محمود خان و حافظ رحمت خان
 وزیر سے نصرت ہوئے جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے کئی ہزار مغلوں نے ان دونوں
 شخصوں کے خیموں کو گھیر لیا جب نواب کے نوکر وں نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے غصہ افزہ آواز کیا کہ اپنے

سورجہ کے قریب پہنچا اسکے آنے کی خبر نواب کو پہنچی اوسنے اوسوقت محمود خان کو طلب کیا اور
 کچھ اوسکے کان میں کہا اور دوسو سواروں کو اوسکو ساتھ کیا اور جن جن صاحبان عیسیٰ خاں جسی
 تصنیف سے ہم نے اس کتاب میں نقل کیا ہے اور سعد الد خان نے حافظ رحمت خان سجایا
 جب کھانڈے راسے نے اس نوجوان کو لینے محمود خان کو آگے دیکھا اپنے ہاتھی سے اتر پڑا
 اور اوس سے بغلیں ہوا بعد ازاں جب چھ سو سوار ہو گئے کھانڈے رائے نے اپنا ہاتھی محمود خان کے
 ہاتھی کے پیچے رکھا اور اسطرح سے مرہٹوں کے لشکر گاہ میں پہنچے ملہر رائے و آبا سینہ دیا
 تانتیا اور دوسرے سردار پٹیوائی کو آئے جب وہ سامنے پہنچے اور پڑے اور صاحبزادے
 سے بغلیں ہوئے بعد ازاں ملہر رائے نے اوس خیمہ میں لیجا کر ایک سینہ پڑھایا اور مرہٹہ سرداروں کے
 گرد بیٹھے تب دکن کے تحائف نذر گزارنے گئے چند اشیا تو اوس نے قبول کیں باقی گھڑا
 و ہاتھی وغیرہ اوسنے واپس کر دیں بعد ازاں سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر میں گئے اور کہا
 سردار ذمی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلی خان
 کو جانے کا حکم ہوا سرداران اوسکے ہمراہ واپس آئے جب مناسب فاصلہ پر پہنچے صف
 صف باندھ کر کھڑے ہوئے اوسکے آنے کی خبر سنکر محمود خان و جت خان شکر سے نکلے اوسکو
 آتے دیکھ کر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہنچا اپنے ہاتھی سے اتر پڑا اور
 اوسے بغلیں ہوا تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر میں پہنچے جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا صاحبزادہ
 ٹھہر گیا ملہر رائے و آبا سینہ میانے سبب پونچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جا کر وزیر
 سے اجازت لیجئے کیونکہ میں یہہ چاہتا ہوں میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہوں
 وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسماعیل خان کو حکم ہوا کہ دربار سے پر جا کر کھڑا ہو تاکہ نواب کو پہنچے
 گوہر گنج پر پہنچے صاحبزادے کو وزیر کے خیمے میں لیگے یہاں وہ منتظر ملاقات کا بیٹھا تھا اس
 سردار میں تین من گئے صاحبزادہ دوسن سے گئے نواب اپنے ہاتھی سے اتر کر پانگی میں سوار ہوا
 دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اتر کر پانگی میں سوار ہوئے تیسرے دروازہ

رضویہ الامحیوٹ علم نام بڑا ذلیل اور عقل تھا یہ میر قدرت علی سفارش سے وزیر کے یہاں نوکر
 ہو گیا تھا۔ اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے
 اوس سے کہا کہ میں نے ان افغانوں کے نیک کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون
 اس موقع پر بہت آتا ہے کہ چند بیشمار پر غالب رہینگے تم عقل آدمی ہو بتلاؤ کیا مذہب ہے جس سے
 میں اپنے دشمن پر فتیاب ہو سکوں۔ سید نے جواب دیا کہ اس کج اندیش کے ذہن میں ایک مذہب
 مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیمین سے نہیں ہی وزیر اس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے
 پسند خاطر نہ آئے معرض عرض میں نہ لایا وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ محکوم پر
 اعتبار ہے جو کچھ خیال تمہارے دل میں ہو بلا تکلف و بیخبر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت
 کیا کہ اب حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے یا کل قوم افغانان کا قطع قمع
 مٹوانا حاضر ہے وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہو مگر چونکہ دوسرے بھی اوس سے شریک ہو
 میں لہذا مجھے تمام قوم افغان کے استیصال کرنی پڑی تب اوسنے پوچھا کہ اگر دوسرے پٹھان
 احمد خان کو چھوڑ کر حضور کے روبرو حاضر ہوں تو اوسکے واسطے کیا تجویز ہو گا اوسنے کہا اوسکے
 رتبہ و عہد کے مطابق اوسکے ساتھ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہیں اوسکو رتبہ و جاگیر ہوگی
 اور باقی داخل لشکر کئے جائینگے تب سید نے عرض کی کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین
 کی گزارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ دستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے اور
 یہہ پروانے مجھے عنایت ہوں اور ساتھ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب اسے عالی ہو مجھے
 ملے وزیر نے سید نور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لکھاؤ کہ جب تجویز سید محبوب عالم
 پر انجات تیار کرے اور جب سب تیار ہو چکیں سید موصوف کے حوالہ کرے میر قدرت علی سید
 محبوب عالم تب خدمت ہو کر منشی کے پاس آئے جب پروانجات تیار ہو چکے وزیر کی خدمت میں
 فرض منظوری پیش ہوئے اور بعد ازاں میر قدرت علی کے حیمہ میں محبوب عالم کے حوالہ کئے گئے ایک
 شخص میرزا الدین باجی ولد شاہ ظہیر الدین گوالباجی حاتم الدین کا چچا زاد بھائی تھا مگر اوسوقت

مالکوف نے اطلاع کی مرثون کے جاسوسوں نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کار اور دھوکہ باز ہیں انہیں
 متردہ ہو کر اپنے سرداروں کو جا کر خبر دی کھانڈے راویہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے محل سے
 قلم فوراً اسے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقوں پر حملہ کر کے انکو منتشر کرو و یہ حکم منظر
 بھاگ کھڑے ہوئے سرانچہ پونچر کھانڈے رائے دیکھا کہ محمود خان اور حافظ صاحب اسلحہ باراد
 مقابلہ کھڑے ہیں کھانڈے کو دیکھ کر نواب محمود خان نے مسکرا کر کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا تھا
 کہ میں کسی صورت سے وزیر تک پہنچ جاؤں اور خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر
 سپاہی میرے تابع کرو تاکہ وزیر کو اپنے زور کا مزہ چکھا دوں کھانڈے رائے جواب دیا
 جب وزیر قضا اپنے ہی بھروسہ پر وہ جا بیگا تو وہ آپ اپنے کئے کی سزا پا دیکھا اب تم کو لازم
 ہے کہ فوراً یہاں سے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹہ کے لشکر کو بائیں جانب جمود کر
 دامن گوہ کی طرف روانہ ہوئے جب دے احمد خان کے لشکر کے قریب پہنچ گئے کھانڈے
 رائے نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے رائے کے واپس آنے سے قبل پھر رائے
 و آپا سینہ میرا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور ہی تو ہم کو دریاں میں ڈالے
 کی کیا ضرورت تھی اور کس قدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا
 خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اس قدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اہل حال و وہ علی قلین
 سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنے کی بجائیے معلوم ہو سکتا ہے جب علی قلین ان
 آیا وزیر نے اس سے کہا کہ انہی کیفیت مفصل بیان کرو اسے کہا کہ اس خیال سے کہ دربر کے
 سپاہیوں کو افغانوں سے عداوت قلبی ہو سادہ اوہ اوہ کو کچھ ضرر پہنچا لہذا میں نے وزیر مشورہ لیکر
 ایک ہزار نفل سواروں کا پہرہ پھانوں کے خیموں کے گرد کر دیا۔

افغانوں کے لشکر میں محبوب عالم کی سازش

جب ملک کی اول کشش میں ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمش آباد کا

کفن بدوش نثرے اور جان دینے پر تیار ہیں بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں اور اس پر کسبت
 ہیں کہ یا تو فتح حاصل کریں یا میدان میں مرین آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو
 اوسکا مارنا آسان نہیں ہر قطعہ ہرکہ دست خوشن از جان شست * خود بماند دشمن خود را کشت
 مردہ می یا بد بخت از دست موت * زندہ ہا اور ناغاید جملہ پشت * دیا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جاوے
 کہ وزیر عہدوڑے عرصے میں احمد خان پنجاب آکر اوسکو اسیر قتل کر گیا اب میں آپ سے پوچھتا ہوں
 کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھوں سے خون میں ہوتا اور میں تکیوں لگتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر
 اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حسیات بہ بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و وسیع ہونے کے جان بچا کر
 آبرو خاک میں ملا دیتے ہیں سمجھتا ہوں کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہر جہ پر بخود ہی پسند
 بہ دیگرے پسند مجھے آپ معاف رکھنے کہ ایسی نادانی کی تحریر میں منظور نہیں کر سکتا ہوں یہ جواب
 معافی طاق کے حوالہ ہوا اور وہ ٹیکر صاحب داد خان کے خط میں آیا اور اس نے یہی جواب خط کا
 دیا اور تحریر کیا کہ میں نے عہدہ پر دانے اور خطوط تقسیم کر دئے جو کچھ اوسکا نتیجہ ہوگا اوس کے بعد ان
 اطلاع دی جاوے گی میں قاصد کو نہیں رکھ سکتا ہوں کہ اس سے میں خود آفت میں پڑ جاؤں گا مہربان
 واپس بھیجا ہوں قاصد یہ دونوں خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور وسیلہ چوہ و کوڑھی جو صلہ و
 و احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و زبردنی میں طاق تھے اب انہوں نے یہ اختیار
 کیا تھا کہ تو پھانے داہنی و بائیں جانب پوشیدہ رہتے تھے جب رات ہوتی تھی وزیر کے لشکر میں
 جاتے اور گھوڑا اور اونٹ و سامان جو کچھ ملتا لوٹ لاتے و اوسکو بیکر بھر اپنے مقام معبود میں مخفی جاتیے
 تھے اتفاقاً یہ قاصد اپنے قریب سے ہو کر گذرا اور انہوں نے اوسکو گرفتار کر لیا اور نواب کے در
 لائے نواب نے قاصد کو ساہنے بلا کر پوچھا کہ تم کس غرض سے لشکر میں آئے تھے اوس نے جان
 کے خوف سے کل حال بیان کر دیا اور دونوں خط جو اوس کے پاس تھے حوالہ کئے جب نواب نے ان
 خطوں کو دیکھا تو اس نے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہنچ چوکی تھی کہ قاصد کو افغانوں نے
 گرفتار کیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہیں حبسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے

وزیر کے لشکر میں حاضر تھا میر قندقلی اور سپہ سبت اعظم اور کھتا تھا اور اسکی بڑی عزت کرتا تھا
سبب اسکا یہ تھا کہ قدرت علی سپہ سبت و دشمن دانی پوری کی اولاد سے تھا اور یہ سپہ سبت
خلیفہ میران حبیب الدین حضرت محمد عزت گو الباری کا تھا القفا میرزا الدین حضرت علی کے خیمہ میں
آیا اور میر محبوب عالم اور میر الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہو گئی تھیں گنگو
محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ میر الدین حسام الدین کا چچا زاد بھائی ہے اور نہایت دوست بھی اور محبوب عالم
نے میر الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھ دیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیوں اختیار کی جو وہ تو
تھوڑے عرصہ میں یا تو قتل ہو جاوے گا یا گرفتار ہو گا لہذا اصلیت یہی ہو کہ تم فوراً وہاں سے بیان
چلے آؤ اور کل اسباب اپنا دہن چھوڑو بیان اور مہیا ہو رہا ہو گیا جو وقت تم بیان ہو پوچھ گئے اسوقت
وزیر سے تمہاری ملاقات ہو جاوے گی اور تم کو جاگیر منصب حاصل ہو گا میرزا الدین نے اس منہج کا خط
لکھ کر محبوب عالم کے حوالہ کیا اور محبوب عالم نے بھی جتنے اس کے دوست ہا آشنا و دشمن آباؤ کے
تھے ان سب کے نام چھپایا لکھیں اور انکا مضمون یہ تھا کہ میںی وزیر سے تمہاری سبکی کشیدہ
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبہ کے نوکری منصب عطا ہو گا اور میں نے منصب علی کے
واسطے شیعہ بھر وزیر لکھو الباب ہے لہذا انکو لازم ہے کہ فوراً وہاں سے چلے آؤ سب پر جانے اور اپنے خطوط
اکٹھا کر حکمران کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بھائی خان کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو
ردانہ کئے صاحب داد خان خشک و محبوب عالم دونوں شیر خان چلیہ کے پاس نوکر تھے اور بیکھائی
کے سبب دونوں بن بڑی دوستی ہو گئی تھی گویا ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسہ پر محبوب عالم
نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی داد خان خدنگار صاحب داد خان کے خیمہ کو پہنچا اور کل خطوط
و پروانجات اس کے حوالہ کئے اور وہاں حسام الدین کے خیمہ کی طرف چلا اور پوچھ کر میرزا الدین کا خط
حسام الدین کو دیا حسام الدین نے کھول کر اس خط کو پڑھا اور جب خط پڑھا تو یہ خیال فرمایا
ہیں کہ میں نواب احمد خان کی ملازمت میں ہونے سے خوف میں ہوں یہ ہر تصور آپ اپنے دل سے
اور رکھنے نواب احمد خان کے پاس کم بیش ایک لاکھ جوان ہیں اور یہ سب کے سب بڑے بہادر

ملک معاجات سے ہلاک ہوتے ہیں چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اومین بڑا خوف
 پھیل رہا ہے اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنیں گے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع
 کرینگے اب وزیر کا کام یہ ہے کہ اس امر کو انصاف کرے ہمارا کام فقط مان لینا ہے وزیر دنیا
 حیرت میں ڈوبا اور بعد بڑے غور و تامل کے اوبے کہا کہ میں نے اسکا تصفیہ تمہاری رائے پر
 چھوڑا جو تمہاری رائے میں آوے سو کرو مرٹھوں نے کہا اب تلوار میان میں کرنا چاہئے اور وہ
 علی قلیخان کو لشکر میں بھیجا چاہئے وہ اس سے جا کر کہیں کہ وزیر تعین حکم بادشاہ جنگ سے
 دست بردار ہو ہے لہذا تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کرو احمد خان کو کل ملک مودودی او سکودیا جاتا کہ
 بدین شرط کہ اس کے عوض وہ بیس لاکھ روپیہ بطور نذرانہ کے داخل کرے اور جب تک یہ روپیہ
 ادا نہ ہو نصف ملک مکنول رہے یہ شرط وزیر نے منظور لیکن اور مرٹھوں سے کہا کہ کوئی معتد
 آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو مہراو و آپا سیندھیانے تانٹیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دھول
 ایچی روانہ ہوئے۔ وزیر سے پوشیدہ مہراو و آپا سیندھیانے تانٹیا سے یہ کہہ دیا کہ تم
 احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہہ دینا کہ جو بشرائط علی قلیخان پیش کرے تم
 بلا رو کہ منظور کر لینا کیونکہ اسوقت ہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہارے بہر حال ہوا خواہ ہیں
 اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمگی پر وزیر کے لشکر میں مجید و جب یہ دونوں احمد خان کے لشکر میں پہنچے
 علی قلی خان نے کہا ہم دونوں ایک ساتھ ملاقات کریں مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کرو
 میں کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا بعد امداد مہراو و دھر کی باتوں کے معاملہ کی گفتگو
 شروع ہوئی علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ گنگا دھر مرٹھوں کا وکیل کل حاضر ہوگا تانٹیا
 دوسرے روز نواب کے دوبرو حاضر ہوا اور دوسیلہ سردار طلب ہوئے ملا سردار خان کی یہ
 رائے ہوئی کہ معاملہ مہراو و آپا سیندھیانے کے پرچہ ڈرنا چاہئے اس پر نواب رضی ہوا علی قلیخان
 و تانٹیا کو بلا بھیجا اور ان سے کہا ہم مہراو و آپا سیندھیانے کو رضا مند رکھنے کے واسطے اپنا نصف
 ملک تاداسے نذرانہ شاہی مکنول کرتے ہیں بعد ازاں نواب علی قلی خان کے خیمہ کو گیا اور

مخاطب ہو کر پوچھا یہ معز الدین کون شخص ہے جس سے تم کتاب رکھتے ہو اس نے جواب دیا حضور
سیرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اس نے کیا لکھا تھا اس نے جواب دیا جو کچھ جوڑ کیا تھا حضور
کے روبرو ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہو کرستم خان گیش و حاجی سردار خان و سبجا خان
اور سوت حاضر تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر نواب نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اس نے
پہنایا جو اب اوکھا دیکھو اس نے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب نواب نے وہ خط با واریت
پڑھ کر سنایا اور انہوں نے شکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی نواب نے حسام الدین کی طرف
پھر کہا کہ جو کچھ مجھے تم سے امید تھی وہی تم نے کیا انشا اللہ بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ میں تمہیں اس
صداقت شکاری کا عوض دوں گا بعد ازاں حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندے خان فرخ خان
و سید محمد کو ملا کر نواب نے تمام حال کہا سید محمد نے عرض کی کہ میرے ماتحت کے لوگ وہاں کوہ سے
لیکر سبب تک متعین ہیں میں ان کو مکمل سید ہو چکا کہ اگر کوئی چٹان بوارادہ گزیر لشکر سے نکلے اور
خود آفتل کر ڈالو اور اس کا اسباب ضبط کر لو اب پانچویں سید سردار رحمت ہوئے نواب نے حاجی سردار
کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکال دے فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی ۔

تجدید شرائط عہد نامہ تکمیل صلح

غنیم کے لشکر کی صورت حال یہ تھی کہ مغرب کے بعض بلخکان نے ملہ را و آپاسیند صبا کو لکھا
کہ احمد شاہ درانی قوم افغان کی مدد کو آتا ہے اور اس نے دیہات سندھ کو عبور کیا ہے اور سیم پلخانہ
بڑھتا آتا ہے اس خبر نے مرہٹوں کو بڑے زرد میں ڈالا اور وہ سب واسطے مشورہ کے مجتمع ہوئے
اور متفقہ رائے ہو کر وزیر کے پاس گئے اور اس کو ملامت کر کے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد
ہم سے مذکور نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا
کہ ہماری اور تمہاری دونوں کی سپاہ نے چم کی مصوبت دیکھ کر بالکل دل ہار دیا ہے اور
عاجز ہو گئی ہیں اس واسے اسکے پہاڑ کے پانی نے اس میں ایسا اثر پیدا کر رکھا کہ وہ اکثر مرگ

کی تیاری کی دودھ مقام کر کے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام کو پہنچ کر اوسے اپنے باب
کی ملازمت حاصل کی اور اوسکو جعفر خان کا مکان رہنے کو ملا۔ بعد ازاں وزیر لکھنؤ سے فوج آیا
اور وہاں سے ملہر لڑا۔ سینہ صیا کو ہمراہ لیکر براہ آنا دہلی کی طرف روانہ ہوا اور اسکے ہمراہ
روز بعد احمد خان نے محمد جہان خان کو اپنے اہل و عیال کے لانے کے واسطے دہلی کی طرف
روانہ کیا۔ دو بہن بیگم فی العوز فرخ آباد کو واپس آئی اور اسکے بعد نواب کے بجائی بھتیجے چیلے رعایا
اور بے خود ہو گئے۔ آکر اپنے اپنے گھر دن میں بسنے لگے۔ صاحب بیگم سوہ قائم خان علی پس
آئی اور قلعہ امیتھی میں رہنے لگی۔ مالیک بیگم بی بی صاحبہ نے بلن محل میں سکونت اختیار کی
یہ مکان سابق میں لوسکے بیٹے قائم خان کے قبضہ میں تھا۔

احمد خان کی دوسری شادی

جب نواب کا سب کا دربار درست ہو گیا تو وہ عیش میں مشغول ہوا اور نئی زوجہ کی فکر اوسے
پیدا ہوئی اور اسکے درباریوں نے اوس سے کہا کہ ایک حسین لڑکی ہے جو آپ کے بستر کے
قابل ہے ایک شخص عالی خاندان جو نواب خان جہان کی اولاد سے تھا اور جسکو عہد
شاہ جہانی میں بڑا اقتدار حاصل تھا گردش زمانہ سے بگڑ کر مفلسی میں مبتلا ہو گیا اتفاقاً
شہر آباد میں رہنا اختیار کیا بعد محو طے عرصے کے وہ اس دار فانی سے ایک بیوہ لڑکی
بی بی خیر النساء نام چھوڑ کر رحلت ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ باقوت خان خان بہادر نے اس لڑکی
کو اپنی تنہا بیٹی میں لیا یہ لڑکی اب تک دوشیزہ خدیجہ اور خان مرحوم کے گھر میں رہتی تھی۔
یہ حال سن کر خانباء اوسپر عاشق ہوا اور اوسکو بلا کر خاص محل میں داخل کیا اور بعد تیاری اوسکے
ساتھ نکاح کیا اور وقت سے وہ اوس سے ایک لمحہ جدا نہ ہوتا تھا اور اکثر شہر آباد کی زبان پر
رہتا تھا۔ دو سالہ و محبوب چارہ سالہ + بہن بی بی صاحبہ صغیرہ کبیرہ بعد ازاں
کے ساتھ عرنا مشہور مطابق سالہ ہجری میں اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کو

ادس سے کہا کہ بادشاہ سلامت کی خوشنودی کے واسطے ہم صلح منظور کرتے ہیں لیکن بعد
 اونسے منشی کو طلب کیا اور خط شہر شریطہ مجوزہ سرداران و مشہد تحریر کر دیا یہ خط تانسیا کے
 حوالہ کیا اور زبانی یہ کہہ کر کہ میں تمہاری ضمانت پر نواب محمود خان کو بھیجتا ہوں ایک نفل بھی
 کہ شریطہ تانسیا کی پتروں تانیہ پر کندہ کی گئی تھی جنکو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل
 کر لیا جب نواب محمود خان و حافظ رحمت خان مرہٹوں کے لشکر میں قریب پہونچے ملہراؤ
 و آپاسیندہ میا و پٹیل و او و تانگیر و دوسرے سرداروں کے استقبال کو آئے دوسرے روز دھڑا
 و آپاسیندہ میا ہوا ہر دو ٹھوڑی دور گئے اور تانسیا گنگا حشر نے کہا کہ محمود خان و رحمت خان
 کہو کہ وزیر کے لشکر کو چلین بعد ملاقات کے وزیر نے اپنی میر منزل کو حکم دیا کہ خیمہ خرگاہ روانہ
 کرو ہمارا غم کوچ کا ہر دوسرے روز کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریائے گنگا کے
 کنارہ پر پہونچے اور جہان ادس نے ملہراؤ و آپاسیندہ میا کو قنوج جانے کا حکم دیا اور خود معہ
 محمود خان و رحمت خان کو لئے ہوئے لکھنؤ کی طرف روانہ ہوا ادس نے اونسے کہا کہ جیسا ملہ
 کی تکمیل ہو جاوے گی میں تم کو رخصت کر دوں گا۔ بموجب حکم کے مرہٹوں نے دریائے گنگا کو عبور کر کے
 قنوج کی روانگی کے بعد نواب احمد خان و نواب سعد اللہ خان و امن کوہ سے نکل کر ادس مقام
 پر خیمہ زن ہوئے جہان وزیر کی قنوج قائم مئی وہاں سے کوچ کیا اور قریح آباد احمد نگر کو جا پہونچا
 ادس کے واپس آنے کی تاریخ ابتدائی سلاخہ ہو گئی اس عرصہ میں وزیر لکھنؤ کو پہونچا چار پانچ روز
 بعد ادس نے نواب محمود خان اور حافظ رحمت خان کو طلب کیا پہلے محمود خان کو خلعت معیت پارچہ
 عنایت کی بعد ازاں ادس کے والد کا ملک بجال کر دیا اور اوسکو قائم جنگ کا لقب بھی دیا حافظ
 رحمت خان کو بھی خلعت عطا ہوا بعد ازاں تانسیا کو سند اس بات کی کہ تا ادا سے نذرانہ شاہی
 احمد خان کے نصف ملک برقعہ کر لے یہ ملک ملکہ کو عرصہ اوس تھا یا بکے ملا جو وزیر سے اوسکو
 یا قنوج تھا محمود خان و تانسیا رخصت ہو کر جانب مغرب روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان انور کی
 طرف چلا جب محمود خان قنوج کے قریب پہونچا تب مرہٹے ادس سے ملنے کو آئے اور مجا نداری

یہ مقام کہنہ سے ۶۰ میل پر مگر آخر کار بعد از مدخلان درویش کی حسن تدبیر سے فقط پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ
 دینے سے تصفیہ ہو گیا، سوال ششم بحری مطابق ۲۵ جون ۱۷۷۷ء غازی الدین محمد ہر دو شاہزادگان فرخ آباد
 میں داخل ہوا اس عرصہ میں احمد شاہ درانی میکبیک متہرا سے دہلی کو واپس آیا اور شاہ دہلی کے عہد الملک
 کی شکایت اور خبیث خان کی سفارش کرنے پر احمد شاہ درانی نے خبیث خان کو امیر الامرا کیا اور نظام الملک
 اس کے سپرد کیا عہد الملک نے اسکا عوض یون لیا کہ احمد خان کو امیر الامرا کا لقب دیکر اسے کو عہدہ پر
 مامور کیا غازی الدین خان اب دہلی کی طرف بڑھا اور کچھ احمد خان کی فوج اور مرہٹوں کی مدد سے اونے فوراً
 خبیث خان کو دہلی سے نکال دیا اس ملاقات سے غازی الدین خان اور احمد خان میں ہنایت وجہ اتحاد ہو گیا
 یہاں تک کہ وزارت سے مغزوی کے زمانے میں نو سال تک اونے احمد خان کے پاس پناہ لی اب انکی
 دوسری ملاقات کا مذکور آگے چلکر ہو گا۔

جنگ پانی پت میں احمد خان کی کارروائی

جب ۱۷۷۷ء مطابق ۲۵ اگست ۱۷۷۷ء غازی الدین احمد شاہ درانی چھوٹوں بلوچستان
 پر حملہ آور ہوا احمد خان محمد سرداران درویش اور مسکی ملازمت کو گیا چہ دم دی الحجہ ششم مطابق ۱۷ اگست
 ششم بمقام کوئل اس سے ملاقات حاصل ہوئی اسکے تھوڑے عرصہ بعد داتا جی سینہ حیا کو شکست
 ہوئی احمد خان حملہ آور کا بخوبی مطلع ہوا مگر چونکہ اونے باظاہر رسد او سکوا اپنی فوج کے بددقہ کے
 ساتھ روانہ کی تھی۔ ہولکر جو اس شکست سے محفوظ رہا تھا اسوقت اگر وہ میں تھا اس بددقہ کی خبر سنکر
 دریائے جہنا کے پار مہا بہت سی رستہ چھین کر اور برباد کر کے پھر جہنا پار چلا گیا افغانوں کی ایک جمہیت
 اور پھر بھی گئی جہنوں نے پاشا کو بھولکا تعاقب کر کے پڑی خوزیری کے ساتھ اسے شکست دی
 احمد شاہ نے جہنا پار آگے بڑھ کر انوپ شہر میں اپنی لشکر گاہ کا پڑاؤ دالا تھوڑے عرصہ بعد شجاع الدین
 بھی اطاعت کی طرف مائل ہوا ایک مورخ اس مقام پر لکھتا ہے کہ اسکا باعث حافظ حسن خان احمد خان
 تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد اسے ہولکر ایک لشکر عظیم بہ سرداری جنگو جی ولد ابا جی سینہ سیا و ابراہیم

اوسے غریبون اور مسکینوں کو بہت کچھ دیا لیا نواب نے لڑکے کے نام نکالنے کے لئے قرآن مجید کو
اوس میں حرف دال نکالتے اور غلام کو طلب کر کے کہا کہ لڑکے کا زانیچہ کھینچو آخر اس کا
دلبر بہت خان قرار پایا اوسکی خبر بادشاہ سلامت کو موعہ تحائف مناسبہ بھیجے گئے بڑی دہو دہم
رہی اور چہرہ روز نک بڑی ضیافت و مہمانی ہوتی رہی عاقلہ نام ایک دانی اوسکی رضاعت
کے واسطے مقیم ہوئے بادشاہ نے باہی مراتب مہر لقب و خلعت لڑکا کو بھیجا نواب نے
ایک گلال بارشی عید گاہ میں قائم کیا اور لڑکا کو پالکی پر بٹھلا کر بادشاہ کی عطیہات لے آنے
کے واسطے لیگیا اوس لڑکے کو خلعت پہنایا گیا اور مظفر جنگ کا خطاب ملا تو میں سلامی سر
ہو میں نوبت آنے جیتے ہوئے و روپے اشرفیان لوثاتے ہوئے آہستہ آہستہ قلعہ کو لوٹے
جب لڑکا چار برس چار مہینے چار دن کا ہوا اوسکو اسم آئندہ پڑھائی اور کتب کو بھیجا اوسکو ایک
امامین کے حوالے کیا اور علما اوسکی تعلیم کی خاطر مقرر ہوئے عورتوں سے عرصے میں اوسے علم
حاصل کیا تب اوسکے باپ نے اوسکو اور ملک داری تعلیم کئے

غازالدین خان عمامہ الملک کی پہلی ملاقات

سنہ ۱۰۶۱ ہجری مطابق ۱۶ ستمبر ۱۶۵۰ء شہنشاہ احمد شاہ درانی نے پانچویں حملہ کے
زمانے میں غازالدین نے اس امر کی اجازت حاصل کی کہ ملک مابین گنگا و جمناسے کچھ زمینیں
نذرانہ وصول کرے مگر اوس سے اوسکا اصل مشاہدہ تھا کہ شجاع الدولہ اودہ کے نواب و پیرے
روپیہ جبر وصول کرے دہلی کے شاہزادوں بدایت بخش ولد عالمگیر ثانی و مرزا بابر برادرزادہ
شاہ مذکور و اسرار الدین محمد افواج بدانی زیر حکم جانا باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خراج آباد کی طرف
پڑھا اور اسی فوج بہ سرداری بکری خان ولد ذکر یا خان روانہ کر دی اس فوج نے تھوڑے عرصہ میں
گنگا کو عبور کیا اور گراواری ندی تک جو ملک اودہ کے حدود کے قریب ہے جا پہنچے
شجاع الدولہ لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آور دن کے نو گھنٹے کے ارادے سے ساندھی پانی تک آیا

کیونکہ گوہر راوہندش بوندلی کھنڈ سے تین ہزار جوان ہیکر آباہی اور حسان اور ترک دربانے مذکور کے
 کنارے پر خیمہ زن ہوا ہے اگرچہ فوج وہاں نہ چھوڑ آتا تو میری دارالریاست و میرا مکان لوٹ
 لیا جاتا اور اسے اذین میں نے اس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صحرانگہ کھمبہ سورج مل جیت سنگم
 و دیگر راجاؤں کے شکست دی جو اور اگرچہ چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا
 پاس کر کے اس عقد سے باور بادشاہ دے نے جو اب دیا جو کچھ تم نے اس وقت بیان کیا میں نے اسکی
 خبر کامل سنی تھی آخر نواب یہ کہہ کر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا احمد خان
 کے توپخانہ کے مقابل ابراہیم گادھی کا توپخانہ تھا اس کے زیر حکم بارہ ہزار باقاعدہ پمیل فوج تھی
 و اسکی فوج قاعدہ دان ہونے کی وجہ سے اسکا لقب گادھی تھا یہ انگریزی لفظ ہے ایک
 رات تاریکی شب میں ابراہیم نے یہ دیکھ کر کہ احمد خان کے زیر حکم فوج کم ہے یہ حکم دیا ہم اس پر
 فہم ہون مار گئے عورتوں کی رات باقی رہے اسنے احمد خان کے مورچہ پر ایک بیک آڑنی کی کوشش
 کی مگر احمد خان کی سب توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور بعض حص پر چادرین بھی تھیں چونکہ موسم جاڑ تھا
 تھا جابجا لالٹے تھے اور آئینہ منقش شکر تاپ رہے تھے اوہوں نے گھوڑوں کی ٹانہوں کی
 آہٹ شکر ایک دوسرے سے کہا کہ رہتے ہم پر آئے ہیں یہ کہہ کر اور پھولے ٹھیکے سے عین بالا
 میں نے آگ لگا کر توپوں کی سوراخ کی راہ سے توپوں پر ڈال دی اور ب توپیں بیکارگی حل گئیں
 بہت سے دشمن ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اور احمد خان کی جانب ایک مشتق کو بھی
 حملہ نہ پہونچا یہ یہ ہو گیا مگر نواب کو چکایا بھی نہیں صبح کو شاہ درانی میدان جنگ کے سامنے
 کو آیا احمد خان اس کے استقبال کو گیا تب شاہ نے کہا کہ میں جاوے گا میں نے دیکھ لیا تھا اپنی
 آنکھوں سے دیکھی اسنے اپنا جینٹلمن تانا اور نواب کو انعام دیا اس کے بعد نواب کے دشمن نادوم
 شہر سے ہونے لگے چھتری شہر کو بروز جنگ عظیم احمد خان کو یہ حکم دیا چونکہ تہمدی فوج کم ہے
 چند تم جو تین کی حفاظت کرو نواب نے عقدہ میں اگر جوابدیا کہ ہم کام چلیوں گا ہے میرا کام
 میدان میں لڑنے کا ہے تب شاہ ابدالی نے اسکو دہشتے بلو کی طرف بھیجا اور اس جانب اول

گاردی فہر کاؤ و دیگر داران کو لیکر دکن سے واپسی کی شکست کا انتقام لینے کے واسطے آیا
۲۵ اکتوبر ۱۷۸۴ء کو پٹنہ احمد شاہ اویس شہر سے روانہ ہوا اور دہلی سے میں میل اور دہلی سے میان کو
عبور کیا احمد خان غالب جنگ بھی مجبوت پانچراویوں حاضر تھا مرہٹے بانی پت کے مقام پر
پناہ لکھنے اور خدو بنانے کے واسطے تھے اور احمد شاہ ان کے مقابل حمیہ زن ہوا روز
پچیس چھاڑ ہوتی رہی اور ایک دو چھوٹی لڑائیاں تھیں مومنین اس میں دو ہینے کے پیر گذر گئے
اور مرہٹوں کی رسد بھی ہشتام کو پہنچی تب ان کو مجبور ہی جنگ عام کرنا پڑی۔ بقل ہر کہ احمد
نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کا سر کاٹ لائے اس کو ایک سو پیہ انعام ملے ہر روز دس
سوار گانوں کو لوتے اور سب کو روکنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے ان سواروں کو جو سائیس
یا گھاس کاٹتے یا مازور یا کوئی چھوٹا مینیا ملتا یا اسکو پکڑ کر اسکا سر کاٹ لاتے اور ایک سو
انعام لیتے جب یہ پانچراوی احمد خان کو معلوم ہوئی اور اسے عرض کی مشرف خان کو حکم دیا
کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کو زندہ پکڑ لاوگا تو میں دو روپیہ فی منہ دی دو گنا تب مدانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپے لینے لگے آدمی رات کو اسکو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہ لوگ بھاؤ کے
لشکر میں پہنچے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے شجاع الدولہ و نجیب خان نے اسکی
خبر احمد شاہ درانی کو پہنچائی اور اس روز سے وہ نواب سے ناتواں ہو گیا نادر علی بڑخان کی
عرض سے ہر روز داران مذکور نے یہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی خانی ہونیکے
بہت مختصر فوج لیکر آیا ہے بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر شاہ دے خان وزیر نے کہ خود خان
نگیش سے تھا احمد خان کو کڑا بھیجا جب وہ آیا وزیر اسکی پیشوائی کو دھا اور اسکو اپنے پاس
جلکہ دی اور پھر اسکی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا احمد غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے سردار
میں سے ہو مگر تھوڑی سی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے احمد خان نے جنگا و خان نگیش کی
زبانی سب برائیاں سنیں جن میں جو اس کے دشمنوں نے کہی تھیں جواب شاہ دے خان وزیر کے سوال
کے کہنے لگا کہ میں بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرج آیا ہوں جن کا خلعت کے واسطے میرے پاس

سے تھا اسنے نواب احمد خان کی بڑی سفارش کی اور اسی واسطے وہ بیشتر طلب ہوا جب دوسرے
امیر و ہان پہونچے بادشاہ نے احمد خان کو حکم بیٹھنے کا دیا ۔

نواب کے آخر زمانے یعنی ۱۰۳۵ھ لیکر تک بہت سی فتنہ کوک تو فرخ آباد میں آئے

بہت سے دہلی کے ارانے وقت زوال شاہی و مرثیوں کے دار السلطنت پر قابض ہونے کے فرخ آباد میں پناہ
لی جب عبدالسغان ولد علی محمد خان دم سید نے حافظ رحمت خان کو قتل کر نیکی کو کشش کی تب وہ بھاگ
فرخ آباد میں پناہ گزین ہوا اور احمد خان کے دربار میں پڑنے کے سبب سے اسکا تصور معاف ہوا اور گرنہ
اور بھاگے اسکو گدارہ کے واسطے عطا ہوا۔ اور چونکہ احمد شاہ درانی نے ہندوستان سے جاتے وقت
پر گرنہ شکوہ آباد و پھچیندہ و ناٹا ماروہلیوں کو رحمت کئے تھے لہذا وہاں جاتے وقت حافظ رحمت خان
معہ اپنے بیٹے کے فرخ آباد سے ہو کر گدارہ ۱۲۳۱ھ کو تیر سٹاک میں جنگ کبیر کے بعد شجاع الدولہ تھوڑے
دن کے واسطے فرخ آباد آگیا اور ایک زمانہ میں نواب احمد خان کا فخر حد سے زیادہ تھا کہ اسنے لیکر
وقت دو غول دزدین کو اپنے شہر میں پناہ دی تھی یعنی عماد الملک کو ایک بھانجک پر ٹھہرایا تھا
ذی ہدیہ فرخ آباد کے رہنویا لون میں ایک تو غازی الدین عماد الملک تھا اور اسکے رشتہ دار اور
احباب تھے جگو اسنے پناہ دی تھی اور اونکی کفالت بھی کی ان سب کا ہم تفصیل دہرایا کرتے ہیں۔
عادی الدین عماد الملک میر شہاب الدین میر محمد شاہ کا بیٹا تھا اور لقب اسکا غازی الدین خان جنگ
سیرکان نظام الملک صفت جاہ تھا اسکی مان وزیر الدین خان اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی عماد الملک کے
حالات شکستہ سے لیکر ششہ اعظم تک بخوبی معلوم ہیں مگر جب سے اسکا اقتدار جاتا رہا اسوقت سے
سوا ہی اسکے اور کچھ حال اسکا معلوم نہیں کہ اسنے ہرج مہل کے کسی قلعہ میں پناہ لی تھی لیکن ایک
کتاب سے معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل گاڈو کو مقام بندر سورت میں ششہ اعظم میں ملا تھا اور حکم
سیرکار عالیہ وہ کہہ کر چھوٹا دیا گیا والدہ مان سے وہ لوٹ کر نہ آیا اب ہم بیان کرتے ہیں کہ اس بیان
کی صحت کمان تک ہر کتاب خزانہ ازمین جو شکستہ سے شکستہ عظم تک تحریر ہوئی عماد الملک کا حال

حملہ ہوا بعد قحطی لڑائی کے جس میں ابراہیم گلدوی رنجی پھر ہوا مرہٹے غالب رہے احمد خان اپنے
 داروہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس طلب مدد بھیجا جب قاصد بادشاہ کے پاس پہنچا شجاع الدولہ
 اور نجیب خان نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہیں ہے بلکہ شجاع علی خان
 ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے لہذا نواب کوئی ضرورت ملک کی نہیں ہے
 البتہ عنایت علی خان کو زیادہ ملک کی حاجت ہے جب مشرف خان نے جا کر نواب سے کہا کہ بادشاہ
 نے کچھ جواب نہیں دیا اس نے کہا کہ تم جا کر بہ اصرار کہو آخر کار دو دستوں کو جابجا حکم ہوا انکی پہنچنے
 سے زمینہ کو قوت ہو گئی اور مرہٹے ہٹنے لگے سواشس مارا گیا سدو بھاد بھاگا اور بٹا ہنگامہ برپا
 ہوا اور قریب دو بجے دن کے میدان ہاتھ آیا دائم خان چلیہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ احمد خان
 خلعت کیواسطے طلب ہوا میں خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر
 میانے کھینچا تو بالکل باڈھ اوس میں نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا
 شجاع الدولہ مسخر کی راہ سے کہنے لگا کیا بادن ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہیں نواب نے جواب دیا
 کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب وقف ہیں میں نے اسے وزیر کی شکست اور گریز کا اشلہ کیا
 تب نجیب خان شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور جو بیج کے اوسکی خوب تعریف کی اور کہا
 یہ تو مجھے عنایت کیجئے نواب احمد خان نے کہا کہ آپ ہی نے لیجئے۔ نجیب خان نے کہا لو ہاتھ
 نہیں ملتے ہیں لہذا اسنے ایک پیسہ نگوایا اور مسخرہ پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوسکو دو وزن
 ہاتھوں پر رکھ کے نواب کے رو برو پیش کیا نواب نے اس پیسہ کو اٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا
 جاسے ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق میں میرے باپ کے ملازم تھے۔ اور یہ بات سچ
 تھے کیونکہ نجیب خان نے پہلے محمد خان غفیر جنگ کے پاس عبدالرون میں پانچ روپیہ ماہواری
 کی نوکری کی تھی اور عبدالان غاری الدین کلان کے پاس سات روپیہ ماہواری پر نوکر ہوا
 پہلی ملاقات نواب احمد خان سے ہوئی اور اوسکو خاص اجازت تین آدمیوں یعنی نذر الدولہ بخشی
 و مہرمان خان دیوان و حامیم خان کو ساتھ لانے کی ملی شاہ ولی خان وزیر چونکہ بخش خانان

اور ناصر خان بلوچ بھادور کو گئے اور چونکہ شاہزادہ کے مصاحب کثر نالایق اور کینہ لوگ تھے اس
 باعث سے عماد الملک میں اور شاہزادہ میں ناچاقی ہو گئی شاہزادہ عثمان میں دو ہا دھان او سکوا
 مانچو لیا ہو گیا و بقیہ عمر اسکی اور بچہ دیوانگی میں بسر ہوئی اس عرصے میں عماد الملک کا گذر علی
 مرہٹہ و لد شہر بہادر کے پاس پھوڑی فوج اور کچھ ملک بوندیل کھنڈ میں تھا۔ اسنے عماد الملک کو
 ہاون موضع دیئے وہ مقام اب تک چھوٹی سی ریاست بادنے کے نام سے مشہور ہے اور سر حجاب
 سے پندرہ میل طول میں ہے اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جہا کے نزدیک اقلہ
 ہے۔ عماد الملک دہم بیج الشافی شہنشاہ بھری مطابق یکم ستمبر سنہ ۱۱۷۷ھ میں مقام کالپی میں
 فوت ہوا اور وقت اسکی عمر ۶۸ برس کی ہوگی اپنی وصیت کے موجب وہ شیخ فرید شکر گنج کی دگاہ
 مقام پاک پٹن میں مدفون ہوا جب سنہ ۱۱۷۷ھ میں انگریزوں نے بوندیل کھنڈ پر قبضہ کیا اور وقت اسکی
 ریاست پر اسکا بیٹا ناصر الدولہ قابض تھا اور جب بنشائے چھٹی صاحب گورنر جنرل بہادر مورخہ
 ۲۲ دسمبر سنہ ۱۱۷۷ھ وہ ریاست اسکے نام عطا ہوئی اس خاندان کا اور حال گرنٹ سے معلوم ہو سکتا ہے
 جس میں بادی کی حالات کے ضمیمہ میں مندرج ہے۔ عمدہ بیگم دختر معین الملک والدہ مراد علی خان
 سے جو سنہ ۱۱۷۷ھ میں دہلی کا وزیر تھا اسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عالیجاہ
 تھا اور بنو بیگم دختر علی قلی خان دہستانی سے جسکا تخلص والد تھا اسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ
 نام پیدا ہوا اور ایک دوسری بیگم سے غلام جیلانی نام ایک بیٹا تھا جو دہلی میں برف کھانے سے
 مر گیا مائر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بڑا گھرانہ تھا اسکا ایک بیٹا حیدر آباد کو پہنچا اور چونکہ
 وہاں کے حاکم سے اور اس سے قرابت تھی اس سبب سے وہاں اسکو عہدہ پنچہزاری ملقب حیدر الدولہ
 عطا ہوا اور کچھ نہ نقد بھی مقرر کر دیا گیا بنو بیگم عماد الملک ساتھ فرخ آباد کو آئی وہ علی قلی خان کی
 بیٹی تھی اور خود بھی شاعر تھی اگر وہ سے ترنہ میل کے فاصلہ پر محبت جنوب مقام نور آباد میں اسکی
 قبر ہے یہ مقام گوالدر سے پندرہ میل جانب شمال ہے اس پر مختصر سا کتبہ درج ہے جسکا مضمون
 یہ ہے داسے۔ بنو بیگم سنہ ۱۱۷۷ھ مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۱۷۷ھ لغات مارچ سنہ ۱۱۷۷ھ (۲)

صرف وہاں تک نہ کہ ہے جب کہ بھرتیورین پناہ گزین ہوا مگر اس میں شک نہیں کہ اس کے خراب و
 اور احباب فرخ آباد کو بھیجے گئے اور وہ خود بھی شہر سے وہاں آکر رہا وہ چھ شہر کا چہان وہ شہر
 تھا چھ فادری و دلاہ اب تک غازی الدین کی چھاوئی کی نام سے مشہور ہے اور جب تک وہ
 فرخ آباد میں رہا تو اب احمد خان پرگنہ بلہور کی آمدی جس کی تعداد بارہ ہزار روپہ ماہواری تھی اس کو
 دیار حاج شہر میں احمد خان فوت ہوا اور سلطان شاہ عالم فرخ آباد کی طرف آیا غازی الدین نے
 اس خوف سے کہ بادشاہ اپنے والد عالمگیر ثانی کے خون کا انتقام لے فرخ آباد سے اس وقت
 بھجنا مناسب جانا اس نے اپنے رشتہ داروں اور ملازموں کو دہلی چھوڑا اور خود معہ چند لاکھوں
 کے وہاں روانہ ہوا مگر معلوم نہیں ہے کہ اس زمانے میں اس کی کسی گدزی مگر کتاب مائیں
 میں تحریر ہے کہ شہر ہجری یعنی مایہ شہر ام سے مایہ شہر امک وہ مالوہ میں تھا اور وہاں
 نے اس کے گدارے کے واسطے چند محال ماہ کو دیئے تھے اور تاج مظفری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ
 فردی شہر میں بقیام بندر صورت کرنل گا درو کو ملا تھا اور وہاں سے برائے حج بھیج دیا گیا اور
 دوشنبے کے وقت بصرہ کی راہ سے وہ کابل قندھار میں آیا اور وہاں اس نے وہاں کے حاکم تہو شاہ
 ولہام شاہ دہانی سے ملاقات کی اس زمانہ میں شاہ زادہ احسان بخت و درشاہ عالمگیر
 سے غلام قادر خان کے خوف سے جس نے اس کے باپ کو اندھا کیا تھا دہلی سے نکل بھاگا تھا
 دلی خاندان راجپوتانہ میں بکائیر و جی پور و ملتان میں پھرتا پھرتا تہو شاہ کے دربار میں پہنچا
 اس کے کہ وہ تہو شاہ کی نسل سے تھا اور شاہ عالم کا بیٹا تھا اور بہر صورت اس رتبہ کا مہان تھا
 کہ اس کی خاطر و دربارت فرض تھی تہو شاہ اس سے بڑی توجہ سے پیش آیا اس نے اپنی بھینج
 شاہ زادہ عماد الملک کے ہمراہ ملتان کو دی اور فرما دیا کہ میں خود تھوڑے عرصے میں فرخ آباد
 واسطے لشکر کشی کروں گا اس سے تھوڑے ہی دن بعد وہ بادشاہ مر گیا اور اس کا بیٹا زمان شاہ
 اس کا جانشین ہوا وہ اپنی رعیت کی بغاوت کے باعث گھر سے نکل بھاگا احسان بخت و عماد
 ملتان میں پہنچے کابل فرخ تہو شاہ کی وفات کی خبر سن کر اپنے ملک کو واپس گئی عماد الملک

(۵) نواب سلیم خان اسکا مکان شہر میں نگوٹہ خانے کے پیچھے ہے اوس مکان میں بھائی
میں نواب مظفر جنگ کا خواص آکر رہا تھا اور شیشہ تک ادھلی اولاد اوس مکان پر قابض تھے
(۶) نواب بوعلی خان یہ بھنگالہ کا صوبہ دار تھا اور نواب عالیجاہ خانی نے نواب قاسم
علی خان صوبہ دار بھنگالہ چچا زاد بھائی تھا ایک کٹرہ بوعلی خان کے نام سے مشہور ہے شاید بعد اوسکی وفات
کر اور اسکے نام سے نامزد ہوا اوسنے نواب احمد خان کی وفات کے بعد شیشہ میں فرخ آباد کو چھوڑ دیا۔

(۷) چھوٹے صاحب

(۸) بڑے صاحب بڑے صاحب وزیر الدین خان کے بھتیجہ چھوٹے صاحب اوسکی
بیوہ عقی اسکا مکان نواب عبدالحمید خان کے گڑھی میں تھا ان دونوں کو بالائے ترک پانچ سو روپیہ
ماہوار ملنے تھے نواب احمد خان سال میں ایک دفعہ اوسکی ملاقات کو جاتا تھا اور دس ایک ٹھٹھ میں
جواہرات نذر کرتی تھیں میان لال مظفر جنگ کا اتالیق اور بھنگالہ کا وہ دونوں فرخ آباد میں بن
اور اوسکی قبر میں ہڈتہ دبارام کے مکان کے چھپے محلہ چچا دلی میں احمد خان کے خاندان میں
کے باغ میں ہیں یہ مقام مدرسہ کہلاتا ہے۔ میان لال اسکی پانچٹی مدفون ہے میرزا علی شاہ
کے نام چھوٹے بڑے میں بائے مودت تانیت کی نہیں اسکی نام ہمیشہ بائے بول سے ملے
(۹) حکیم سید امام الدین خان ولد سید غریب اللہ سید علام محمد الدین باکن خوشنوی باکرم
مردانی کا حکم تھا یہ حکیم محلہ لوالی میں رہتا تھا اور پانچ سو روپیہ وظیفہ پاتا تھا۔

(۱۰) حکیم شفا می خان کہتے ہیں کہ جان علیخان جیلہ جسے قلعہ دروازہ پر مسجد بنوائی اس حکیم
سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اوس بگڑی بدلی عقی ب حکیم دہلی کو چلا جاعلی نے اوس سے پوچھا
کہ مجھے کوئی فن بتائے جس سے میری فوت میں نقصان نہ آوے حکیم نے جواب دیا کہ تمام کتابوں
عطر باجوہ میں ملے گی تاہم کہ صبح کو پاؤں میں حلوں کا گوشت اور ایک چھٹانک روغن زرد جب
معمول کپور کرکھا یا کر اور شام کو دھوئی باش کی ڈال اور چھٹانک لگی جائے علیخان نے قائم
عمر یہی خوراک رکھی اور اوسکی فوت میں کبھی نقصان نہ آیا۔

نواب خادیم حسین خان۔ اس شخص کا مکان نواب اعظم خان کے مکان کے پاس تھا جب مراتب اس مکان میں مدفون ہوا اور اسکو پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر حاصل تھی ششہ اعظمین سراج الدولہ ناظم سبکداری کی وفات کے بعد اسکو پورنیہ کا صوبہ عطا ہوا مگر شرط یہ تھی کہ وہ اپنے صرف سے اسکو حاصل کرے وہ وہاں کے حاکم سابق کا ملازم تھا جسکا نام سید احمد خان تھا وہ میر جعفر کا بھانجہ نہ تھا جیسا کہ اسنے اپنے تئیں شہر کیا تھا بلکہ سید خادم علی کا بیٹا ایک شمیری عہد سے تھا اور اسکے باپ نے بعد ازاں میر جعفر کی ہمیشہ شادی کی۔

منتخب از سیر المتاخرین (۳) نواب میر عبد اللہ خان صدیق اللہ بہ میر عبد فرخ سیری کا بیٹا اور شریعت اللہ خان کا بھائی تھا شریعت اللہ خان عظیم اللہ خان کی معزولی کے بعد صدیق اللہ بہ مقرر ہوا اور ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۴۲ء کو گئے شہر میں فوت ہوا و بتاریخ ۱۲۴۲ء مطابق ۱۲۴۲ء و ۱۲۴۳ء میں عبد اللہ خان اسکی جگہ پر مقرر ہوا جب یہ نواب فرخ آباد میں پہونچا تو اسے اسکو دیکھا اور اس کے علم کی بڑی تعریف کرنا تھا نواب احمد خان کی وفات کے بعد اسنے فرخ آباد کو چھوڑ دیا اور کہیں اور رہنے کو لیا اور دین فوت ہوا اسکو پانچ سو روپیہ ماہوار دی ملتے تھے۔

(۴) نواب یحییٰ خان یہ خان بہادر ذکر یا خان صاحب دہلی کا بڑا بیٹا تھا بہت قیام ہو گیا اور اسکا لقب یحییٰ شاہ ہوا بعد وفات یحییٰ گنج میں مدفون ہوا یحییٰ گنج شہر کے پاس کا چھوٹی شہر پر ایک موضع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کمال گنج میں ہے خواجہ داؤد خان یحییٰ خان کا بیٹا تھا والدہ امیر محمد الدین خان وزیر کے بیٹی سے تھا اسکی ماہاد الملک کی خالہ تھی اور خالہ بیگم کے لقب سے مشہور تھی داؤد خان فرخ آباد میں فوت ہوا شاہ داؤد خان یحییٰ خان کا چھوٹا بھائی لاہور میں اسکا بیٹا مرزا جان اور اسکا دوست مولوی رحیم خان بخاری محمد دیگر اشخاص فرخ آباد کو آئے اور وہاں رہے اور وہیں مرے۔ میر غزل رحیم خان کا بیٹا نواب مظفر جنگ کا نائب ہو گیا اور بعد ازاں جھلا سے وطن ہوا۔

کے واقعے کے متعلق کی سی مہم اور وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڑھ
 کے متعلق ہے یہ زمین تھوڑے عرصہ سے انگریزوں نے واپس لی۔ حیدر علی خان کے پوتے
 احمدی بیگم ۱۳۱۹ء تک تاحیات تھی اور چینی مہلے کے محلہ میں اپنے لڑکوں مرزا حیدر و مرزا محمد
 کے ساتھ رہتی تھی۔

(۱۵) نواب حفیظ علی خان یہ نواب عبدالغنیان کا براہر ضعیفی تھا اس نے فرخ آباد میں
 انتقال کیا۔ ۱۳۲۰ء میں مدفون ہوا۔

(۱۶) راجہ جوگ کشور یہ شخص قوم کا جٹ تھا مشہور ہے کہ اپنے لڑکے کی
 شادی میں اس قدر روپیہ لگایا کہ عیاس سے باہر ہے فقط مدداری کے شخصہ غلامی نرادران
 کے خرچ ہونے پر شہر دہلی میں مہابت جنگ عروبہ خارجہ کا لڑا تھا اور اس کا تذکرہ ہم
 پیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قائم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کو واسطے صفدر جنگ
 اس کو روڑہ کر دیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگ کشور کن پور سے لوٹے ہوئے
 آئے تھے تینوں کے مابقی ایک ہی نظار میں تھے اتفاق سے نورا کے میدان میں جہان سے
 یا تو تگج سے شہر کی طرف رہستہ جاتا ہے جاتا ہے اور میں جگہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے
 راجہ جوگ کشور ضرورت اپنے باغی سے لوٹا اور سیدم اس کے باغی نے اس پر حملہ کر کے اسے
 ہلاک کیا اس کے نوکر چاکرون میں آہ وادایا چھا احمد خان نے اس کا کل اسباب ضبط کر لیا۔
 یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش کیا کیونکہ انہوں نے راجہ
 کے نہایت کو اشد کیا سبب کا یہ تھا کہ جوگ کشور نے ان دونوں نوابوں کی تعظیم میں کوہا
 کی۔ اور اس میں شگستہ ہیں کہ احمد خان کو ضرور اس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے
 زمانے میں دو سنگی مخالفت میں شریک تھا جو گلگیر کا پوتا شہناو مسند ملک زعفرہ تھا
 اور کاکان محلہ زعفرہ میں تھا اور علی بن جوگروں کے ہر ملک میں وہ جوگی کا سر ملک کو کے
 فوج تھا۔

(۱۱) نواب ناصر خان ^{شاہ} سلطان احمد امین کابل کا محبوبہ وار تھا وہ محکمہ جانی
 میں رہتا تھا جہاں ^{شاہ} عین نوروز علی ^{شاہ} وکٹرو فرامیل جہا تھا اوکامین ہزار روپیہ ہزاری
 وہ فرخ آباد میں مرا اور حیات بلخ میں نواب محمد خان ^{شاہ} مغل کی قبر کے پاس دفن ہوا وہ کل ^{شاہ}
 کے فوت ہوا کہتے ہیں کہ ناصر خان کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار میں ملازم تھا اور وہ بہت کچھ
 ملتا تھا ایک روز شجاع الدولہ نے اس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلو اور میں اوکو دینا
 نایب مقرر کرو گنا ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ میں نواب احمد خان کے تین ہزار روپیہ نہیں لاکھ
 کے برابر جانتا ہوں کیونکہ جب میں احمد خان کی ملاقات کو جانا ہوں احمد خان ^{شاہ} عظیم کے واسطے نظر
 کھڑا ہوتا ہے اور اگر میں شجاع الدولہ کی نوکری کرو گنا اوکسی روز اس کے دروازہ پر جاؤ گنا خادم کہیں گے
 کہ نواب صاحب آرام میں ہیں اور اس وقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑیگا اور یہ موت سے
 بدتر ہے آخر لاچار ہو کر اس کا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا۔

(۱۲) حاجی عبداللہ خان ^{شاہ} بدشن علی ملازم مظفر جنگ کے مکان کے مقابل رہتا تھا۔
 (۱۳) میر اسلام بیگ ^{شاہ} ہاتھی نشین ساکن دہلی یہہ حاجی عبداللہ کے مکان کے قریب
 رہتا تھا اسے پانسو روپیہ ماہوار ملتی تھی اس کا بیٹا مرزا خیر الدین بیگ ^{شاہ} شاعر تھا اور بہت قابل
 آدمی تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد وہ مختیر ہو گیا اور لوگوں کا لقب کٹر شاہ ہوا اور تخلص کٹر شاہ
 یہہ نواب امین الدولہ کے امام باڑہ میں آباد ملندہ پڑھا کرتا تھا اور نواب امین الدولہ کے پوتے
 قلعہ کے دروازہ پر رہتا تھا ^{شاہ} سلطان ۲۶ رگست ^{شاہ} شاعر سے نصیب ^{شاہ} عظیم منجات ہوا
 (۱۴) نواب حمید رقلین خان ^{شاہ} سابق میں میرافش تھا اور محبوبہ دار گجرات کا تھا میر شہنشاہ
 کا مکان اور اس کا مکان ایک ہی گلی میں تھا اس کو پانسو روپیہ ماہوار ملتی تھا اس کا پوتا مرزا
 ذہبی مٹی ولی الد کا مرید تھا اور شریک جنگ کے زمانہ میں ^{شاہ} عظیم لغات ^{شاہ} عظیم زندہ موجود تھا
 اور مرزا ذہبی کے بیٹے مرزا صادق ^{شاہ} عظیم ^{شاہ} عظیم نواب سب کے سواروں میں سے
 مرزا ذہبی کی ماوی گمانی بیگم کو نواب مظفر جنگ نے چوٹی زینتی جوہر یا در بیان شہر ^{شاہ} عظیم

تک بیامرد علی نام شاعر سی تھا۔

(۲۸۱) نواب دارا خان ترمیضانی امیر شاہی کامیابا فرخ آباد میں مرا اور مد فون ہوا۔

(۲۸۲) سید شمس علی خان امیر محمد شاہ شیشہ سے شہنشاہ تک نواب صفت عہد نظام

کی طرف سے دربار شاہی میں وکیل تھا ملی افسر نے کئی بار اوس سے ملاقات کی بخشی

تھرانہ دل کے مناسبت میں شہنشاہ غایت شہنشاہ فرخ آباد سے نکال دیا گیا۔

(۲۸۳) منصور خان نواب رئیس الدولہ بیاد رسد کا چھوٹا بھائی تھا تاریخ مغری میں لکھا

ہے کہ نواب رئیس الدولہ کا ایک بیٹا اور خان نام شہنشاہ فرخ آباد میں موجود تھا۔

(۲۸۴) غیاث الدین خان سید الدین خان کامیابا تھا اور محمد شاہ کے زمانے میں میر آتش خان

بیٹا در خان اعظم خان کامیابا تھا۔

(۲۸۵) غلام حسین خان اس شخص کا نام تاریخ مغری میں مندرج ہے بہت عین الدین

دور خان نامہ جنگ کا پوتا تھا اور عین الدولہ بھی تھان منووری کامیابا تھا۔

(۲۸۶) حکیم شیخ محمد الدین عباسی۔ ترمذی خان بچہ الفیج کا کا اور وہ تھا اور کور بچہ

(۲۸۷) حکیم روح علی خان

(۲۸۸) حکیم محمد علی خان

(۲۸۹) اس زمانے میں بہت سے جاگیر دار و زمیندار دار باب شاہ دہلی سے بھاگ بھاگ کر

فرخ آباد میں پناہ گزین ہوئے علاوہ اس میں راجہ بے گور و راجہ راجہ جود چور و راجہ جٹ

ہے سب علی جوہر کے کور و راجہ غنیمت گوہر کا راجہ بوزدلی کشن سینہ پناہ دیا اور راجہ

دختری و راجہ کور بوزدی و شاہ آباد و راجہ سید اور سنگا پور و راجہ کلاہی غازی الدین خان

علاء الملک کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔

شہزادہ دولہ و شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش

جب شاہ عالم ناکام ہو کر نکال کی بہم سے پھرتا تھا اور دہلی میں بارہاں کی کوشش

کے ترس

۱۷) نواب جلال الدولہ المعروف بہ میر سید علی خان نے اس وقت کے امیر شاہ جہاں
 شاہیہ عماد الملک پکڑا دیا اور اسے تختہ تختہ کر کے اس کے اغوا سے عماد الملک نے احمد شاہ کو
 بھیجا کیا دیا ملکیہ تازی و انتظام الدولہ خاندان کا غایت محمود خان کو قتل کر دیا۔ اس کو چار سو
 روپیہ ماہوار ملتے تھے اور اپنے غریبوں کے ساتھ فرخ آباد میں رہتا تھا۔

(۱۸) نواب رعایت خان میر سید الدین علی خان صاحب دارالعلوم کا بیٹا تھا جو
 بعد ازاں دہلی کا صدر مقرر ہوا یہ عظیم الدولہ خان رعایت خان برادر بھلا میں خان کا بیٹا تھا
 رعایت خان کی ماں نور النساء بیگم مشیرہ اعظم الدولہ قمر الدین خان کی تھی۔ رعایت خان
 قمر الدین کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تھی۔ بعد ازاں قمر الدین کے بعد شہزادہ میں وہ فرخ آباد
 سے جلا گیا تاریخ مظفری میں مذکور ہے کہ اس کا ایک بھائی بھی تھا جس کا نام شہزادہ فرخ آباد
 (۱۹) میر فتح الدین خان یہ شخص صاحب دارالعلوم تھا جس کے بیٹے شہزادہ قمر الدین
 قمر الدین خان وزیر کامیاب تھا اور اس کو مظفر خان برادر صاحب الدولہ خان وصال خان کی شہزادی
 شامیہ کی اس کو پکڑا دیا یہ ماہوار ملتے تھے چھ سو روپے کی وفات کے بعد وہ دہلی کو واپس گیا

اور وہیں فوت ہوا۔
 (۲۰) نواب احمد علی خان سید سادات خاں فرخ سیری کا بیٹا تھا جو بہت بڑی
 طاقت کے بعد فوت ہوا اس کے بیٹے امیر الامراء تھے اور وقت اور طاقت یہ القادری تھا
 بکا تھا اور وہی نواب حسین الدین کا بھائی تھا اور احمد علی خان کے چچا علی خان تھے
 یہ بھی رہتا تھا اور اس کا بھائی تھے یہ وہی صاحب فرخ آباد میں رہتا تھا۔

۲۱) نواب عبد الباقی خان میر سید الدین علی خان صاحب دارالعلوم کا بیٹا تھا جو
 اور اس کے مکان میں سکونت رکھتا تھا یہ سید علی علی برادر علی علی اس کا شہزادی تھا اور
 علی علی صاحب فرخ آباد کے بیٹے تھے اور اس کے بیٹے نواب عبد الباقی خان تھے
 اور اس کا اور بھائی تھے ملک نواز اور اس کے بھائی نواز صاحب فرخ آباد کے بیٹے تھے

سے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ اسے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اس کے
نواب کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہیں ہے۔ احمد خان جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لگے اسکو
آمین ہرگز نہ جلاؤ ونگا یہ مجھ سے کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ اور امرا و گروہ کو اس گج میں روشن خان
چلیہ مزدوت بہ بیان صاحب کے پاس جو اسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیجا مہاراجہ
کے سپاہی بہت بہادری سے لڑا۔ لیکن شکایت لکھنے بھی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑ کر میں نے
تمہاری مدد میں کی تھی ایسے حاکم رفاقت اختیار کیا جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہیں دے سکتا ہے
امرا و گروہ جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے میں بیان چند ہینے کے
قیام کا ارادہ کیا ہے اور اگر نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو میں اس سے
تنخواہ بھی نہ مانگوں گا ہمت بہادری سے یہ خط شجاعت علیخان چلیہ عرف میان میں لکھا کہ وہ بھلا بلا
دوسرے شجاع الدولہ سے ایسا نہ کہہ کر دیا شجاع الدولہ نے ایک خطا غضب امیر احمد خان کو تحریر کیا
جس کا مضمر یہ تھا کہ ہمارے چور کو ذرا اپنے ملک سے نکل دے احمد خان نے جواب لکھا کہ ہم
تمہارے لئے ہونے کو میں ہمارا گروہ کو بلائے نہیں کیا تھا وہ از خود میرے ملک میں نہ آئیں
ہو اسے اور پناہ لینے والے کو میں کہیں دھونیں کرتا ہوں شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھ
رچ کیا مگر چند ہینے تک اسکا کچھ حال نہ نکلا اس عرصے میں محمد خان کے امرا نے امرا کے
کہا کہ تمہارا یہاں سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات ہو جاوے گی تو زمانہ ہی کہہ گا کہ لوگو
انکے بیٹے خاندان شگل کا خوب کا باعث ہوا امرا و گروہ نے اونکی بات مانکر وہاں سے چلے گئے
کا قصہ کیا احمد خان نے کہا کہ اگر شجاع الدولہ پیدا ہوں تو میرے ملک سے نکال نہیں سکتے
لیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ چاہے گا کہ تو تمہارے بالوں میں کسی سے ذخیر نہیں ڈالی ہو امرا و گروہ
اگر وہ کی طرف مقلد ہوا مگر تھوری ہی دور لینے ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی
چڑھائی کی خبر سنکر اسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہنچتی تھی کہ فوج آباد میں ضبط چارباغ
ہو چکی ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنہ جات پر تعینات ہے۔ اس سے مشہور کیا کہ میں ملک گری

[illegible]

دوسرے اور چالیسے مرد طلب کی اس وقت حافظہ حجت خان اپنے حدود کے قریب برگڑہ آباد
عاب ضلع سٹاچیا پورہ میں پرستیم تھا تو اس نے عسقی خاں الدولہ کو اس کے پاس بھیجا اور افغانوں کو
سیرانی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظہ حجت خان نے خوف اس کے کہ اگر احمد خاں کو
شکست ہوئی تو میرے علاقہ کو جرمیان و درآب واقع کر بیٹھے اٹاوا مشیکو و آیا و بھیمو ند کو
خوابت فرما کر اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے میں لگے گی تمام قہر ہو گیا اس نے جواب دیا
کہ مجھ کی خبر پہلے ہی پہنچ چکی ہے اے اے اس واسطے حد و پرستیم میں طلب صلح سے شرکت کے
علاقہ جہان پورہ گریسی سیادہ کو خواہ نہیں ملی اگر دوسرے سے تو میں حد الدخان و ملا سردار خان
و دوسرے خان و راج خان و دوسرے سرداروں کو بھی طلب کروں اے اگر دوسرے نہیں تو میں بھی پس کیگا
تو میں اپنی فوج سے حاضر طلب جب تک نہیں آئے اگر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا
اور سے چلی و کور کے اچھے بولاکھ روئے مجھ سے اور کہلا بھیجا کہ تم ہم اپنے صوف میں لاؤ
اور آؤ کہ کیا کہ جب بعد از خان و غیرہ آجادیئے نہ دوسری دوسریہ دیا جاو گیا حقیقت یہ ہے کہ
اس وقت حافظہ حجت خان نے بعد از خان و دیگر سرداران سے کہلا بھیجا کہ بلاؤ تمہارا ملک
اور کے اس وقت دوسرے سردار اس سے اپنے نائب پرستیم اٹاوا کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر
آؤ کہ کالی ندی کی طرف روانہ ہو کہ خدا کے بھیجے تمام کر کے وہاں سے واپس آکر جو کہ
خدا کے حکم سے اس کے بعد نواب نے حکمرانی ملین خان عماد الملک کے نام خط لکھ اس مضمون کا
اس کے کہ اگر مدد دے تو میں مدد کو اس وقت پہنچاں گی بات کے ملک میں تھار خط خواہ خان
عماد الملک کے وکیل کے لکھ کر گیا اے نواب سند وکیل نے کہو سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر خدا
کے حکم سے میں آؤں گا حال یہ ہے کہ وہ حال کہہ کہ مجھے کہیں و طلب کیا تو اس کا جواب
یہ دیا کہ میں اس میں شرکت میں ہاں کی اور نہیں کیا اے ہم بعد از جنگ کے شریک
ہوئے لہذا مناسب تو یہ ہے کہ بعد از جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جا کر مدد کرے مجھے تمہارے
عدو کی طرفان عزت نہیں ہے جب فراہ خان کو کوئی اور خط لکھ عماد الملک کو دیا عماد الملک

پر جاتا ہوں یہی ہے جس میں زمین و آسمان کے مالک اور ہی ہوں | ۱۰ |
 جاتا ہوں کچھ فرج و آب کی طرف بڑی اور شائے راہ میں مٹی کر کے اسے چھان چھان
 ہے تو کیا خاص شکر ہو اسے عرصہ تک خواجہ پل کی سرائین قیام پذیر، اسحاق اللہ علیہ
 سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اقتدار کو کم کرنا ہمارا رگنہ پلہور میں نانا نوگھاٹ تک پہنچا شکرت
 اور کفر و فرج کی طرف بڑھا کر شاہ عالم و شجاع اللہ وہ کن پورا ملک شکر اور علی بن نعیم یہ بہ باغ
 احمد خان کا تھا اور اللہ جل جلالہ کے نام سے شہر تھا جو منہات کہ نفع و کمین سے اس پاس
 واقع تھے تب کے سب لوٹ گئے۔ اسحاق و بیون نے احمد خان کو خبر دی کہ یہی ملک
 جو فرج و نفع ملک گیری کے غرض سے روئے ہوئی ہے جسے جب شجاع اللہ لوٹیں وہ کچھ بچ گیا
 اور اسے دیانت کیا کر رہا ہے تیغ بیاں شک پونچے میں کتنا عرصہ لکھا کتب کا حال کھو گیا
 کے راجہ گھاٹ شکر و احمد خان کا بڑا دوست تھا احمد خان کو اطلاع بھیجے کا قصد کیا اسے اپنے
 قاصد کو فقیر کا حبس کر دیا اور خطا دے گئے جو تے میں دیکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کی تمام میں
 اور کسی حال میں جو تم لوگو بہر خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدمی دانت گزاری احمد خان کی
 دیکھ کر ہی پر ہونچا اور شرف خان وارندہ دیو بھی کو اپنے آنے کی خبر دی اور سوقت نواب کا
 کھا کر کورما تھا اور کسی کو مجال چکاتے کی نہ تھی آخر میان صاحب لیٹھا اندک گیا اور نواب کے
 پاؤں داب کر خطا دے کو دیا قاصد کو ملک سوز و یہ انعام دیئے یعنی عیادت تمام طلب کے کردہ ہوں
 شکر کیا کہ نہایت قلیل فرج موجود ہے تب نواب نے حکم دیا کہ غور و ن کو بلا د اور ہر عامل اور غوطہ
 کے نام بردار حیات جلدی کر کہ فوراً بلا وقت فرج آباد میں آکر حاضر ہوں اور سوقت غور اللہ وہ ملک
 کثیر و ناز دیدار کو گئے سے حجاز پر کی مرتبہ علی ہے لڑا تھا یہ موضع رگنہ سکندر راہ
 ضلع ملکہ میں واقع ہے اور اس زمانہ میں وہاں جنگل اس قدر گنجان تھا کہ باٹ وہاں بکڑے
 جاتے تھے سلاہ سال سے انسان مالگن وہاں نہیں ہوا تھا پورا وہاں بچے سے متور ہے ہی
 کچھ تھی جو فرج و نفع آباد کیا ہو چکا ہو شمش آباد و دھانی پور و پلہور شاہجہان پور و دھانی

سالہ سالہ جنگ کا قصد ہو کر آیا شجاع الدولہ کا قباس یہ تھا کہ روپیے ہمارے طرف ہیں مگر جیسے
 آسکے کہ روپیے سالہ جنگ کی بات سنیں انہوں نے اُسکو قید رکھا عہد الملک نے اسوقت
 یہ پہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے غلڑ کیا اور کہا کہ اگر اول
 خط میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کا شریک ہو لوگ یہ بھی کہنے لگے کہ اسنے
 بادشاہ پر خروج کیا اور یثا کو تک ہو لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھیں
 دیکھیں کیا جواب آتا ہے جیسا کچھ جواب آوے گا ویسی کارروائی کی جاوے گی۔ ایک غرض نہ تیار ہوئی
 جبکہ حضون یہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمونہ قدیم شجاع الدولہ نے کمترین سے ماحق عداوت پیدا
 کر لی ہے شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور باقی لڑانے اور بے اجازت بالکی میں
 سوار ہونے کی شکایت حضون میں کی ہے اس سے اُن کل شکایتیں کا ثبوت طلب فرمایا جاوے اگر مست
 باقی زخمیر توڑ کر جنگ کو بھاگ جاوے اور وہاں جا کر ٹرین تو اس میں کسکا تصور ہو گلال باڑی کے
 نسبت عرض یہ ہے کہ یہ شخص غلط فہمی ہے چنان چوں کہ قاعدہ ادب آداب سے واقف نہیں لہذا
 چند لکڑیاں بکھری کر کے بن وہاں اُنکو قطار سے بکھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکھایا جاتا ہے
 اور بالکی اس عاجز کو خود حضرت خلدکان عالمگیر ثانی نے عطائی ہے جس زمانہ میں کہ غلام کو بخشی
 سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہو کر احمد شاہ دہلی نے
 کمترین کو اور جہاں خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو
 حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر یہ مجبوری جانا پڑا اور ہم دونوں بیعت حکم اکید کے مجبور تھے اسوقت سے
 شجاع الدولہ کمترین سے بچ رہتا ہے نجیب خان جو کہ سابق میں کمترین کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہے
 کہ وہ عویسہ بکھڑا کر اور چونکہ کوئی اُسے ہمسرہ ضرور نہیں کرتا اس باعث سے وہ عداوت کرتا ہے
 جس سے میں احمد خان نے اون لوگوں کی اُس سازش کا بھی تذکرہ کیا جو انہوں نے احمد شاہ
 دہلی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھیں۔ بعد ازاں اُسے انصاف چاہا تھا
 کہ سلطان خود اسے تذکرہ بالا پر توجہ فیض فرمادیں اور تھوڑی دور اس مقام سے کمیطرت

نوراً سورج مل کو طلب کیا اور اس سے کل حال پوچھا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور
 ہے راجہ نے پوچھا مجھے کس واسطے کہ بلا بات خواجہ خان سے فقط لفظاً نواب کا پیغام اس سے
 کہہ دینا چاہئے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہے مگر ماضی ماضی اب میں بے بسنگے ہو دوں گا
 اور میں خراسان و سوات چلا گیا کہ وہاں کرناہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جا کر کوئل میں مقیم ہوں اگر شجاع الملک
 قنوج سے آئے بڑے تو وہ کچ روک کر چلا کر احمد خان کے شریک ہو جاویں۔ علاوہ ازیں میں چند
 ہزار سوار وزیر مغول کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ یہ سب روانہ ہوئے جب عداو الملک شہر کے قریب
 پہنچا احمد خان خود اس کے استقبال کو گیا اور اسکو اس خیمہ حیات باغ میں لگایا جو اب بدوہہ کا
 زمین دود و نزدیک سے شہر میں آگیا شروع ہو گیا۔ اور وہ احمد خان شاہ جہانپور دشاہ آباد و غیرہ
 کے کل عیسائیوں کے ساتھ جمع ہوئی جب حافظ رحمت خان بریلی سے آیا اسکا خیمہ ٹھکانے کے
 قلعہ میں استیلا ہوا۔ اور احمد خان کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشنپور کا تیار ہوا اور
 بلا سرکار احمد خان اور دود سے خان مہ فرج اس کے ذریعہ سے آئے تو چاند باہر نکلا لاکھ
 ہست کیا گیا بعد ازاں یا کوٹ گج کے اسی پار بگاردی کے کنارہ پر مسجد یا اس مقام پر کل خیمے
 جو صفہ جنگ کے دیوار سے کی لوٹ سے ہاتھ میں آئے تھے گھائے گئے تب نواب نے
 اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کیا ایک رات باہر رہ کر اسے بخشی کے زیر حکم کرنے کے خود قلعہ کو اس آٹا
 و کوشن خان و امرا و گروہ یہ حکم ملا کہ چار ہزار جوہن ساتھ لیکر کافی ندی کے کنارے خطہ گج کے
 نیچے فوج کبیر سے جا کر شریک ہوں توڑے ہی عرصہ میں شجاع الملک دود ملکن پور میں پہنچا اسکا
 ایک خواجہ سرفراز آباد میں آیا احمد لال مرزا میں شہر یہ شخص اس وقت ملک کا دعویٰ کرنے کے
 واسطے آیا تھا جس حال میں نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج
 راجہ کی علی سردان پہاڑ گریں و ناصر خان صوبہ دار مغربی کابل کو بھیج کر کہ خواجہ سرکار
 کیا خواجہ سرکار نے ایک دکان شاہی نواب نے ہریان خان کے ہاتھ میں دے دی تھی
 آباد ملکہ کا نواب نے اسکا ہاتھ شجاع الملک دود ملکن پور سے لکھا دوسری طرف

ملاقات کرنا چاہتا ہوں اُسے خواہد یا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر دست ملاقات ہوگی شجاع الدولہ
 کے مدد کو آئے ہو اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب خان بغیر ملاقات کئے ہوئے
 وہاں سے روانہ ہوا اور قونج میں پہونچا شجاع الدولہ نجیب خان کو بادشاہ کے حضور میں لیگیا اور
 مذاہب کے دفتر کھلے نجیب خان نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہو کہ تمہاری تاخیر سے احمد خاں کو موقع تیزی
 کا مل گیا اور اُسے فوج جمع کر لی اور کہنے لگا کہ اگر لڑائی نہیں جاری کی تو پہلے میں میدان میں جاؤں گا
 مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے افغان بھائیوں سے دل سے نہ لڑینگے اس واسطے میری تجویز عہد و پیمان
 کی ہے دو تین روز کے بعد نجیب خان اپنی سپاہ کو لیکر فرخ آباد کی طرف بڑھائیہ شکر شیخ کبیر
 نے اُسے پیغام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل میں تمہاری کھدات کرنا والا ہوں نجیب خان نے جواب دیا
 کہ میں لڑنے نہیں آیا ہوں میں صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہوں شیخ کبیر نے جواب دیا
 کہ اس صورت میں تم کو اجازت ہو مگر بے فوج جاؤ نجیب خان اپنی فوج چھوڑ کر آگے بڑھا اور کالی ندی
 اتر کر اپنے خیمے کھڑے کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوا جب وہ فرخ آباد کے لشکر کے قریب پہونچا
 اُسے بخشی ندو کو کوماختی پر سوار دیکھا اور اُسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ جنگ تھی
 نجیب خان اٹکو دیکھتا گذر گیا اُسکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج میں خود اُسکی
 فوج کی نسبت زیادہ سردار فل نشین تھے نجیب خان نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب
 نہ دیا بڑھ کر نجیب خان کشیوں کے پل سے دریا سے گنگا کے پل پہونچا اور سعد اللہ خان اور فتح خان قلات
 سردار خان و حافظ رحمت خاں دونوں سے خان سے ملازمت حاصل کی۔ اُسکے خسر وند خان
 نے نجیب خان کو ملازمت کی کہ بخلاف قوم بچان تم نے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُسے
 یہہ جواب دیا کہ جب مرہٹوں نے سکرتال میں مجھ پر حملہ کیا تھا اسوقت شجاع الدولہ نے ہوش
 نازک حال میں میرے مدد کی تھی تمام رات تو سوئے میں گندی نجیب خان نے کہا کہ اگر وہ ہیلے
 احمد خان کی مدد سے کناراہ کشی کریں تو بعد فتح اذکو ننگش کا ایک ٹلٹ ملک رحمت ہو گا مگر
 حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ میں اپنے دوست احمد خان کا ساتھ نہ چھوڑنگا آخر اصفیہ

نہت فرما دیں تاکہ ہم متجاہمین میدان جنگ میں باہم تصفیہ کر لیں جو باقی رہے ملازمت غلامان
 حضور سے شرف اندوز ہو یہ عرصہ نہت لعلب متباب خان ارسال ہوئی یہ بہتیا خان نہایت
 لیسق آدمی تھا اور صلح اور معاہدہ وغیرہ کے کام میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ایک آدمی اس کی جلوہ
 جانے کے واسطے مشین کے گئے تھے اور نواب نے اس سے یہ بھی تاکید کر دی تھی کہ
 اگر تین روز میں جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول خدمت وہاں سے چلے آنا متباب خان وہاں پہنچ کر
 خدمت شاہی میں بار بار یہ ہوا منشی نے یا دار بندہ عرض نہت لعلب پڑھ سنائی سنکر بادشاہ
 نے متباب خان کو خدمت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اسکا کچھ
 جواب نہ دینا چاہئے خاموشی بہتر جواب ہے متباب خان نے دور دراز نظر کیا جب کہ یہ جواب نہ ملا
 تو بلا اجازت وہاں سے چلا آیا اور فرخ آباد میں پہنچ کر کل حال سائی کیا دوسرے روز نواب احمد خان
 اور محمد الملک نے باہم مشورہ کیا عمار الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہئے
 اوسوقت یہ خبر ہو چکی کہ علی خان نبی گنج میں آہو چکی ہے نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین بیورد
 چمبر امنو کے فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے نجیب خان جو کسی وجہ سے دہلی میں تھا
 براہ سکیٹ ملک دو آب کی طرف برم بلغار کہنے کو چلاتا ہوا اور موہنات سمار کر تا ہوا اثر بھاگتا
 شجاع الدولہ کا گڑھی بدل بھائی تھا۔ احمد خان اور بھائی سوخوان کھانے کے ایک پکچس کھان
 پر پہنچے شاہ محمد خان جمدار و گشتیر خان ہونیو لے کے بھیجے اور پیغام دیا کہ طعام تو نجیب خان
 کے خراج کے واسطے ہے اور ملک اسکی سپاہ کے صرف کے لئے ہے کیونکہ بھائی بھائیوں میں کھن
 نہیں ہوا کرتا ہے نجیب خان نے غضب میں آکر کہا کہ کھانا یہاں سے اٹھاؤ اور اس پر نواب کا
 ماتحت ہو کہتے ہیں کہ مقام نبی گنج میں چہ ہزار پٹھان سواروں نے نجیب خان کی نوکری چھوڑ دی
 نواب احمد خان نے اوکی بڑی خاطر و دلالت کے خلعت دی اور دو ذائقہ کھانا مقرر کر دیا دوسرا
 روز نجیب خان نے وہاں سے کوچ کر کے کالی ندی کے کنارے خدا گنج میں شیخ کبیر وراجہ مراد گیسر
 دوشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا نجیب خان نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ میں تم سے

حاضر ہوئے بعد ازاں شجاع الدولہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جانب مشرق واپس جاؤ۔ غرض شجاع الدولہ و بادشاہ نے جانب مشرق کوچ کیا اور واپس گئے جب کہ وزیرین یہ سونے غیب خان و حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی غیب خان پہلی روانہ ہوا اور حافظ رحمت خان اپنی لشکر گاہ کو واپس آیا دوسرے روز نواب سعد اللہ خان و دیگر سرداران روہیلہ نواب کے خدمت میں بغرض حصول رخصت حاضر ہوئے نواب نے انکو انعام دیکر رخصت کیا عبداللہ خان و دیگر سواران شاہجہانپوری کو بھی نواب نے انعام و اکرام و خلعت عطا کر کے رخصت کیا۔

شجاع الدولہ کے فرخ آباد میں پناہ گزین ہونے کا بیان

شجاع الدولہ ۲۲ اکتوبر ۱۷۵۷ء کو جنگ بکسر میں شکست کھا کر پہلے روہیلوں کے پاس بریلی میں مدد مانگے گیا اور اپنے اہل و عیال کو معہ زوریات و جوہرات و اہل پناہ لینے کے واسطے بھیجا مگر روہیلوں نے انگریزوں کا مخالف بن کر اسکا معین ہونا قبول نہ کیا تب وزیر و حافظ رحمت خان احمد خان کے پاس فرخ آباد میں آئے جب کوئی چٹان اس کے شریک نہ ہوئے شجاع الدولہ پناہ سے پھر جانب مشرق روانہ ہوا اور بار دیگر کوڑہ جہان آباد میں مشاعر میں شکست کھائی اور پھر فرخ آباد کی طرف بھاگا تب حافظ رحمت خان احمد خان نے اسے صلح کی ترغیب دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگست ۱۷۵۷ء میں معلوم اللہ آباد ایک صلح نامہ تیار ہو کر دستخط ہوا جو فقط طویل تقریر احمد خان نے شجاع الدولہ سے انگریزوں کے ساتھ مصالحت کرنے اور اسے ترک حالات کے باب میں کی تھی کتاب سیر المتاخرین میں ذبح ہے یہاں چند حکایات شجاع الدولہ کی فرخ آباد میں آنے کی مذکور ہوئی ہیں شجاع الدولہ کا مقام پیشتر حیات باغ میں تھا بعد ازاں فکرمین ہوا ایک روز چٹانوں نے یہہ تجویز کی کہ آؤ سے قتل کر ڈالیں کیونکہ اس کے باب مصد جنگ نے نواب کے پانچ بھائیوں کو قتل کیا ہے کہتے ہیں کہ نواب نے بہہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہہ کلام نہیں کہ و خاکرین اگر فضل خدا سے میں نے اپنے دشمنوں کو مارا ہی تو میدان میں مارا ہی ایک بار شجاع الدولہ

اسپرٹھرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہئے حافظ رحمت خاں نے اتر کر کیا کہ مین
 کل احمد خان کی ملاقات کو جاؤ لنگھا جب رحمت خان نواب کے حضور مین پہونچا اوسنے نواب کو اس
 خبر خوش کی مبارک باد دی نواب نے پوچھا کہ یہ مبارک باد کسی ہی۔ حافظ رحمت خاں نے
 جواب دیا کہ ہمیں نے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریوں سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب خان کو
 سعد احمد خاں کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا ہے احمد خان نے جواب دیا کہ کچھ تمہاری
 رائے ہوگی میں تو اسپرٹھرا منداہلن مگر اسباب مین عموال الملک مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ
 سلطان الدین کے لشکر مین گئے اوسنے کہا کہ شجاع الدولہ و نجیب خان امید کا مہابی کی مذکیرہ کرنا مل
 یہ صلح ہوئے مین مگر یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جب کبھی موقع ملا اونکی تردیک نقص عہد کوئی بات
 نہیں ہی حافظ رحمت خاں نے کہا یہ بالکل صحیح ہی مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اُسکو جیسی اسوقت
 سزا دی جاسکتی ہی اُسوقت مین بھی ممکن ہی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی رب
 عموال الملک نے کہا کہ اگر تمہاری ہی رائے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے اب معاملہ صلح یون
 طو ہوا کہ جو کچھ طو پایا تھا حافظ رحمت خاں نے اوسکی اطلاع نجیب خاں کو دی۔ اور کہا کہ مرث
 بادشاہ سلامت کی موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے مین مگر نہ اونکو کسی
 حال مین صلح منظور نہ تھی۔ مگر لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی العز و چٹانوں کی حدود سے چلا جائے
 نجیب خان نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ رحمت خاں نے
 جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہوں بلا اجازت نواب کے کیسے جاسکتا ہوں نجیب خان نے
 کہا تم نے ایسی دلت کہیں اختیار کی حافظ رحمت خاں نے کہا براہ و دوسرے بھی اسی صورت سے
 ملازم مین سعد احمد خاں اور اُسکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اُنکے کل اخراجات اپنے
 خزانہ سے ادا کئے مین اور اُنکی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہے خبر مین کل احمد خان کے پاس
 جاؤ لنگھا اور اُس سے اجازت حاصل کر دو لنگھا احمد خان نے کچھ قرض نہ کیا دوسرے روز حافظ
 رحمت خان و نجیب رمانہ ہوتے خراج پہونچکر شرج کیر کر اپنے ساتھ لیا اول خدمت مین بادشاہ کے

تم اُس کے یہاں مظفر خان کی شادی کا پیغام بجاؤ وہ عورت وہاں گئی اور دادھراوہر کی باتیں
 کر کے پیغام کا مذکور درمیان میں لائی نواب نے کچھ جواب نہ دیا بعد ایک لمحہ کے عورت نے
 کہا اے خدا بندہ خان کیوں نہیں بولتے ہو فوراً منظور کیوں نہیں کرتے نواب خدا بندہ خان نے
 جواب دیا کہ نور النساء کو اسد علی شاہ نے گود لیا ہے اس سبب سے میں لاچار ہوں لب منظور کرتا
 نہ کوئی اوس بزرگ کے اختیار میں ہے اگر وہ منظور کرے تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے خانم نے کہا
 آپ شاہ صاحب کے پاس جا کر اس پیغام کا ذکر کیجئے وہ البتہ منظور کرے گا نواب خدا بندہ خان
 نے کہا میں آج شام کو جاؤں گا خدا بندہ خان وہاں گیا سید نے پوچھا تمہاری کیا مرضی ہے نواب
 نے کہا میں نے تمہاری مرضی پر محمول کیا ہے سید نے دیکھا کہ نا منظور میں قیامت ہے لہذا اس نے
 کہا مجھے بدل منظور ہو نواب خدا بندہ خان نے قابلہ خانم سے انکر کہا کہ سید نے اوس پیغام کو
 منظور کیا یہ خبر سن کر نواب احمد خاں نے بی بی صاحبہ یعنی بیوہ محمد خاں کے پاس گیا اور اوس
 اپنا مشا ظاہر کیا اور پوچھا کہ کل آپ خدا بندہ خاں کے یہاں رسم چڑھاؤ کی واسطے شریعت
 بجاؤ گی اوس نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور دوسرے روز بڑے دھوم دھام سے خدا بندہ خان
 کے یہاں پر گئے اور رسوم معمولی ادا کیں دوسرے روز فریق ثانی کی طرف سے مستحیات کچھ نوشتہ
 کو لیکر آئیں اور رسوم بجا لائیں بعد ازاں نواب احمد خاں نے نواب خدا بندہ خان کو طلب کیا اور
 بڑے شاک سے اوس سے بے غلیہ ہوا دوستانہ گفتگو شروع ہوئی تب نواب نے بخشی خاں کو طلب
 کیا اور کہا کہ قصبہ سکر اول کی معافی ہمارے عزیز بھائی خدا بندہ خاں کے نام کو مدد منشی سے کہو
 کہ اپنے کاغذ تیار کرے اور سب مشیون کے دستخط کے بعد کاغذ میرے سامنے پیش ہو جب کاغذ
 معافی نامہ تیار ہو کر آیا نواب نے خدا بندہ خان کے حوالہ کیا کہ یہہ سابق کی جاگیروں کے علاوہ
 ہے اسکے بعد خدا بندہ خان نصیب ہوا اب تیار بیان شادی کی ہونے لگیں و ہر بان خان کو حکم
 ہوا کہ پچھلے روز سے تار و نخاع براہ طہام انواع و اقسام کا سب مسلمانوں کو جایا کرے ہندؤں کو
 شیرینی و بادام کا مریا بھیجا جاوے خاں سامان تا مدار خان کو حکم ملا کہ امر سے دہلی کو واسطے

اور نواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا ہوا میرا کبر علی اوستاد نواب سعادتیوں نے مصنف لوح سے کہا کہ میں بھی اس وقت شجاع الدولہ کے سپہاے شجاع الدولہ کی عمر اس وقت میں بیس سال کی تھی نواب احمد خاں نے کچھ سلحہ اپنے مسلح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی بعد ازاں جو اس وقت طلبہ کے ایک ہوتوں کا ہر جسکو قائم جنگ نے پہنچا تھا سب کو جلا معلوم ہوا اور سب نے اس کی تحسین کی احمد خاں نے وزیر کی گردن میں ڈال دیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہو گیا اور اس بار کو آتا کر دیر تک ہاتھ میں لئے رہا اور ہر ایک داد کو گھوما گھوما کر دیکھا بعد ازاں بار کو تکیہ پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا میں رخصت ہوتا ہوں نواب احمد خاں اور عہد الملک بھی اٹھ کھڑے ہوئے شجاع الدولہ فتح گڑھ کو روانہ ہوا اور اگر اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد خاں نے یہاں تک زیادتی کی کہ مجھے بار موتی کا بطور خلعت کے دیئے جلا دوسرے روز احمد خاں ملاقات کو گیا دونوں سردار باہم دایم خان چیلہ احمد خاں کے گود میں تھا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا دایم خاں نے کہا میں بھی پیونگا اس وقت میان الماس خواجہ سرپانی پلانے پر مقرر تھا وہ جزا و صراحی دینا لے لیکر آیا شجاع الدولہ نے حکم کیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ بعد ازاں خود شجاع الدولہ نے پیا اس وقت سے الماس علیخان دایم خاں کی بڑی عزت کرتا تھا اور شجاع الدولہ نے شجاع الدولہ سے دایم خان بیکار و واقفہ پر گنہ شاہ پور اکبر پور ضلع کانپور کی جاگیر دلائی +

منظر جنگ کی شادی

جب نواب احمد خاں کو یہ خیال ہوا کہ اپنے بیٹے منظر جنگ کے واسطے دولہن تلاش کرے لےنے قابلہ خانم منظر جنگ کے زمانے کی ایک عورت کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ مجھے بھائیوں میں کس کس کی بیٹیاں ہیں اور کہاں ہیں اپنے بیٹے منظر جنگ کی شادی کر دین قابلہ خانم نے جواب دیا کہ تین لڑکیاں مرتضیٰ خان کی ہیں اور تین ہی لڑکیاں خدا بندہ خان کی ہیں نواب نے کہا مرتضیٰ بد مزاج آدمی ہے اگر ہند کر گیا تو بخش پیدا ہوگی خدا بندہ خان اللہ تے نیک مزاج اور چپ آدمی ہے

پر جایا اور برات اس دھوم دھام توڑک و ختم نام سے اس علی خدائندہ خان کے پاس حقیقت
 اسباب ظہور تھے سب اپنی بی بی کو حسینہ میں دینے قلعہ میں پہنچ کر تمام امیر اور سردار و جہان
 حضرت نواب کو مبارکباد دینے لگے اور تفریق گزار میں دوسرے روز نقالوں و طوائفوں و
 و بھارتوں کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا اور میر نواب کے بھائی بھتیجوں و خاندان نگیش کے چلہ
 سرداروں کو اور سب ملازمین کو جوڑے دیئے۔

حالات قوم مرہٹوں

شہید تاج محلہ کو کسیدہ راوی بھاؤ گانہد و سب شہید کے صلح میں مواخا اسکا ذکر ہم
 کے چکے میں صفد جنگ مرہٹوں کا میں لاکھ روپیہ کا مقروض تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسی لاکھ
 کا اور یہ قرضہ بابت اس مذکورہ کے تھا جو انہوں نے اس زمانہ میں کی تھی۔ بارہ اس قرضہ کا
 احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا اور اسکے ادا کی نہایت کچھ اسٹے منجملہ ۳۴ محال کے ملک فرخ آباد
 سے ساڑھے سولہ محال مرہٹوں کے قبضہ میں کر کے مرہٹے بہت دور تو اس سے خود کل
 صلح ہوئے تھے اور صفد جنگ کو جو اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا اور کچھ حاصل
 کہتے ہیں کہ کس وقت میں ریاست فرخ آباد میں چالیس محال تھے انہیں سے گیارہ محال کا جانا
 محال کو گویا کہ ان کے تمام ملک میں معلوم ہیں منجملہ ۳۴ محال کے ساڑھے سولہ تو مرہٹوں کے قبضہ میں
 اور باقی ساڑھے سولہ محال نواب کے قبضہ میں اور انکی بابت دونوں جانب سے ایک ایک کتاوڑ
 ملک کے تیر تیر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی معافی نواب بیٹے عمر خان کے
 نام سے تھی اور اقرار یہ تھا کہ تیر تیر خاندان نگیش کا ایک غلام تک بھی باقی رہ گیا اس حال
 میں مرہٹوں کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہ ہوگی تفصیل ۳۴ محال حسب ذیل ہے۔

اول شمش آباد واقع ضلع فرخ آباد یہ تین حصوں میں منقسم ہے۔ شمش آباد چیم چیم میں تحصیل قائم ہے اور
 شمش آباد نواب و دیگر گنہ احمد آباد جو صفد تحصیل و نواب کے زمانہ میں اس میں بہت عظیم گرجی تھا جو صلح کے بعد

قلعہ میں خیمہ کھتا وہوں تاکہ ہر ایک جلسہ علیحدہ علیحدہ ہو طواغین دور در دیک سے جمع کے گھر
 تاکہ ہر خیمہ میں ایک ہی وقت میں ناچ ہوتا رہے رات کو نعر اطلب ہوئے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
 خیمہ دیا گیا ہر ایک کیواصلے دو دو چیلے ماحول ہوئے تاکہ ان کی ضروریات کو پورا کریں نواب محمد
 اپنے دالان میں چند ذی رتبہ امیران مثل ناصر خان مول سوبہ دار کابل نواب شاہ جی ولد قمر الدین
 وزیر و نواب اعتقاد الدولہ سلطان احمد شاہ کے چچو بھی کامیابا نواب نور خان برادر روشن الدولہ کو لیکر
 بیٹھا تمام شب بڑی عیش و کامرانی سے طبع و رنگ و فعل و گمانے میں گزری روشنی کے واسطے رہتے
 دو روز یہ باتس کی ٹہنیاں قلعہ کے دروازہ سے خدائندہ خان کے یہاں تک لگائی گئیں یہہ ٹہنیاں
 ابرک سے آ رہستہ تھیں اور انہر کنول چٹھے تھے اور تخت دھان چنیر زرعت کے فرش اور شمشیری
 پڑی ہوئی تھیں اس واسطے تیزی ہوئی تھی کہ طواغین انہر ناچتی ہوئی چلین اور اسکا انصرام چلی ہر دو خان
 و نامدار خان گلان کے سپرد ہوا تھا آتش بازی کا انتظام ناصر خان کے والدہ محترمہ شمع خان اور خدیوہ
 کو حکم ہوا کہ ہر دسے و شبگلے و عماریان چاندی ہونے کے کام کی طیار کردی باغی قلعہ کے دروازہ پر
 طیار میں بخشی فخر المصلحہ و دیوان مہربان خان کو حکم ہوا کہ جس وقت نوشہہ اپنے باغی اپنی سگیدہ پر سوار
 اس وقت امر اسے دہلی بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہو جاوین تمنا دے و محمد علی سبے سبائے اپنے اپنے مرتبہ
 کے لائق ہر اہ تھے جس وقت بدلت طیار ہوئی اور روشنی کا حکم ہوا روشنی کا یہہ عالم تھا کہ قلعہ سے
 نواب خدائندہ خان کے یہاں تک ایک شعلہ آتشیں نظر آتا تھا آ رہستہ پر دور وہ ابرک کے کنول
 اور قمی روشن تھے سلسلے پانچ پانچ چھ چھ شاخوں کے جھاڑ بھی جو قدامین بچاس ساٹھ ہزار کے
 قریب ہونگے۔ طواغین تخت دھان پر ناچتی ہوئی چلی جاتی تھیں غرض بڑی شان و شوکت و جوش و خروش
 سے برات قدم مقدم روانہ ہوئی آگے جا بجا آتش بازی چھوٹی جاتی تھی ہر دو جانب سے سوسے
 چاندی کے پھول نوشہہ پر لوٹا سے جاتے تھے آخر امر دھان کے دروازہ پر پہنچی نواب و نوشہہ
 و اہر او دخل مکان ہوئے دوسرے سردار باہر کھڑے رہے اب ناچ گانا شروع ہوا تمام شب یہی عالم
 رہا علی الصبح نوشہہ بغرض ہامی ہجوم معمولی محل میں گیا جب نوشہہ وہاں سے باہر آیا تو دھان کو چھوڑ کر

۱۸ امرت پور۔ گنگا پار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۱۹ چمبرامنو۔ تحصیل چمبرامنو ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۰ سکند پور۔ اب چمبرامنو میں شامل ہو گیا ہے ضلع فرخ آباد میں۔

۲۱ سورکھ۔ تحصیل ترورا ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۲ سکراوا۔ تحصیل ترورا ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۳ سکت پور۔ تحصیل ترورا ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۲۴ اوریا پھونڈ۔ ضلع اٹاروا میں ہے۔

۲۵ سوچ۔ پرگنہ کرل ضلع میں پوری میں ہے اور میں پوری سے ۲۴ میل پر پرگنہ قدیم میں

۲۵ موضع میں پوری میں شامل ہوئے اور ۱۰ موضع کرل میں۔

۲۶ اٹاروا۔ واقع ضلع اٹاروا سابق میں ہمیں کرل و برنائل شامل تھا۔

۲۷ بھوجپور۔ صدر تحصیل فرخ آباد میں ہے اس میں پرگنہ پہاڑہ شامل تھا۔

۲۸ تاکگرام۔ تحصیل چمبرامنو ضلع فرخ آباد میں ہے اسی زمانہ میں اس میں تعلقہ ٹھٹیا ترورا شامل تھا۔

۲۹ قنوج۔ تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۳۰ بلہور۔ ضلع کانپور میں ہے پرگنہ قنوج کے مشرق ہے۔

۳۱ شاہ پور البکر پور۔ ضلع کانپور کے مغربی حصہ میں ہے۔

۳۲ شیوا پور۔ ضلع کانپور میں بلہور کے قریب سمت مشرق ہے۔

۳۳ موسیٰ نگر جوگئی ضلع کانپور سے جنوب دیکھ کر عین لکے بائیں کنارے پر واقع ہے اور

۳۴ اور لوج تاج میں عبارت پرگنہ جات سنگش کی حسب ذیل معلوم ہوئی ہے۔

شیش آو برود کیس چٹائی سہار مار صاف مذہ پور بریا سو نہار کواولی

کرسانہ کھاگٹ منو دلیا چمبرامنو سکند پور سکراوا سوچ بھوجپور

میں معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے کھارے سولہ محال درمہون کے حوالہ ہوئے تھے نظام کل کا

۲ بروز قدیم ہیہیہ نام قدیم برگنہ بیور ضلع میں پوری میں واقع ہے۔

۳ بہو نگام اسکوھون گاؤں بھی کہتے ہیں ضلع میں پوری میں جو اس زمانہ میں اس میں برگنہ میں پوری اور کشتی بنی گنج بھی شامل تھی۔

۴ کپل۔ اسکو اب کپل قانگج کہتے ہیں تحصیل قانگج ضلع فرخ آباد میں ہے۔
۵ پنیالی۔ ضلع ایٹہ میں واقع ہے۔

۶ سہارو۔ اب بہارو کہلاتا ہے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ میں ہے۔

۷ سکیت۔ اب ایٹہ سکیت کہلاتا ہے ضلع ایٹہ میں ہے۔

۸ مارہو۔ نصف پرگنہ اب ضلع ایٹہ میں ہوزمندان قوم سید جنکو برگنہ مذکور زمان فرخ میں

۱۲۰۰ء میں جاگیر میں ملا تھا ایک سو تر موضع و شہر کے بیگراں بیٹے نواب فرخ آباد کے

نام سے باقی اور ساتھ موضعات و بہرون بیٹے صفدر جنگ کے نام سے ٹھکے لکھ دیا اور

اور ۱۲۰۰ء میں زمینداران قوم سید جنکو برگنہ مذکور کا ٹھکے لکھ دیا تھا اور ۱۲۰۰ء میں

دیہات اول الذکر جو نام قسمت اول مشہور تھا نواب وزیر نے قبضہ کر لیا۔

۹ سوروں بدریا واقع ضلع ایٹہ۔

۱۰ اوسیت گنگاپار ضلع بدایون میں واقع ہے۔

۱۱ مذہ پور۔ جسے میا دھن کہتے ہیں ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۲ مڑا سوہنہار۔ ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۳ کوراولی۔ ضلع میں پوری میں ہے۔

۱۴ سڈہ پورہ۔ ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۵ کرسانہ۔ اب شامل بہار ہے اور ضلع ایٹہ میں ہے۔

۱۶ کھا کھٹ موہلیا۔ گنگاپار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد میں ہے۔

۱۷ مہو آباد۔ گنگاپار ضلع شامبھار کے جنوب میں ہر سابق میں برگنہ شمس آباد میں شامل تھا۔

یہ دیکھ کر میرے بیٹے کی جاگیر واقع آبادی پر حملہ کا خوف ہو قادر چوک کی طرف توجہ دیا تاکہ
 کہنا سے بد واقع ہو کر کچھ کیا۔ یہاں اس سے خبر معلوم ہوئی کہ بخت خان طبل برگرگوں سے غیب آیا
 جسکی طرف روانہ ہوا کہ ستر پر ضلع میرٹھ میں اپڑے کے قریب پنجپان نے اکتوبر سنہ ۱۱۷۵ ع میں اس
 جہان سے رحلت کی اسکا بڑا بیٹا صابطہ خاں مرثوں کے ساتھ فرخ آباد کی طرف بڑھا حافظ مرثوں
 نے بڑھ ہزار ہوا دیو پادے احمد خاں کی مدد کو بھیجے جبکہ یہ خبر ہو چکی کہ مرثے پشانی حکم
 آہو گئے ہیں جو فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہو حافظ مرثے خاں خود فرخ آباد آیا اور اسکا
 گھما کے مشرقی کنارے پر چھین زن ہوا حافظ مرثے خاں و احمد خاں میں مشورہ ہو کر ایک ایک شہر کا
 دیو پادے گنگا پر تمبیر ہوا اور اس میں ہزار ہوا ہوا دیو پادے دیو پادے گنگا کے پار ہوئی اور گنگا اور فرخ آباد کے
 درمیان میں تقیم ہوئی اس عرصہ میں صابطہ خاں نے لکھنؤ گیا کہ میں مرثوں کے ہاتھ میں اسے
 آنے کے بعد انے اور مرثوں کے ملک سے چلے جانے کی بابت گفتگو شروع ہوئی مرثوں نے آبادہ
 و شکوہ آباد مانگا یہ دونوں مقام قبل ازان کہ حافظ مرثے خاں کو بطور جاگیر کے ملے مدت سے
 مرثوں کے قبضہ میں تھے اس زمانہ میں بخت خان کی فرج عورت گدھ نجیب آباد سے آئی صابطہ
 خان صغیر باکر مرثوں کی فرج سے نکل بھاگا اور اپنے فرج میں آکر اپنے گھر کی گھڑی لے لی۔ اب صغیر
 مرثے جنگ کرتے رہے چند لڑائیوں میں ہنوں نے انھما کوں کو جھ اسوقت اجمعی طرح سے غلبہ
 نہیں کر سکی شکست دی آخر کار فریب خاں کہ رو بیٹے گنگا پار ہو کر بھاگ جاوےں کہ مرثے وہاں سے
 لکھنؤ کی طرف روانہ ہو گئے حافظ مرثے خاں نے اپنے بیٹے صلابت خاں سے کہا کہ آباد کی جاگیر
 خود دی گئے اسکا کر لیا اور آبادہ ہو کر رہی میں گوشہ نشین ہوا اور وہ سے خاں نے لکھنؤ آباد کو چھوڑ دیا
 شیخ کبیر کو حکم ہوا کہ آبادہ کا قلعہ مرثوں کو خالی کر دے شیخ کبیر نے اس عرصہ میں چند بار مرثوں کو
 دی تھی مگر بعد مشورہ ایسا نہ ہوا اسے حاصل کئے اور فرخ آباد میں حافظ مرثے خاں سے آباد
 اور دیو پادے بھیر حاضری آئندہ جیسے کہ یعنی اکتوبر سنہ ۱۱۷۵ ع میں ہوا
 ہر وقت بنید بیا نواب کے ملک میں داخل ہوا اور بھی گنج کے قریب یہ زن ہوا یہ مقام فرخ آباد سے

اس سے بہر حال اس میں شک ہو کہ اس کا انتظام کیا جائے یا نہ کیا جائے
 سولہ محال کا لیکن ہم نے سنا ہے کہ بعد ازاں اس کے اخراجات انتظام و تحفظ کو کچھ باقی بچتا تھا وہ ہر راہ
 کے حوالہ کیا جاتا تھا مرثون کی جانب سے در صرف چند سو روپے کی قیمتیں
 میں رہتا تھا اور دوسرا علی گنج پر گئے عظیم مگرین جو اعلیٰ مرثون کو دیا جسے ہوتا تھا انہیں مرثون کو
 دیا جاتا تھا اور یہ ہر راہ کے حوالہ کر دیتے تھے اور ہر سال کی رسید لو اب کے پاس بھیجی
 جاتی تھی اس صورت سے چند سال ہر راہ روپیہ ادا ہوتا رہا جو فی سال شہر آبادی کی لڑائی سے
 روپیہ دینا موقوف ہو گیا تھے ہندوستان بھر کے حکماء و مرثون کو دیا گئے چند مدت تک ہر
 خانگی جھگڑوں اور زبانی کے حزب بین لڑائیوں میں مصروف رہے اس میں کل ملک واپس ملے کا بھی
 ملا جو جانب ہندوستان جو مرثون کے قصبہ میں آگیا تھا اس لئے اس سے سلاطین و ملک شہزادوں کے
 میان و ملک کے بچے کے حصے سے اس کے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بڑے ملک میں
 جہاں کسی ملک بڑھ گیا اور اب احمد خان نے سلاطین کل پر گئے جات جو کسی زمانہ میں اس کے پاس تھے
 تھے لے لئے اور پھر کبھی مرثون کو جو قصبہ یعنی چارم حصہ دیا گیا اور آباد اور پھر ہندو شاہ
 اور نے نے حافظہ رحمت خان کو عطا کئے تھے فقط ہمیشہ کے واسطے ملک فرخ آباد سے مل گئے
 آٹھ سال زائد تک مرثون شمالی ہندوستان میں نظر نہ آئے فقط شہزادوں میں مقیم رہے جو حصہ کے
 واسطے دہلی میں یا شہزادوں میں جنگ کدہ میں تو البتہ مرثون معلوم ہوتے تھے مگر عطا خان میں
 فرخ آباد کی بجائیں ہزارہا سے چلے ہر راہ روپیہ یہ فرخ آباد کے واسطے رام چند گیشو
 سند یہی دیکھا جی ہو لکھ کے تھی اس فرخ نے جسے صاحبان اور جو تانہ سے تھا ہر چارم حصہ کو
 بعد ازاں حضرت پور کے قریب اسے اور حادثہ اس میں سے ایک جنگ ہوئی جس میں مرثون نے
 اختیار ہو کر اسے لکھ کر یہ ان خانوں سے بھی وصول کئے غیب خان نے مرثون سے صلہ کر لی
 اور یہ خبر ہو کر کیا کہ ہم دونوں کی اخراج متفق ہو کر فرخ آباد میں کو رہ کر ہیں۔ اس لئے اس کی شہزادوں میں
 اور اس میں شہزادوں میں اور اس میں شہزادوں میں خان اس سے روانہ ہوا حافظہ رحمت خان

یہ خیال کیا کہ حکمران کا یہ بلا ہے کیا محب ہے کہ میری مراد ملی برآوے لہذا اس نے سختی
 فرمادی کہ مہربان خان کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر خمیہ کھڑے کریں اور طعام اقسام اقسام کا طیار کر اگر فرما
 ہو کہ یہ دن کو کھلاویں۔ ایسا بھی کیا گیا تھیں وہ نے اس کے واسطے دعا کی چالیس روز تک ایسی طو سے
 کھانا کھلایا گیا۔ حسام الدین نے بہت سی تھیلین بیان کی جن میں دعا بزرگوں کی مستجاب ہوئی ہے
 مگر کہتا ہے کہ خاص اس امر میں دعا قبول نہ ہونے کا یہ باعث ہے کہ وہ نہیں کوئی دلی نہیں ہو تو اسے
 عرصہ کے بعد ایک چالاک بدشاہ پنجاب سے آیا اور نواب کی خدمت میں توسط حضرت خان ولد
 جہان خان کے حاضر کیا گیا اس نے اقرار کیا کہ جو شرف و نفع نصارت ہو میں اسے صاف کر دوں گا اس نے
 حضور پانی حلوی میں لیا اور اس پر کچھ پڑھ کر نواب کی آنکھوں میں لگایا اس طرح کئی روز کیا آخر خیرات کر لے
 کے حیلہ سے طلب کیا چنانچہ کچھ دیر وہ اسے ملین وہ دو تین روز کی خدمت لیکر گیا اور
 پھر واپس نہ آیا۔ دوسرا بیکار سید باقر تھا اس نے ایک جلی خط لکھنو کے ایک بزرگ کی جانب سے
 اس صوفی کا خان علی کے نام بھیجا کہ میں نے ساری نواب احمد خان کی بیٹائی جاتی رہی ہے اور سحر دعا
 دیا اور سب طرف سے اسے بالکل ایسی جو کسی بھی نظر بران میں تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ اس نے مانہ
 میں فرخ آباد میں ایک درویش کا دل تشریف رکھتے ہیں کہ حکمران اگر سرگودہ لوہا بے عصر کہنے کو بجا
 حکم نامی اس بزرگ کا سید باقر سے الگ اس سے رجوع کیا دے تو البتہ اس کی دعا کے اثر سے
 نواب کی مراد ملی برآوے ہوگا وہ بزرگ کو ایک میانی دیسکا ہے۔ جانعلی خان یہ خط لیکر نواب
 کے پاس آیا بخشی فرمادی کہ اس نے اس کے پاس گئے اور شری خدمت و عزت سے
 نواب کے پاس لائے فرمایا کہ محتاجوں کی خدمت کو طعام تقسیم ہوا اور میں چکر کہ میں پہلے اس کے واسطے
 کوئی تہا مستحکم مجھے بلایا جاوے نواب سے جانعلی خان کو حکم دیا کہ اسے باغ میں درویش کا چکر
 تہ درویش بیکار سے نواب سے اقرار کیا کہ ہر روز عید الصلوات کو بیٹائی حاصل ہوگی۔ جانعلی خان
 اپنے باغ میں درویش کو لکھا اور اسے لو کر ان کی نگرانی کروا دیے ستین کے حب و فتنہ مزہ قریب
 ہر ایک رات ہفت دن کے آخریں درویش مذکور باغ کی پشت کی دیوار پر سے کہ کرب لکھا گیا روز

میں بل محبوبان شیخ فرید الدین نے چاہا کہ عاتیس ہزار فوج جمع کر کے اسے مقابلہ کرے لیکن
 نواب احمد خان جو کہ اب پیر عینیت و نامیاں جو چکا تھا کہنے لگا کہ یہ بہت تو مجھے نوجبی علوم ہو کہ تم آخر تک
 لڑو گے مگر بخشی مجھ پیر نامیاں کا یہ ہمارا اگرچہ انھیں سستہ عرصہ لڑنا تو مجھ نامیاں کی پوری خرابی ہے
 اور تاریخ بیان واقعہ کے ملاحظہ سے واضح ہو کہ نواب احمد خان ایک پادشہ سے کسی قدر ملوث تھا
 لہذا میری دسے یہ کہ کسی صورت سے صلح کر لینا چاہئے بخشی فرید الدین غازی خان لکھنؤ
 کو براہ کسر مرثون کے لشکر میں گیا اور اسے پوچھا کہ تم کس شرط پر صلح کرتے ہو مرثون نے
 عارضے سولہ محال طلب کئے جو بعد نامہ سابق میں آتھیں مگر تھے اور کہا کہ اس مرتبہ ہم محال اپنے
 قصہ میں رکھیں گے اور اسکا انتظام خود کرینگے جب نواب کے ہاتھ میں نظام تھا اسکا انتظام کہہ کر
 مگر کچھ روپیہ وصول نہوا محال مجبوری ساز سے سولہ محال حاصل کئے گئے نواب نے کہا کہ ملک
 نصف دینا ہو مگر فوج کم نہ تو میں سال میں میری لکھنؤ بھی ہو جاوے گی اسوقت مرثون کا انتظام
 نے ہو گا مگر چونکہ آمدنی کم ہو سکی اور اخراجات بے پورے رہے لہذا جو روپیہ خزانہ میں تھا وہ بھی خرچ

احمد خان کی بطلان بصارت و وفات

آستان سے دو ایک سال قبل احمد خان کو اشوب چشم شروع ہوا اور رفتہ رفتہ نظر بالکل زایل ہو گیا
 بصارت کے کمال سے اسکا معالجہ کیا مگر کچھ سود نہ ہوا اول انکی پانچ گھنٹوں میں درد شروع ہوا اور پھر
 آخر میں صحت بصارت میں جو چلا وہ ایک سال میں حال میں گندی مگر دوسرے جزا کی بنیاد پر
 نئی دوسرے میں جب کہ بیان تک اس کے کان میں تھا مگر وہ اسے مقام مہولی میں مٹا کر انتظام
 اور سلام اور عراسب کا لیا کر انتظام نہ لایا اس نے اسکی بعض حرکات خلاف عادت دیکھ کر معلوم کیا
 کہ اسکی بصارت میں نقصان ہو کر کچھ نہ کہنا اور اسکا نقصان نہ کہنا نواب کے بعض ملازمین نے حکیم
 نیر خان محمد شاہی کی سفارش کی اور کہا کہ اس حکیم کو حواض چشم کے علاج میں دستگاہ حاصل ہو نواب نے
 حکیم کو بلا لیا اور تین مہینے اسے معالجہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ایک روز نواب کے دل میں

حکایات باب احمد خان کے خلق و حوادث و حرکات و سکنات

احمد خان کا پورا خطاب جو ایک توپ پر کندہ نظر آیا حسبِ قیاس یہ توپ سترہ سو پچاس سال کی عمر کی ہوگی۔
 نجات آگست سترہ سو پچاس میں نکالی گئی تھی اور سترہ سو پچاس میں ہی ملکہ امیر اللہ اعظم الدولہ
 محمد احمد خان بہادر اعظم جنگ سردار الملک اعظم اقدار شیر بند بہادر غالب جنگ اور تاریخِ طغری سے
 معلوم ہوتا ہے کہ سترہ سو پچاس میں قیامِ ملکہ کا نسب زیادہ کر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ احمد خان الطبع
 و صمد ہند تھا اہل توپ پر کہ وہ اور ان اشخاص میں تھا جنہوں نے نہ تو حصولِ جاہ و عظمت کی واسطے
 کوشش نہ کی مگر از خود جاہ و جلال اور پرتوت پڑا اور اسکے حالات کے تذکرے میں ہم نے خیال کیا ہے کہ اپنے
 زبانی اور یہی کہانی کے سبب سے سختی ہی محمدی برکتا کر کے گھر بیٹھ رہا رام چیتوئی کی جنگ
 کے بعد ایسا نزل اور پریشانی کا حال سلطنت میں پہل پہل رہی تھی اور وہاں ایسی بے سرو سامانی
 تھی کہ اگر احمد خان بھی چٹری باتوں میں آکر دس جاتا بلکہ بخلاف اسکے وہی کیفیت بدھ جاتا تو
 بہ آسانی بادشاہِ دہلی کو اسیر کر لیا پھر جوتہ اسیر کی بعد دیگرے غازی اللہ خان، محمد خان و بیگ خان
 و شہنشاہ کی تحسین۔ اگر وہ بھی ایسی ہی تدبیر میں ملتا تو اسے سواہی کا امیلی حاصل ہوتی وہ سب سے
 یہ کہ جب بھلام خان چیلہ کا شیخ کا عامل تھا اس نے میانہ دو آب کے اوپر کے حصے میں ایسے ایسے
 ریش بنائے کہ اگر وہ سب کو اچھی طرح مدد دیتی تو بیشک وہ اپنے آقا کو دہلی کا مالک بنا دیتا اور خود
 بادشاہ کو اس کے حیدر میں کر دیتا۔ لیکن نسلِ میانہ نہ کر سکی جو جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو احمد خان
 یا بیگ خان یا سادہ لوح۔ تو اب کہ مصافحات اور سننے نہ یہ کہ کمال شوق تھا چنانچہ بہادر کی
 حادثہ تھی کہ وہ بہرہ یوں کے شہنشاہ و محبوب میں چلے جاتا تھا کہ وہ مسیحا نہ ہو جاوین اور اگلی پڑی
 خود سے پرستیدہ خود اس کی نگرانی کرتا تھا جب وہ بانی غواہ پان خواہ حقہ منگولیا چیلے اپنے بہرہ یوں
 موم لگا کر جاتے اور اس صورت سے باج چہرہ گھٹنے کے حصہ میں وہ کئی سو روپے لے آتے جب
 وہ بہرہ یوں کو رکھا جاتا بعض قبیلہ خانی رہجانی شب و شب ہو کر ہوتا بہرہ یوں معلوم یہ کہ کیا بات ہو کر

[illegible]

تین لاکھ روپیہ باجواری سپاہ و شاگرد پیشہ کی تنخواہ دیکھائی تھی اور ایک لاکھ روپیہ باجواری میں ہر
 بیگمان کو خرچ دیا جاتا تھا جو اس بات و زیورات خرید جوتے تھے اور محتاجوں کو کھانا دیا جاتا تھا ایک
 لاکھ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور تو بچانہ میں صرف ہوتا تھا چھوٹی بڑی پانچسو توپیں ہر وقت تیار تھیں
 اور کارخانہ گولہ بارود ساز میں ہمیشہ جاری رہتا تھا عرض نواب کا کم از کم پانچ لاکھ روپیہ باجواری کا خرچ
 تھا اور اگر کبھی کبھہ باقی بچتا تھا وہ داخل خزانہ ہوتا تھا۔ احمد خان کی آخر عمر میں بخشی فخر الدہ کو اور اسکی
 ریاست میں بڑا اقتدار حاصل تھا ملک اوس کے بہت سیادیں تھا اوسکی بیہ بڑی تعریف تھی کہ اسنے
 تمام شہر نشین لوگوں کو زیر کیا کبھی کبھی سیانہ صاحب میان روشن خاں کی بطرف بغرض اٹھام جایا کرتا
 تھا یہاں صاحب کا لقب نواب کے بڑے عزیز صاحب کو ملتا تھا بہت سے شخص خاص باجواری
 سے اس خطاب سے محبت ہوئے سب سے پہلے سعادت مند خان نے یہ لقب پایا یہی سبب تھام
 ایک لاکھ تھا اور روشن خان جب شیر پور کو تاراج کرنے گیا تھا تب وہاں سے اسکو گرفتار کر لایا تھا
 جب احمد خان نے اسے دیکھا تو اسکی نظر توجہ اسکی طرف ہوئی اور فوراً مشرف باسلام کیا اور
 سعادت مند خان نام لکھا ایک برس بعد اسنے اسے بڑے مرتبہ رہو پوچایا اور امیر زادہ اسکو خطاب
 دیا اور بخشی فخر الدہ کو حکم دیا کہ جو کام امیر زادہ سعادت مند خان کرے قطعی سمجھا جاوے اوسمیں کوئی
 نہ نہرت نہ کرے اوسکا والد اسنے لنگہ فوج کا حاکم مقرر ہوا دوسرے لوگ جنکو سیانہ صاحب کا لقب ملا
 یہ تھے (۱) سعادت خان آفریدی (۲) سید نور علی خان (۳) میر جانعلی خان (۴) روشن خان
 فقط سعادت خان براہ محمود خاں بخشی قائم جنگ کا تھا اوسکو یہ خطاب پہاڑ کی جنگ کے زمانہ
 میں اسنے دیا میں ملا ایک دہر نواب اسنے اسے سید نور علی خان کے بازا میں دیکھا اور بلوا بھیجا
 اور طلب کتاب دیکھ ہاتھ اور سعادت خان پیچھے جانب دہشت مٹھا سوہ چھل سے کھسکیاں چھل رہا
 تھا کھسکیاں ہاتھ لگتے اسنے ایک سو چھل نظر حقارت سے نور علی کے سر پر پڑی جو اس کے
 پاس مٹھا ہوا تھا نواب نے یہ دیکھ کر کہا کہ بزرگی فقط اللہ پاک کائنات کو جو اور یہی شہر بڑھا
 پچھتر حرات میں سوئی کس کہ او مشتم بہت فر بار سس سعادت خان کی یہ سعادت تھی

از بیگیتا نواب محمد خان

۱۔ بیابانِ حبس۔ اول دریاں نکلے۔ سو خانِ سبزی ایدہ دایں پر گزے کیل کی مٹی مٹی
دوم دایں صافہ اسکر آبِ شری سے لعلِ شامہ نگہ آید آباد سے لایا عمارتِ علوم کی بنیاد
گرم خان کی جڑیں مٹی سے گرم لی ہیں غیر الٹا مغربِ جنگ لعلِ دریاں کی ماں مٹی سے علو
حبیب کی جسمِ حسن و سبیلان کہہ کر دایں میں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شیراز خان و ملا

۱۔ اس کی طرف سے سرینا چارخان نائب رہتا تھا جو ۹ دسمبر ۱۸۵۷ء میں فوت ہوا اور جس کا نام
سید محمد خان بہت پہلے کے مکان کے نام سے مشہور تھا (۲۷) داہم خان کی مجلس رقلہ کی ایک جانب
خضیب من غی اسکے چار طرف غربا کے گھر تھے اور اوس سے متصل ایک خاندان باغ تھا اوس کی
اولاد نے کمبود کھد کو اس مکان کی اینٹ لکڑی بلب فروخت کر ڈالی اور زمین کا شکار و نیکے حوالہ
کر دی (۳۰) اس کے مٹو کے بیٹا ملک پر ایک باغ چارباغ نام لگایا تھا جو اب دس کے قبضہ
میں تھا (۶۱) اس کے ایک باغ دارود واژہ کے پاس لگایا اور دو سو پچاس کنواں بنوایا حسین
پہلا لاٹھے اسکے نشانات مسلمانوں تک باقی تھے - (۴۰) جیسر امٹو کے پاس داہم گنج نام
ایک موضع جو اوس سے اپنے نام سے بسا یا ہوئی جب تک یہہ پرگنہ فرخ آباد کے ذاب کے قبضہ
میں تھا تب تک داہم خان پرگنہ ساہو راگیر پر کاربے نام عامل رہا اب پرگنہ مذکور ضلع کانپور
میں واقع ہے جاگیر کھیرالین واقع پرگنہ مذکور عثمان الماس علیخان عامل اور وہ نے اس کے قبضہ میں
پرستی دی یہہ جاگیر او سکی اولاد کے قبضہ میں مسئلہ ہو گیا کہ اوس میں یہہ اجرائی دگری
دیوانی نظام ہوئے اور محل جنسی مستعدانہ مرشد اسم کے دیکھنے سے واضح ہو کہ حسین بوالعزم خان
پسر داہم خان شامل ہو کہ بعد وفات داہم خان جاگیر ضبط ہو کر مذکورہ پیش ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء
تمتہ سود سپہ ماہواری منظور ہوا داہم خان اپنے کام کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا او سکا مالیت کلند
کے بھر دے چھوڑ دیا تھا اور وہ خوب لعل کرتے تھے اس وقت ذاب داہم خان اپنی جیل
سے مالگرداری اور کرتا تھا یا احمد خاں سے التجا کرنی پڑتی تھی اسکو شب دروز اپنے کام سے
فرصت نہیں ملتی تھی اوقات شعبانہ عورتی نکاح میں آیا باز و برہ کی شکامیں نہرو چیتے
کے نکاح میں کشتی بازی اور زرخش میں اور گلانا سننے اور ناچ دیکھنے میں بسر ہوتی تھی ذاب
احمد خان نے اسکو لاکھوں روپیہ نقد پیش میں دیا تھا اگر ب اُسے حدیش عشرت میں دلگوشی
سنی بی بی سے اس کے تین بیٹے پیدا ہوئے او سکی ولی علیخان جسکا قبضہ فرخ جنگ تھا درم
رسیم علیخان سوم احمد علیخان - ولی علیخان کے دارخان نام ایک بیٹا تھا جو قریب نو گیارہ سال

مراصحات و محال و غیرہ میں ہوتے آہوں نے بہت روپیہ کیا، مگر حکمت عوامہ و عظاما ملتی تھی
 انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا یہ سب غالب سچ کے نام سے موسوم تھے (۱) ذو الفقار خان احمد خان
 کے عہد میں مین لوالہا کے افسانہ پر نوبت بجائے کی اجازت تھی ایک تو نواب احمد خان جسکو
 نواب کہتے ہیں۔ دوسرے ذو الفقار خان جسکو سمجھتے نواب کہتے ہیں تیسرے داہم خان جسکو چوتھے
 نواب کہتے ہیں۔ ذو الفقار خان کا لقب یہ تھا شرف الدولہ ذو الفقار خان بہادر شیر جنگ اویسی
 مہر پریشہ کرکندہ تھا۔ راکر دیا دوسے پاکش توٹ حیرتی دہشت، از عظامی احمد خان
 ذو الفقار حمید ہے۔ وہ چنگ شمس آباد کا مال تھا اور اسکا لشکر علی گنج سٹیہ عظیم گزین رہا تھا
 بواب خلع امیہ میں بوقت سلام ملک ایک کھدہ عمارت و باغ و ملک آباد ملتان میں تھی اور اسے شہر
 پناہ و قلعہ تعمیر کروا دیا توٹ خان کی جہان جہان سے سلاہ گئی تھی حیرت کروالی (۲) داہم خان
 اسلام خان چلیہ پتھر خان جو نواب محمد خان کا چیلہ تھا اس کے دو بیٹے تھے روشن خان و ہم خان
 روشن خان نواب احمد خان کے صاحبزادے ہیں سے صاحب داہم خان چلیہات بریں کا تھا ایک نور
 روشن خان کو اس نے اپنی بالگی میں چھٹا کر لقب کے حضور میں لگیا تو اب نے پوچھا کہ یہ کہ کامیاب
 ہو روشن خان نے جواب دیا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی جو نواب نے اسکا نام پوچھا کہا داہم نواب نے کہا
 میں اسی تہی کرتا ہوں اور اسکا لقب عظیم جنگ محمد داہم خان چلیہات رکھتا ہوں مگر یہ علی احمد خان
 نواب کے نام سے مشہور ہوا جب وہ تین شہر کو چھوٹا تو اسکی شادی ہوئے دہرم سے ہوئی
 دھرم شیشی مخر الدولہ کے ساتھ ہوئی اس کے بچپن میں احمد شاہ بادشاہ سننے آئے گود میں لیا تھا
 اور اپنے ہاتھ سے اسکو کھلایا تھا اور اس کے کندھے پر تھارہ اور ڈھلو کے رکھے تھے لگایا
 اس صورت سے نوبت عطا کی رفتہ رفتہ اس میں اس چلیہ کی تعمیر کردہ والی ہوئی عازن موجود تھیں (۱) لکھا
 بنا یا ہوا ایک چھتہ چل وسطا شہر میں جو باوجود کثرت سے آمد رفت تجارت کے بٹھرا رہی ہیں ملک
 باقی رہا اور نام اسکا بال بچہ مشہور ہے (۲) ایک باغی محمد زینہ کے ہاتھ میں رہا وہ اس کے چچا
 اسکا نواہا ہوا اور اگر اسے بھرتی مگر بہرہ موجودی (۲) ایک مکان غم کے ہاتھ میں رہا

اوستے دربار عام میں سب سے کہا میں قطرونیہ پیدا کرنے کے واسطے آیا ہوں لہذا آٹھ روز کے عرصہ
 میں جتنے مالدار ہیں سب مالک ایک لاکھ روپیہ جمع کر دیں اور ایک لاکھ دو لاکھ کے زرغور مالگزار کی
 خدمت میں حاضر ہو کر ایک لاکھ روپیہ جمع کرنا شروع کیا تب اوستے ایک کو کوڑے لگوانا شروع کیا تب آبرو
 کی ڈر سے دوسروں سے کہا کہ ہم روپیہ دیتے ہیں سب سے متفق ہو کر ایک لاکھ کی فکر کر دی اور
 اسلام خان نے انکو تسک لکھ دیا تب اوستے منوچشم آباد و قایم گنج کے پھانوں کو لکھ لیا اور
 جواگ کو کر دی کرنا چاہیں انکو میرے پاس مجید و اور بارہ سال کی عمر سے ساتھ برس کی عمر تک جو
 نوکری کی خواہش ہو میرے پاس آوے اور اگر کوئی انکار کرے تو اس پر سخت ہر ایک ہندو میں اس کی پائی
 پانچ ہزار آدمی جمع ہو گئے تب اوستے کاسیج سے باہر ایک طرف کوچ کیا اور پھر اس کے
 جانوں کے خواہشات کو شروع کرنے بہرہ دونوں مقامات منع علیحدہ میں واقع ہیں لوگوں نے
 کہنا شروع کیا کہ یہ کیسی قسم کا تحصیلدار ہے کہ بجائے اسکے کہ اپنے پرگنہ کی خبر گیری کرے یہ
 فوج جمع کر کے لڑنے گیا ہو۔ نواب احمد خان خبر ہو کر کہ اسلام خان نے کاسیج کے مہاجرین کو ہٹا کر
 اپنے ایک لاکھ روپیہ وصول کر کے ایک فوج جمع کی اور مسلمان کے جانوں کے گانوں کو لٹائے
 اور کہتے ہیں کہ وہ خیر ذرا باد کو پہنچ گیا ہے اور اپنے سواروں سے اسکا محاصرہ کر لیا ہے اور جب تک
 اس میں ہزار روپیہ نہیں ملے لے دیاں سے نہیں رہا۔ نواب احمد خان نے شہر سولہ کے ہاتھ ایک
 ہزار اسی ہزاروں کا بھیجا کہ میں نے تم کو اس واسطے مقرر کیا کہ تم ہندی بادشاہات میں جی طرح سے
 جو تم نے بہر کیا کر رکھا ہے خبر دیں کہ ملک کو سب طرف سے لوٹ کر تم نے تین ہزار کر رکھا ہے
 اسلام خان نے جواب دیا کہ آپ کی فادہ مندی کی کوئی وجہ نہیں جو وہ مجھ سے عرصہ میں پہلے
 میں دلی سے تختہ شہزادہ کا اب میرے پاس دس ہزار آدمی کے قریب جمع ہو گئے ہیں انہوں
 کے راجہ نے نواب کو شکایت لکھ بھیجی کہ ہمارے ملک پر چاروں طرف سے ہندو بادشاہ نے جواب دیا
 کہ ایک چیلنی ہو گیا ہے جو اسکو سزا دے گا انہوں نے کہا کہ ہمارے ہر تیرے کے راجہ سے کہ وہ بھی
 سات ہزار آدمی سے پیشہ کر کے فادہ مندی لکھ دے ایک ہزار آدمی کے لئے کیلئے انسان

اور سلطان بہرہی شاہ بہار مستم علیخان کا داماد ایک مذہبی پادری علی نامی جوڑی۔
 اور علیخان کی قطاک میں ایک کسان پر حکم فی جنگی شادی کوئی کے فصل ایک گاؤں کے چنان کے
 ساتھ ہوئی تھی۔ دام علی کے بہت سے حالات کو نہیں مٹے جو کہ بہادر علی نے کہ وہ بھی کتا جی
 تاج کی شخصیت میں شریک تھا جس کے میں اور کا داد اسید علام حسن جالبیس برس تک دام خان کا
 نوکر رہا اور فرج آباد میں دام خان کے چنانک پر کثرت رکھتا تھا علام حسن مذکور نے ملک الہری
 علی سلطان کے ساتھ میں جہاں سے انتقال کیا (۲۰) فراموش نہ تھیں نواب محمد خان کا جلیہ
 تھا یہ نواب محمد خان کا بھتیجہ اول تھا نواب محمد خان کے آخر عمر میں اور غفر جنگ کے ابتدائے عہد
 میں زمانہ اس سے بہت مساعدا ملک شہزادہ نواب علی شاہ کے قتل ہوا بہت باج میں غول ہوا
 (۲۱) رحمت خان جلیہ نواب محمد خان کے جلیہ جہاں خان کا بیٹا تھا یہ دوسرا بخشی تقرر ہوا تھا یہ مل گیا
 جو کہ تھا نام عمرانی بہیم و مسلماہ میں بسید کی یہ شخصیت حالات و جماعت میں شہرت رکھتا تھا۔
 (۲۲) حاجی سرور خان بھی نہیں فیہر بخشی تھا اس شخص کا تکیہ کلام یہ تھا کہ ہر جگہ کے ساتھ
 مسرہ لکھتا تھا (۲۳) داد خان نواب محمد خان کے چیلون میں اسکا گھر ۲۹ گھر ہو تھا بخشی
 (۲۴) گھریاں جہاں یہ نواب کا دیوان تھا اور یہ شخص کسی راجہ کا بیٹا تھا جس کے در سے لیا آیا و
 سکے یہ شخص میں اسکو نواب سکندر کیا یہ شاعر تھا اور صاحب دیوان ہوا جو بہا بہت فصیح و قلیلا
 (۲۵) اس کے در سے کہ اسکی نظم بہت متعب کیا و اس وقت کے مشہور شعرا مرزا فتح السواد و دیگر
 سرحد تک اس کے ملامت سے ہیں (۲۶) اسلام خان کسی زمانہ میں یہ فیہر بخشی تھا قلعہ میں اسکی
 کے قریب اسکا ایک مکان تھا جس میں قلعہ میں نواب علی حسن خان غفر جنگ سکونت رکھتا تھا
 (۲۷) محمد خان نے اس سے پوچھا کہ تیرے کے بیٹے میں اس نے جواب دیا کہ میرے پانچ بیٹے
 (۲۸) لانا کرتا تھا۔ رحمتا۔ تیرا نواب نے اس کے بہت خیال طور سے یہم ددی کر کے
 اسے کا بیچ لگا کر دیا کہ اسکی بیٹی اسکی بیٹی دانتہ ہے اسلام خان جب مول نواب کے چند
 بیٹے اور دو خوب گن گن اس وقت کے دربار میں تھے اور دیشاد فرخ آباد کو نظر میں آئے تھے

کہنے لگا تمہارے داماد یعنی پٹھان تمہارے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنے آتے ہیں (۹) دلاور خان اسکو
 چوٹی کہتے ہیں باعث اسکے زود بیج مہر نے کے معلوم نہیں کہ یہ وہی دلاور علی خان ہو جسکا
 تذکرہ کالی راسے کی کتاب میں ہو کہ وہ ظالم کرکا حال تھا وہ شخص قوم کا شکار دہلی سنگھ کا بیٹا تھا اور
 تاج سنگھ کا بھائی تھا (۱۰) سلیمان خان داروفا شہزاد (۱۱) شجاعت دل خان اسکو شجاع اللہ
 بھی کہتے ہیں خاندان مان کے عہدہ پر تعین تھا (۱۲) شرف خان بیکرک یہ محمد خان کویت
 کا چیلہ تھا (۱۳) جابر خان عرض ملکی (۱۴) محبت بلند خان ظاہرین یہ یار بہادر کا بیٹا تھا
 سرشار جسکا تذکرہ کالی راسے نے کیا ہو (۱۵) مبارک خان (۱۶) بارید خان خاندان مان (۱۷)
 صوفی خان اصل میں یہ دولت آباد پر گئے سکرا وہ کا شکار گوہر سنگھ نام تھا پر گئے سکرا وہ میں
 محمد پور اسکے جاگیر میں تھا (۱۸) کیفی خان (۱۹) جمال خان (۲۰) کمال خان (۲۱) طرغٹ
 اور زراہہ فرخ آباد اور قلعہ کے راستے پر اوسنے ایک گائوں بایا ہو لیکن ۱۳۵۷ء میں
 یہ نیک پنہ بھاگ کے اور کچھ نشان باقی نہ تھا (۲۲) آفتاب خان (۲۳) طاہور خان (۲۴)
 شمشیر خان (۲۵) بارا خان محمد والے (۲۶) بہاب خان (۲۷) بہار خان (۲۸) شاد خان
 (۲۹) بادل خان (۳۰) منگل خان (۳۱) نیک نام خان (۳۲) مظفر خان (۳۳) منور خان
 (۳۴) کالینا عرض ملکی (۳۵) محمد مار خان دلی پوری علاوہ اسکے سیکڑوں غلام تھے کوئی
 غلامی حصہ بار تھے اور کوئی زمینیں بانس لیکر چلتے تھے بعض کے سہریہ قرباشی کلاہ رہی تھی ہر سر
 تو اسباب و آلات حرب پر متعین تھے اور دوسرے ذاتی کاموں پر مامور تھے کوئی آباد تھے
 کوئی بہتم حام تھے کوئی دھوکرا نیوالے کوئی تسبیح لینے والے کوئی گسٹان کوئی پان بنانوالے
 کوئی جو مائیسے والے اسی طرح کی خدمات پر متعین تھے نواب کی خواجگاہ پر ایک متحدہ خادمہ شاہی
 خان بخش تھے اور علاوہ دلی و دیر دلی کے چہرہ شمشیر خان و گلشیر خان و تاجا خان
 جیسے مامور تھے قلعہ کی حکومت میر محمد فضل علی سپرد تھی ۔

برہمن اور دو دیو جات سے پہلے آوی کام ہائے آخر الامر اسلام خان کی توجہ نے شکست
 کھائی اور اس کا سب سے پہلے صرف یہ صرف ہو گیا کہ اسلام خان اپنے اہلانی گھوڑے پر اور ہر
 ایک معز میں سرسبز سے فتح آباد ہو گیا اور اس کے لئے کی خبر سن کر نواب نے اس کو طلب کیا
 اور اس سے کہا کہ تم نے یہ کیا ہو غلطی کا کام کیا کہ ملک کو لوٹنا شروع کیا ہو سنئے جواب دیا کہ میں
 نے یہ یہ ضرور کیا تھا کہ دلی کو فتح کر کے نواب کو تخت نشانی پر بٹھا دوں مگر کیا کیا جاوے کہ
 محنت میں ایسا نہ تھا نواب مسکرایا بعد ازاں ہزار ہوں کو بھیجے گا چھوڑ دلاؤ کی کل فتح کر دوں گا
 یہ کہ شہر کی کہنے میں کہ یہ یہ جلد قوم کا ملک تھا اسکے پانچوں بیٹے شہر کو گئے اور وہاں میں سے
 فتح آباد کی کر باہرین محرم میں قتل ہوئے ان کے نام مجید میں ابراہیم خان حسن حسان
 ایک بھارت خان سوار دہلی کے دروازہ پر لڑائی میں مارا گیا جو ضابطہ اپنی موت سے لڑا
 پانچوں بیٹا مان خان نام سے ملے یہ جب کہ بہادر علی نے کتاب لکھی جو زندہ ہو جو تھا
 اس میں خان بارہ لڑائیوں میں کیا تھا اور یہ سے زخم کھائے تھے ہر روز وہ شہر پر پناہ تھا
 مگر ظفر شنگ کے زمانہ میں فتح آباد میں شہر پر پناہ خوب نہ تھا اگر کوئی دوست اس سے
 اس کا مدد نہ کر دیتا تو وہ کہنا کہ اللہ کے سامنے میں کسی کو نہیں عاقبت میرا ملک یہ ہے
 لا الہ الا اللہ اکبر حکن یہ مولی اللہ کیونکہ اس نے مجھے ہندو سے
 مسلمان کیا اور بہت شہر اب کا اس قدر مادی تھا کہ مرتے وقت تک اس کے پاس صراحی و جال
 ہو جاتا تھا اور گشتہ دو گشتہ محل ازبوت اپنے بیٹوں سے ہانگ مانگ کر رہتا تھا اس
 اور وقت ایک بیٹے کے نام تھا اب یہ اب کی موت کا وقت تھا اب شہر سے کہیں
 تہا صحرایہ ہے اب کو موت کر گیا اس سے جو یہ پناہ حالت صحت میں میں نے تہہ دلی
 اس کی کار میں عام تھا اب تک میں اس سے کوس طم کو کیا اور وہ دیر میں مر گیا چونکہ وہ
 آزاد نشی تھی تھا ایک مرتبہ اسے میں کو ڈال کر کہنے لگا جانو وہاں اس کے غریبی نظام
 میں ایک ایک ملک تھا جس نے اس کے ایک چٹری لڑی وہ وہاں سے چلا آیا اور نواب

اب رضی خاں اور عبدالمجید خاں نے اندر زیادہ ترسہا گئے برپائے نواب قایم جنگ کی بہو عورت کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی ترغیب دی اُسے آؤ میں کو بھرتی کیا اور اسٹیشن میں جو کہ میں عوامیہ شہر میں جو اپنی سکونت کے لئے قلعہ بندی کرنا شروع کیا۔ محراب الدولہ نے اپنی فرج سے اس مقام پر پوچھ کر حاکم کیا۔ رضی خاں بھی ہوا اور قید کر لیا گیا۔ بعد ازاں وہ قید خانہ میں مر گیا اُس کے حقوڑے عرصہ کے بعد محراب الدولہ کو نامہ دار خاں محلہ سے جو کہ رضی خاں کا رفیق تھا قتل کیا بخشی کو سید ایک مروری ہمایم کے شب کو اُس کے مکان سے بولا یا اور اُس کے باہر اُن کے ساتھ ہی اسکا سر کاٹ لیا بعد ازاں قاتل اور کارور بار عام میں رضی خاں کے مکان پر چل گیا گیا اور وقت میں ششہ و ششہ ہو بنگلش اور دھکی سلطنت کا خراج گزار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہو کہ وہ نہیں ہو وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار ہزار روپیہ خراج آباد سے ملنے لگا بعد ازاں ایک جرنل اس خراج کا انگریزی فریج کے کپڑے کی تنخواہ کیے تھیں کیا گیا جو کہ خراج و خزانہ میں منظم ہو گیا بعد ازاں اس کے بعد محراب دولہ کا کچھ فرج آباد کے لشکر لیکر اکبر ششہ میں سراج الدولہ کے اٹاؤ فرج کرنے میں شریک ہوا نواب مظفر جنگ سے بذات خود اٹاؤ جانے میں اصرار کیا اور وہاں نواب وزیر کے ساتھ تعلیم و تکریم سے پیش آیا اور میرا نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڑہ میں لوہا گنج اور دو گنج کو روانہ ہوا۔ اوس سال میں عزم کے دیوہات اسی ضلع کے قصبہ جلالی میں جو کہ شہر میں جیسی جو انجام دیے گئے حکایت یہ ہے کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر چشمہ ہو گیا فی الحقیقت اس لڑائی میں نواب شجاع الدولہ نے برکنہ جات فتح آباد و فیض آباد ضلع فرج میں سے تانگرا و تر واد و غلٹیا اور ملک پور اور کسبند حصہ ساخ سے مرہٹوں کو مدد مل کر دیا جو کہ زمین کے اسطرح سے اور وہی حال کی گئی تھی وہ کل فتح آباد میں کالی ندی کے دکنش شمال ہو گئی ماسوائے چمبراٹو و سکرانوں کے اور شہریت سے حصہ ساخ کے اوس دو پرگنوں میں شامل ہیں۔ بعد حقوڑے عرصہ کے لاس سے خواجہ سر اسوہ میں نانہ کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تھا کہ اوس سے اپنے ماتحتوں کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتوں کی زمین کو جنگی وہ قدیم مالک جہیں ہیں

حالات نوادر المغرب

جب نواب ظفر جنگ سے لپ کا جانشین ہوا اور وقت حکومت ۱۲۰۴ھ میں ۱۲ برس کی عمر میں لکھنؤ میں
حکومت کو چند عرصہ تک یعنی قمر الدولہ نے دیانتداری سے انجام دیا مگر حکام کا کام چھٹا کر ایک
ہنگامی کو کہ جب کو مرنسی خان نواب محمد خان کے لشکر کے اٹھایا تھا کہ وہ اس کے پاس
حالت بہت نازک تھی سلطان شاہ عالم دلی کو جاتے ہوئے اٹھا دیا وہاں فریج میں تھے جبکہ
انہوں نے محمد خان کے وفات کا حال سنا۔ انکی خاص مشیر کا حکم الدین خان کے بارادہ
لکھنے ملک فرج آباد کے ایک غروری بیجاں پتھر عانت مذہبی سندیہ کے بھیجا کہ وہ وقت پر
کی شمالی جانب مقیم تھا اور بادشاہ وقت خدا کی راہ سے ہوئے فرج آباد کو روانہ ہو
اور میں تمام سرزمین خیمہ زن ہوں۔ اور دوسری جانب سے قمر الدولہ نے پنجابوں کی
بڑی فوج اکٹھا کی اور قوی مقابلہ کے لئے ایک مسلمان کبار اہل وقت اسے بادشاہ کو فرخ
ہو جانے کے عاجزی سے خبر کیا۔ جنہاں الدین خان نے ہامید اسکے کہ مرثیوں کے پیچھے
میں اپنے خاص طور سے اس معاملات کے حل کرنے کے قابل و گھڑ گاہر قسم کی عداوت برپا کی اور
قمر الدولہ نے نواب نجف خاں کے لشکر شروع کیا جو سلطان جلوس میں اور چند کھڑے رہے بادشاہ اور
نواب نجف خاں کو دیکر نواب ظفر جنگ نے جانشین کرنے میں کامیابی حاصل کیا اور نواب ظفر جنگ
بہ ہر اسی اپنے ۱۲ بیجانیوں اور خاص خاص زمینوں کے بادشاہ کے لشکر میں حفاظت میں ہر فرج
کے داخل ہوا۔ نواب اور اس کے بھائی اول دلیہ خان حاضر ہوئے اور مولوی خلعت آنکھ غایب
ہوئے اور وقت سلطان شاہ عالم نے گج گج کو جو خلیع میں پوری میں ہر مقام ہوا جہاں کہ وہ
میں پیشہ کے پتھر آباد ہاں تہذیبی و تمدنی ماحول میں ہر فرج اور پاس ضرب نوب لکھنؤ میں
شریک ہوا اگرچہ وہ مرہٹا اپنے اپنے سے پہلے اس معاملہ کے حل ہو جانے اور اس امر کے
دیکھنے سے کہ میری دوسری زمینیں فرج آباد سے انتقام لینے میں رک گئی تھیں نہایت غمزدہ

سالہ صبح نواب اودھ کا اس میں ۷۲ لاکھ روپیہ پڑتا تھا ششہ عین نواب اودھ نے اس کو پکی
 خرچ کر دیا۔ لیکن اودھ کی ایجنسی کے نواب نے اس کو پکی کر دیا۔ لیکن اودھ کی ایجنسی کے
 نواب نے اس کے معاملہ میں بھی اچھی کارگزاری کی۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو نواب کے جو بیٹے
 وہ چند روزہ پہلے ہی ہوا کے ملک میں واپس آئے۔ انھوں نے نواب کو گرفتار کر لیا۔ اس
 شرط کو پورا نہیں کیا لیکن انھوں نے شکستہ کو لکھنؤ میں جا کر عہد نامہ کی تجدید کی۔ جو حکم
 اس معاملہ میں ہوا تھا اودھ کو انھوں نے ردیٹ کے حوالہ کیا۔ کلکتہ میں پہونچ کر صاحب مدد کو
 دریافت ہوا کہ اودھ کی تجویز کونسل سے منسوخ ہوئی۔ پھر معرفت حیدر بیگ خان کے جو خاص اس
 نواب کو واسطے کلکتہ میں تعینات کئے گئے تھے لارڈ کارنوالس کے حضور میں دوبارہ ہندوستانی
 لیکن نتیجہ اودھ کا واپس ہی رہا۔ نواب ظفر جنگ کی بقیہ عہد سلطنت میں یہ بات خاص
 کر کے مشہور تھی کہ نواب یعنی وزیر اسے اعظم کی یاد گیرے کثرت سے مقرر ہوتے آئے ان میں
 میں سے اٹھارہ کے نام لکھے ہوئے ہیں بہت سے چھانسی دیئے گئے اور دیگر حلالے وطن کئے
 گئے۔ بلکہ نواب کے سسر خاندانی خان اور اس کے سارے امین الدولہ بھی محمودی مدت تک
 اودھ کے لایق انجام کر نیکے نہ تھے۔ منجملہ اودھلوں کے ایک بیٹا ظلم تھا کہ نواب نے تمام خطبہ اور
 جاگیریں جو کہ اس کے چچیرے بھائیوں یعنی اولاد محمد خان کو ملی تھیں ضبط کر لیا۔ اودھوں نے
 بادشاہ کی شکایت کوئی داد دی نہیں پائی اور نہ ہیایت خلس ہو گئی۔ یہ صرف انگریزوں ہی کے لیے
 ہے جو کہ اودھوں نے اپنے حق کو واپس پایا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد چار لاکھ روپیہ خرچ کا جو
 انگریزوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا باقی پڑا۔ ایک انگریزی ہندوستان ۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کے بعد فرخ آباد
 میں مقرر کیا گیا اور بیروت میں مشرعی صاحب بھی اودھ عہد پر تھے۔ سلطان شرجان واپس آئے
 مقرر ہو کر ۲۵ فروری ۱۸۵۷ء کو فرخ آباد میں پہونچے اور پھر وہ سو لاکھ ماہ کے بعد واپس کے گئے
 جبکہ لارڈ کارنوالس گدہ ہوئے امین الدولہ اودھ کی عہدداشت میں وزیر کھنڈ کے ساتھ کلکتہ روانہ
 ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جب کہ ہندوستان میں سزا دل چھیا کہ اوسوقت ہندوستان کو کہتے تھے

راجہ ترہوہ و ششیہ و نیز خود میری شہزادہ کو اس کا رونا دہانی سے کل جہاں و منصب پیدا ہوا۔ کالی ہی
 کے جانب لال میں یہ انگ زب بنگش کا علاقہ تھا۔ دان کوئی تعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ
 کارروائی کا نہیں ہونے پایا۔ انصاف کے سلطان میں تفرقہ ہونے سے ایک بڑا اختلاف پیدا
 ہوا۔ حالانکہ میں یہاں ہوا۔ میری شہزادہ کو اوس دیا گئے اور کنارہ کے بنیو الونگی نسبت دیکھ کر
 کے وینا لال بہ نظام حکومت زیادہ غور و فکر ہو گیا۔ اس شخص سے وہیں آئے ہوئے نواب علی الدین
 سرہوستان کے طرف شاہ آباد ضلع سرہوئی کے گیا جہاں وہ انگریزی فوج تھی جابطہ جو کہ حیرت
 اور مد سلیں کے علاقہ کو جاتی تھی اور لائی موضع کٹر میں جو ضلع شاہ جہاں پور میں واقع ہے جہاں علاقہ
 دھت خان ملا گیا۔ نواب علی الدین کو جو تھا اور سردار ان مد سلیہ کی محبت سے سر شہزادہ میں
 بنگش نواب کے پاس واسطے شناخت کے لائے گئے۔ کھڑے ہوئے واقعہ شہزادہ میں واقع ہوئی کیا
 برکت و ایسی فرج کہ نواب علی الدین اپنے ساتھ قواعد دان فوج لکھنؤ کی ملاجہ کی اعانت سے
 اوسے بنگش کے سپاہیوں کو جو کہ اوسکی دار السلطنت کے محلہ بنگش پورہ میں آباد تھے سخت نرا لیا
 اور قریب قریب سب کو خارج کر دیا۔ چونکہ اس وجہ سے کہ قوم فکر برداشت شامل ہونے ہم ادا
 انہوں نے نہایت مدد پرانی سے بہتا دیا وہ باغی ہو گئی۔ اسوجہ سے کہ انکی خود اوقایات ادا نہیں کی گئی
 اور ایک قرآن شریف کو ہاتھی پر رکھ کر یہہ شہنشاہ ہوتے ہوئے کہ ہم کسی نواب کی اطاعت نہ کریں گے
 لشکر میں دھم دھام محافی اس فساد میں انگریزوں کا تعلق اوس ضلع کے ساتھ ہونا شروع ہو گیا
 اور فتح گڑھ کے بازار کی مینا دہ چھوڑنے کی تعمیر میں جوئے لگی۔ مذکورہ عہد نامہ فیض آباد کے جسپر
 شروع شدہ میں اور وہ کے نواب صفت الدولہ نے دستخط کیا تھا یہہ قرار کیا گیا کہ اودہ کے حکمران
 میں کہیں کی ایک قواعد دان فوج تعمیر رہنا چاہئے۔ نواب صفت الدولہ نے پھر دوسری فوج
 کے واسطے درخواست کی۔ جس میں انگریزوں اور چھوٹے سپاہیوں کی اور ایک تو سنا اور
 ایک حصہ سواروں کا شامل رہے۔ بلکہ اس طور سے تیار ہوئے وہ شہزادہ میں کہیں کے لشکر
 میں شامل ہوئے اور فتح گڑھ میں تعینات ہوئے یہہ چند روزہ لشکر کے نام سے موسوم ہوا اور

سربراہ پر کوئی کے دریاے گلگ کے پار کوچ کوٹے ہوئے رامپور کے پانچویں کو بریلی کے قصبہ
 ہتورہ میں شکست دی۔ نواب مظفر جنگ نے ۲۸ برس کی عمر میں ایک خفیف علامت کے بعد
 جیلوخ ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۷ء انتقال کیا۔ زہرہ نے کا شہید کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور شریفین
 صاحب بہادر زیدٹ لکھنؤ اس معاملہ کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد
 میں آئے۔ جرم نواب کے بڑے لڑکے رستم علی ان پر ثابت ہوا جو لکھنؤ میں حلا وطن کیا گیا جہاں
 وہ ۱۷۹۸ء کے آخر تک اس معاملہ کی تفصیل ایک خط مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۷۹۸ء میں لکھا کہ بجانب امین الدولہ
 حسب فہائش بجنٹ بھنور نواب گورنر جنرل صاحب تحریر کیا گیا لکھی گئی ہوا سو فیصد میں کہ جب تم غیا
 فرخ آباد کو واپس آکر نواب شکست جنگ کے انتقال پر گہری نشینی کا دعویٰ پیش کیا تھا۔ لیکن اس وقت
 میں گورنر یان اس ضلع میں عام ہو گئی تھیں ۱۷۹۸ء میں دریا یا کاساتین نسبت ڈاکوؤں کی اور لوگوں
 بیشمار غریبوں کی تحریر ہوئے لگے۔ نواب مظفر جنگ کی زوجہ اولیٰ اور یوگیم دختر خدائہ خان کی
 علی جو جاگیر دار قصبہ سکرادان اور بارہویں بیٹے نواب محمد خان کی بھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۱۷۹۸ء
 میں اولیٰ شادی کی اور اس کے بطن سے پانچ لڑکیاں اور کئی لڑکے پیدا ہوئے مگر لڑکے اپنے
 باپ کے حین حیات میں انتقال کر گئے۔ امر او یوگیم جسے تاریخ ۱۱ نومبر ۱۷۹۸ء کو انتقال کیا اپنی
 جائداد کو مطابق رپورٹ صاحب کلکٹر ۱۹ نومبر ۱۷۹۸ء میں مل پر ۴۰۰۰ ایکڑ ارضی واقع کیا
 جس میں آباد و جو جوہر و کمپل و محمد آباد و حاطہ سو و پہاڑہ اپنے لڑکے اور اپنے بھائی نواب و لاہور
 ولد میں علی جان ولد امین الدولہ کو چھوڑ گئے۔ نواب مظفر جنگ کی چار اور بیٹیاں تھیں اولیٰ شادی
 مادر ادا حسین جو اوکا جانشین ہوا دویم بی بی کریم جو چارم بی بی اچال جو
 شادی ملک زندہ علی بوجہ و سر خاندان کے اوکی لڑکیوں نے اپنے چچا زاد بھائیوں شادی
 کی۔ سارا سے سولہ پر گنت جات مشہور ہو کہ فرخ آباد کے ملک میں شامل قلعہ احمد خان کے کو شہر
 سنوات سے لیکر ۱۷۹۸ء میں قائم رہا ہے سابق حالات میں مذکور ہو چکی ہیں منجملہ ۱۷۹۸ء میں
 ہتورہ احمد خان کے لئے معقولہ ذیل ضائع ہو گئے اول ۱۷۹۸ء میں اور بعد و بطور دعویٰ ۱۷۹۹ء

ہوا یا گیا تو نائب سے اپنی پیشکش پیش کر دیا کہ ہماری کوشش سے بہت زیادہ زمینیں زیادہ بہت بھنا
 جا رہے ہیں کہ حکام کلکتہ کی ہدای سے زیادہ تر زمینیں تبدیل ہوئی اور اس زمانے میں معلوم ہوتا ہے کہ نواب
 کا چھوٹا بھائی دل پیر خان محی طور پر نواب مظفر جنگ کے خلاف سازش رکھتا تھا نواب مظفر جنگ
 کے مخالفت چند معاملوں میں ہوئے اور اس کا وطیفہ مذکور دیا گیا اور چونکہ انگریزی رنڈیٹ چلا گیا تو
 انہوں نے بھی فرخ آباد کو چھوڑ کر بنارس میں قیام اختیار کیا اور اسکو ایک معقول وطیفہ فرخ آباد سے
 ملے لگا اور وہاں سے اس وقت تک بنارس میں مقیم رہے جبکہ انہوں نے جنوری سنہ ۱۱۷۷ء میں خود کشی کی
 فرخ آباد کے معاملات دارن سینگ صاحب کے الزام کا پانچواں دفعہ قائم ہوا یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ اس الزام کے قائم ہونے کی بنیاد یہ تھی کہ مذکورہ نواب کا وجود اس کے کہ اسکو
 ہوا لینے کا وعدہ کیا تھا یہ بیان ہوا کہ نواب ایک گھوڑا اور ناچھڑ کا جو ان آدمی تھا ملک کے
 نسبت یہ نہ کہ ہے کہ الماس علیجان عامل اور وہ نے قصبہ دھرہ رو کو ایک غیر کافی خراج پر
 سے لیا تھا یہ گنہ حافظ منو اور سو پنج پیدہ تاریخ ہوتے رہے فخریہ کے قریب کے گھاٹ اور وہاں
 کے محصول کو نواب وزیر کے افسروں نے زبردستی سے لیا تھا اور اس وقت چار گروہوں کے زمیندار
 نے اپنے اپنے قلعہ میں اپنے کو مضبوط کر رکھا تھا۔ فرخ آباد ویران ہو گیا۔ وہاں ہر کوئی مستقل
 حکومت کئی برسوں تک نہیں رہی نواب وزیر اور اس کے نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے زمینداروں
 اور جنگدہ کے کپوٹ کے حاکموں اور نواب مظفر جنگ کے حاکموں نے صلح کاروں نے
 ہادی ہادی سے دست برداری کی تھی اپنے عہد سلطنت کے آخر حصہ میں نواب مظفر جنگ نے
 دارالاکھڑہ میں خراج کے تخفیف کھنڈ سے حاصل کرنے میں بہت کوشش کی۔ اگرچہ وہ بذات خود
 ایک مرتبہ وہاں گئے لیکن انکی کوشش نے کچھ فائدہ نہیں اٹھا یا وہ انوس شخص کے ہاتھ سے
 قتل ہو گئے جسکو کہ وہ عین کرنا تھا کہ موت اللہ ولہ نے دوسرے دیکر اس کے قتل پر آمادہ کیا تھا ایک
 شخص بھاگو خان نامی جس نے اس شکل میں ہو سکی جان بچا پی غنی ایک سترہ عمر میں زندہ تھا
 اور سینگ ایک ہزار دوسو دویہ سالانہ پٹن یا تھا۔ سترہ اے میں فرخ آباد کے کپوٹ نے تیسرے حکومت

شہزادہ شجاع و نادر علی گاہوں کا ایک ماہانہ جلسہ ہو کر تھا اور اسکی مالیت
 اوقات جنگ اور گورنر اور اسے میں بدلتا صرف ہوتی تھی ان کے بادگیر سے بہت سی عورتیں تھیں
 جنہیں سیر فی استیاد تھیں۔ یہ سب سے زیادہ شہر بی بی شرف اور بی بی غنیوں تھیں۔ نواب نے ایک
 ہرگز نہ بدستش بی بی غنیوں کو عطا کی تھی۔ یہ بہ بات دیکھ کر کہ نواب صاحب اس صنفی محرکاتی
 میں مبتلا تھے۔ امین الدولہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ نامہ کار سے پچیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا
 حکایت یوں شہر ہے کہ یہ سب اس شخص کی و طیفہ کے خود بخود ایک جھگڑا پیدا ہوا جسکی بنیاد ظاہر ایک
 نازکی ملا اجارت نواب امین الدولہ تو دلینا بیان کیا جانا ہے جس کے تحت سے شہزادہ امین
 بریلی تک جانے کی نوبت ہوئی۔ اسی زمانہ میں نوبت ہوئی و طیفہ صاحب اس وقت نے فلکوں کے بند
 کے لئے مقرر کئے گئے تھے جسکو نواب وزیر نے سپرد کمپنی انگریز کیا تھا۔ بددیہ عہد نامہ مورخہ ۱۲۰۴
 سالہ ہجری کے صرف نواب وزیر کے گزشتہ جات واقع صلیع ہذا سپرد نہیں کئے گئے۔ بلکہ اس امر میں
 بدلا لکھ روپیہ خراج کے ساتھ جو کہ فرخ آباد سے حاکم اودھ کو ملتا تھا اب نواب احمد حسین نے یہ
 حصہ کیا کہ ہمارا ملک فرخ آباد بھی انگریز کے سپرد کر دیئے گئے چنانچہ بتایا کہ ہر جون شہزادہ اعظم بریلی
 میں ایک عہد نامہ پر نواب کا دستخط ہوا جس کے ذریعہ سے نواب نے اپنے ملک کو بیرون مبلغ ایک
 لاکھ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ و طیفہ کے جسکو واسطے اپنے اور اپنے متعلقین کے مقرر کیا یہ لکھا
 عہد نامہ تفصیل ذیل ہے عہد نامہ در میان انریل الیٹ انڈیا کمپنی اور نواب احمد حسین
 کے واسطے سپرد کرنے انریل الیٹ انڈیا کمپنی کو ہوا جسکی حکومت کے لئے صوبہ فرخ آباد اور اس کے
 مستحق کو بیرون خراج باد سے مالگولاری نواب مذکور سے انریل کمپنی کو طر کیا ایک جانب مذکور
 انریل خیر علی و طیفہ صاحب لکھتے کہ در ہوشدہ صوبہ جات اودھ کے با اختیار کامل جو اسکو
 دیا گیا نواب گورنر جنرل سے اس غرض کے لئے اودھ سرے جانب نواب احمد حسین خان
 ہمایہ و طیفہ جنگ بذات خود اور اس کے ورثہ اور اسکی جائیدادوں کے۔

بہتر شاہد اور اکبر شاہد کی طرف سے جو بھی ہو سکے اور اس کی وجہ سے
 آباد ہر آباد اور شہر لیکن بحال معاہدہ تین اور سترہ کے مناجحہ کے نسبت جو اس وقت
 میں ہے شہر ہے اور ان کے جو مناجحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علاقہ نواب بخش بہتر شاہ
 تھے۔ نواب خضر جنگ کے زمانہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ مالگنداری ساڑھے سو روپہ بحال کے قریب
 پہلے لاکھ روپہ کی تھی۔ نواب خضر جنگ کے ایک لڑکے کے لیے باپ کو زہر دیا اور دوسرے
 لڑکے کو اپنے خیر جنگ نے اپنے مہر و فی ملک کو انگریزوں کے سپرد کر دیا یہ اور صاف صاف
 دہلی کے فارسی بیٹے میں جو اس خاندان کے ایک شخص کی زبان سے سنا گیا ہے جو کہ
 غریب شدہ دو سپرد بہادری کے زہر دہو دیکھ کے مشہور ہوا ہے یعنی یہ کہ نواب کے دو اولاد میں
 سے ایک نے زہر دیا اور دوسرے شہر دیا۔ گدلی کے دو خود یاد ہوئے۔ چیلہ کان پیل اور
 محمدی خان نے نواب سابق کے بھیلے لڑکے اور حسین خیر جنگ کو پیش کیا اور اس وقت میں
 ۱۲۰۴ء ۱۲۰۵ء برسن کا تھا۔ دوسری طرف سے اس لڑکے کو نواب خضر جنگ کی چلی مذہب نے
 دیا تھی اپنے بھائی امین الدولہ کی اپنے بیٹے بڑے بھیلے ولاد جنگ بیٹے امین الدولہ کو
 پیش کیا اور اس نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش
 کی آخر وہ نزل بذر یہی مصالحت کے طر پائی جس کے بموجب نواب نے جنگ بنگالی میں
 جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نئے نواب کو مبلغ پچاس ہزار روپہ سالانہ وظیفہ ملتا جائے
 لیکن بعد دوسرے معاملات میں امین الدولہ خستہ کام رکھیں۔ لارڈ ولیم صاحب اور
 صاحب ملک شاہ میں فرج آباد کو شہر عینے تھے کہ جس سے بیان کرتے ہیں کہ امین الدولہ
 نے اپنی خانی کبی اور اس خیر جنگ نے اپنے بھیلے کو قریب دیا تھا انگریزوں میں بیکر ڈیویم کا
 خطاب حاصل کیا۔ یہی وہ کام تھا جس کی وجہ سے امین علیہ درج ہے۔ نواب ناصر جنگ اکثر اپنی
 روایات کہ ان کے ساتھ زیادہ کرنا اور خود ہی ان کے خزانہ میں ماہر تھا وہ ایسا ہی اچھا لگتا تھا

موصول دارم کہ نواب نے نامہ متعلقین اور مصاحبین کو اس کے پیش کے دیا۔
 فرست پیش کردہ خردمندان سے بہت امورات میں مختلف میں اور بموجب ارادہ برٹش گورنمنٹ کے
 یہ شرط ان اشخاص کے لئے کی گئی جس کے استحقاق پیش کی پوری بنیاد اسکے جو یہ شرط کی جاتی ہو
 کہ حقوق مختلف و عود اعلیٰ کا بذریعہ اس سول افسر کے تحقیقات نہا دی گئی جس کو کہ برٹش گورنمنٹ مقرر
 کرے بشمول نواب کے اور اسناد و بختہ اور ہر شرط کہ منظور کیا دی گئی کہ جس کے اسناد کی رو سے پیش
 لوگ نواب کے ذریعہ سے روپیہ پایا کرینگے جو کہ کمپنی کے سول افسر کو انکی رسید دیوینگے۔

شرط ششم

عدالت کی حکومت نواب کی ذات پر مشتمل نہیں ہوگی لیکن ان کے توابعین اور متعلقین کے تفصیل نہیں
 کی جاتی اور بموجب منشور برٹش گورنمنٹ کے بلا حاجت داری حکومت انصاف فرخ آباد کے جو یہ کے
 درمیان جاری رہے اسکے یہ قرار کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دعویٰ متعلقین نواب کے پیش کیا جاوے
 تو اول مرتبہ نواب کے پاس حوالہ کیا جاوے گا اور بحالت نہ ہونے وادری یعنی برناراضی فیصلہ نواب
 وہ چھوٹی عدالت دیوانی سے فیصلہ کیا جاوے گا۔

شرط ہفتم

موجب درخواست نواب اشخاص کو کہ وہ ذیل کو وظیفہ دیا جاوے گا اور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک
 انکی حال چلن برٹش گورنمنٹ اور نواب کے نزدیک خوشنودی کی ہو۔ امام خان منٹج یا پھر زار روپیہ
 سالانہ سرکل خان اور محمد خان یا پھر زار روپیہ سالانہ۔ حار بخش نے وکیل معانت جس کو کہ خاصہ
 وغیرہ کے لئے فرج آباد میں تعمیر کیا جاوے گا زار روپیہ سالانہ۔ محمد بخش اور محمد صالح دو ہزار روپیہ سالانہ

شرط ہشتم

شرط اول

یہہ اقرار اور شرط کی جاتی ہے کہ صوبہ فرخ آباد اور اس کے متعلقات دہلی حکومت کے لئے از اول سے
ایڈ باکس کے سپرد کیا جاوے ہیں ابتدا سے سوائے افضلی نواب اپنے حقوق اور ملکیت کو تسلیم
ذیل کے کہیں کہ مستقل کرتے ہیں۔

شرط دوم

بظور پیش اور اقتدار نواب احمد حسین خاں بہادر کے یہہ اقرار کیا جاتا ہے کہ او کو نو سو روپیہ ہزاری
فی ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کر لگایا جو کہ اس کے ورثہ اور جانشینوں تک جاری ہوگا
اور کسی وجہ سے اس میں کوئی تخفیف نہ ہوگی اور یہ علی اقرار کیا جاتا ہے کہ نواب مذکور کے تمام
تمام مواضع جو اس کے درجہ کے اعزاز و اکرام کا بہت و مناسب برائے گوشت بطور ملکیت و امت
کے کیا جاوے گا۔

شرط سوم

ازیل غنٹ گورنر جنرل حیدر علیہ اقرار کرتے ہیں کہ دو ہزار روپیہ سالانہ واسطے اخراجات عامہ
کے دیا جائے گا اور تین ہزار روپیہ سالانہ نواب خضر جنگ کے دیگر محل کے وظیفہ میں سے
کہ اس کو یکم اب تک دیتی آتی تھیں نواب کے ذریعہ سے تقسیم کیا جاوے گا جو کہ کہیں کے سول
افسروں کو ملے گی کہ بطور ملکیت کے یہہ وظیفہ اور اس کے یکم برابر دہلی میں کرنی ہیں

شرط چہارم

ہندو کی خواہش کے موجب بدعات جو کہ سابق میں ان کے بابت ملکیت تھی اور موضع ستر غنٹ
اور موضع آباد کے قلعہ کے مکانات اور دانی صاحب کی جائداد ملکیت جہاں کہ بھی جاوے گی بطور ملکیت
ان کی دوسرا شخص اس ملکیت کو جائزہ نہیں لے سکتا۔

شرط پنجم

جنوں نے انکی خواہش پوری کرنے میں انکار کیا تھا لیکن مرہٹہ کی پہلی لڑائی اس ضلع میں ایک شاہ
 نے جانتی تھی کہ ہولی ماہ دسمبر میں جب دشمنوں سے صلح ہوگئی اس میں بارہ برس گئے اور شاہ کو
 گئے چونکہ دوسری برس نواب آباد ضلع علیگڑھ میں منتقل کئے گئے۔ لڑائی ختم ہو جانے کے قبل ہی اور
 بھگت قحط شروع ہوا تھا اور محاط قحط بند ہو جانے کے دو آب میں مرہٹوں نے ایک جدید لڑائی سے
 اس ضلع کو پریشان کیا باعث ہنگامہ اسوقت ہو لکھا جسے شاہ بہر خیاں کیا کہ برٹش کی قوت
 سیدہ عیا کے عاجز کرنے میں کم ہوگئی جو شرائط مذکور کے بعد جو نئی حالت پہلے ہوئی تھی اس میں
 آباد اور دو آب کے اکثر اضلاع کی دست برداری کے طلب کرنے میں اسے شکستائی کی تھی۔
 جواب اسکا جنگ تھا اور ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۱۷ء میں ہو لکرنے دہلی کا ذلت خاص محاصرہ کیا تھا۔ مگر
 ایک صاحب کے پہونچنے پر اسنے جلدی سے دیسے جمنا کو عبور کیا بارادہ اس کے دو آب کو
 آگ اور تلوار سے غارت کرے۔ ایک صاحب کے تعاقب کرنے سے وہ دو روز قبل روانہ ہوا تھا
 دو دن فوجوں نے اپنے اپنے پیدل سپاہیوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور کسی نے اون میں سے زیادہ
 شکر نہیں پایا تھا یہاں ایک کراب پیہہ دیکھا گیا کہ ان دو عہدہ فوجوں میں سے مرہٹوں کی فوج
 مہاراجہ کی شہرت زور و روی کے بہت تیز کی کر رہی تھی۔ ملک کے پورے طرف ہو لکروں کا انوں کو
 اس کے رستہ میں پڑے تھے جلا تا ہوا تھا گا۔ اس کے پیچھے ہر ایک شخص نے اپنی اپنی جہت میں
 ایک لیکر اس کے جلدی جلدی رشتہ چلتے تھے جس کے لیے نہایت اور سولہ ایک سال کے قحط
 کرتے تھے اور بولہ دوسری شام کو جب اگر زری فوج ضلع اشکوتی کی پہونچی تو اسنے دیکھا
 کہ وہ مضبوط ایک محل ہے۔ مرہٹہ اس شب کو شراب پی رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ ملک
 بڑی فوج آباد کے نزدیک ڈھلاؤ میں ۲۶ میل پر ہے اور ایک صاحب کے ہوا وہاں پہونچا
 روز کے تھے۔ باوجود اس کے اسنے دشمنوں پر رات کو چھاپ مارنے کا ارادہ کیا تو جبکہ شام کو
 اسنے غریبہ یا کسی دوسرے قسم اسباب کے آگے بڑھا جب اس کے ہوا گھوڑے پر چڑھ رہے
 تھے تو یہ دشمنی پہونچی کہ انکی پیدل فوج نے ماتحت چھری فریر صاحب کے ہو لکر کے پیدل

ساتھ ساتھ اس کے انتقال کے پہلے سے مقرر کئے گئے تھے۔

شرط پنجم

صلح نامہ شمل اور نوشر الیہ کے شہر بریلی میں ۲۴ جون ۱۸۵۷ء میں مطابق ۲۴ صفر ۱۲۷۵ء کے طے پایا انزل پٹری ویسلی لٹنٹ گورنر جنرل بہادر سپرد شدہ صوبہ جات اور وہ نے نواب مراد حسین خیر جنگ بہادر کو ایک نقل اسکی نگری اور فانی میں مصدق مہر دستخط اپنے عنایت کیا اور نواب مراد حسین نے انزل پٹری ویسلی لٹنٹ گورنر بہادر سپرد شدہ صوبہ جات کو اسکی دوسری نقل پیش اپنے دستخط اور ہر کے عنایت کیا انزل پٹری ویسلی لٹنٹ گورنر بہادر اور اس کے مراد اور اس کے من کر میں روز کے عرصہ میں ایک تصدیق صلح نامہ کی بہ نسبت مقرر دستخط حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے دیو سنگے۔ تصدیق افراد نامہ پنجاب گورنر جنرل بہادر ۲۴ جون ۱۸۵۷ء دست برداری کے ایک سال گزرے سے پہلے جب پٹری ویسلی صاحب حاصل شدہ صلح کے انتظام میں مصروف ہوئے تو ان کے بھائی ارطغر صاحب کھن میں رہنے کی سازش اور کرنے کے طیارے کر رہے تھے جنگ کے شروع ہونے پر لڑائی کا انتظام کھن میں جنرل ایک صاحب کے سپرد کیا گیا تاہم ایک شش ماہ میں اسے کامیابی سے لکھنؤ کو کوچ کرنا وقت جامع باہر ترانسپس میں سب سے زیادہ کی طرف سے مقابلہ کے مقررہ تھا اور قلعہ پر دھاوا کرنے کے بعد پٹری ویسلی کے صلح میں ایک دستہ فوج کا لبرس چھوڑا ایسے شکار کیا کہ ہر شہر سالوں کے ہاتھوں سے بچا اس بات کے تصور سے جرات پا کر کہ برٹش کی فوج بہت ہی کمزور ہو چکی تھی حال راہہ ٹھکانے نہایت کی سڑک کے قریب ہی صاف اور چل گیا مگر کہا نہ رنگ اس کی طرف سے دے نقصان ہوئے۔ باقی کا ایک صلح کر لیا گیا جبکہ وہ جہاں کے پار دکن عنایت کو بھاگتا تھا لکھنؤ سے قلعہ اور شاہکار میاںوں نے صلح کے پیچھے چھینٹ چکے تھے تاہم زمینداروں کو لڑنے کا

[illegible]

سکتا دیا اس خبر نے اُن کے دلوں

مکتبہ

وہ کہیں سے حساب بخیر کرتے ہیں کہ ماہیت ابجد اس سے اس قدر

وہ لوگ سرگیدہ پہلے جا رہے تھے وہ لوگ اس خبر کے سنے سے بہت حیران

وہی مظلوم اور ستمیہ اور سارے اُن کے تھے ماضی تا آفتاب کی ہر پہلی

کامیاب ہو کر لوگوں میں رواج کیا۔ چڑوں کے گڑھے میں

[illegible]

میں نے اس کے لئے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے "میں نے اس کے لئے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے"

[illegible]

میں نے اس کے لئے کئی کئی بار دعا کی ہے کہ وہ جلد صحت یاب ہو جائے۔

وہی ہے جس نے ان کو اپنے لیے منتخب کیا ہے۔

سید احمد علی خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحيم

... ..

100-443887-100

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 پہلی بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 دوسری بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 تیسری بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 چوتھی بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 پانچویں بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 چھٹی بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 ساتویں بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 آٹھویں بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 نوں بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 دسویں بات یہ کہ تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔
 اسی بات سے تم کو اللہ کے فضل سے تم کو یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔

اسے ستریں کسی فراہم کیے گئے ہیں۔ مگر جہاں دین ہوئی اس بار شہادہ کو تمام مہاجرین نے نہایت غلامی و
سلاطینیت لکھا کہ اور اس سے بہت سے فقور از حد بجا دماغ ہوئے اور جو اسکے دل کی علمی
خاصیت خست اور دشمنی جانب مال تھی۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

可也

[illegible]

پشت نامر محمد ز

پشت خان
 شاه جهان
 بهرام شاه
 حسن علی مرزا
 منصور مرزا
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ

محمد فتح خان بیگ

محمد فتح خان بیگ
 زود بهرام شاه
 سادات خان

مرزا حسن عزت الدین
 زود بهرام شاه
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ

مرزا حسن عزت الدین
 زود بهرام شاه
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ

مرزا حسن عزت الدین
 زود بهرام شاه
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ

مرزا حسن عزت الدین
 زود بهرام شاه
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ

مرزا حسن عزت الدین
 زود بهرام شاه
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ

مرزا حسن عزت الدین
 زود بهرام شاه
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ

مرزا حسن عزت الدین
 زود بهرام شاه
 جوکر فیلاو قمر مرزا
 مرزا علی بیگ



"A book that is shut is but a block"

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY

GOVT. OF INDIA
Department of Archaeology
NEW DELHI.

Please help us to keep the book
clean and moving.

S. No. 148, N. DELHI.

